دیار ہند خوش است السخاے ظل اللہ
رسول پاک بگفت السخی حبیب اللہ

الحبیب

جسمیں

اعلیٰ حضرت ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان کے سیر و سیاحت ہندوستان کے واقعات ۔ افغانستان کا جغرافیہ و تاریخ و سیاست ۔ اہل ملک کے خصائل و صفات ۔ مجالس مغربی کی شرکت ۔ فریقین کے حالات ۔ تمدن یا فیشن پر عوام کے خیالات ۔ مقدر و متذکرا اعتراضات کی نسبت تفصیلی و دلچسپ بحث کی گئی ہے ۔ آخر میں برٹش گورنمنٹ و سلطنت افغانستان کے تعلقات و ملکی ضروریات کا تذکرہ درج ہے

مؤلفہ

خاکسار نادر علی مصنف مرأت العرب وغیرہ

باہتمام خواجہ صدیق حسین

مطبع آگرہ اخبار میں چھاپی گئی

سنہ ۱۳۲۶ھ

فہرست مضامین

کتاب الحبیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض کرم رسانده از شرق تا بغرب | خوان نعم نهاده از قاف تا بقاف
هستند عیش و کم ز نوال تو بهره مند | دارند نیک و بد بعطاے تو اعتراف

یہی حمد اوسی خالق کو زیبا ہے جو عالم غیب و شہادت ہے اور جس نے قومون کے زوال و کمال اپنے دست قدرت مین رکھے ہین - اور یہی لغت اوسی خاتم النبین کا حصہ ہے جسکے چشم نبوت سے ماضی و مستقبل پوشیدہ نہین ہے

عارف اطوار سر جز و کل | خلق اول روح اعظم عقل کل

جسکے جانشینون نے کتنی قومون کے کمال و زوال کا فیصلہ اپنی رایون سے کیا ہے

هست از پیغمبران او خوب تر | امت او از همه محبوب تر

براعتہ الاستہلال | صنادید بابل و بغداد کے کھنڈر سے ہوکر یا روم و غرناطہ کی عمارتون کو دیکھکر اون قومون کے عروج و ادبار کا ملاحظہ کرنا اور نتایج فراہم کرنا گو اولی الابصار کا کام ہے - مگر قیاسات یقینیہ ماضیہ کی وجہ سے چندان دشوار نہین - مگر یہی علم واقعات جاریہ جنمین سلسلہ حدوث ادبار

سے متعلق اور ابد کی پیچیدگیوں تک مربوط ہوں ہمیشہ فکر عاقبت اندیش کو نتیجہ و ... آسیمہ
بنا دیتے ہین۔ اور نگاہ تدبیر نتائج پر وہی امور مستقبلہ سے تھک کر ظلمات تقدیر مین پناہ لیتی
ہے۔ اور ایسے معاملات مین کہنا پڑتا ہے کہ العلم عند اللہ

قومی معاملات کی تشبیہ۔ اصول جر ثقیل سے انسب و اولیٰ ہے۔ اس فن مین
بحث مادہ اور قوت فاعلہ سے کیجاتی ہے۔ انسانی یا قومی قوانین اور ان قوانین کی ...
مثلاً دو مساوی قوتین جب ایک جہت مین عمل کرتی ہین تو نتیجہ اوسے جہت ...
قوت والا پیدا ہوتا ہے اور جب متضاد جہت مین عمل کرتی ہین تو ایک دوسرے کو باطل
کرتی ہے اور نتیجہ صفر یا لاشے ہوتا ہے۔ یا ایک زاویہ اون دو قوتون کا مورد عمل ہو
تو نتیجہ حرکت وتری پیدا ہوتا ہے۔ یعنی ایک تیسری جہت مین جو دونون قوتون کی ...
سے مختلف ہوتا ہے۔ قومی خیال یا قوتون کے عمل بھی انہین اصول پر مبنی ہین یا اُن سے کے
مشابہ جب ایک قوم کی افراد ملکر یا دو قوتین ملکر ایک جہت مین اپنا عمل کرین تو نتیجہ اونکی مجموعی قوتون کے
برابر ہوتا ہے۔ اس توافق جہات کے عمل کو فن معاشرت مین اصطلاح اتفاق سے
تعبیر کرتے ہین۔ اگر اوسکے برعکس یہ افراد یا قوتین جہات متضادہ مین عامل ہون تو نتیجہ
لاشے یا بدتر از لاشے ہوتا ہے اسکو اصطلاح معاشرت مین نفاق یا اختلاف سے تعبیر
کرتے ہین۔ جب یہ انسانی قوتین ایسی نسبت سے ہون جسکو ریاضی مین میلان زوایا
کہتے ہین تو نتیجے حرکت وتری کیطرح بین بین پیدا ہوتے ہین۔ ایک بادشاہ اور
اوسکی رعیت کے خیال جب ایک جہت مین عمل کرتے ہین۔ تو نتیجہ ہمیشہ المضاعف
قوت دینے والا اوسی جہت مین پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہ جہت صحیح ہے تو اوس قوم کی بہبودی
و اصلاح ایک امر یقینی ہے۔

اور جب جہات متضاد مین عمل کر رہے ہون تو اوس قوم کا زوال اسیطرح ایک امر لازمی
ہے اسیطرح جب یہ دونون قوتین فی الجملہ کسی نقطہ خاص یا محل پر عمل کرتی ہون تو نتیجہ عمل ...

ٹھیک ایک کی جہت مین ہو گا نہ دوسری کی تو انقین بلکہ ایک جہت مین مین ہوگا
اور یہ پیچیدگیان بہت بڑھ جاتی ہین جب مختلف قوتون کے سلسلے مختلف مراکز پر
عمل کر رہے ہون - ہز مجسٹی امیر افغانستان کا گورمنٹ برٹش کا مہمان ہند مین ہونا بھی
ایسے ہی سلسلہ مین آتا ہے - افغان جیسی رعیت اور اعلیحضرت امیر جیسے روشن خیال
فرمانروا - اور پھر اونکے تعلقات اتحاد برٹش جیسی گورمنٹ کے ساتھ اور پھر اوسکا اثر
مسلمانان ہند اور فلاح وصلاح افغانستان پر یہ سب قوتین اور عمل ایسا ہجوم وازدحام پیچیدہ
پیدا کرتے ہین کہ اس مضمون پر قلم اوٹھانا ایک نہایت دشوار امر معلوم ہوتا ہے اور ڈر معلوم
ہوتا ہے کہ ہماری کسی بحث مین وہی نقصان اور ناواقفی سرزد نہو جو فی زمانہ ہند کے
مضمون نگارون ورائے زنون کی تحریر و تقریر مین پائی جاتی ہے - ہماری خواہش تھی
کہ ایسے اہم مضامین ہم سے بہتر دیر زور ہاتھون و قلمون سے تصفیہ پاتے مگر حالات زیادہ
دیر کے متقاضی نہین مجبوری اس کام کو شروع کیا جاتا ہے ۵

	معذور دار گرید بجیبا نیا ورم		چون آستین ہو سیو مش نیست در قبا	

ہم نے بیان کیا ہے کہ گورمنٹ ہند اور سلطنت افغانستان دو نظام سلطنتین ہین کے
اجزا حسب ذیل ہین رعایاے ہند - اور برٹش - رعایاے افغانستان و ہز مجسٹی امیر یہ چار
افراد قوت ہین ان کا میلان عمل اگر ایک جہت مین ہوگا تو اوسکے نتیجے چار چند قوت سے
فلاح ہند و افغانستان کے باعث ہونگے اور اسمین خلل پڑنے سے چار چند خرابی کیساتھ
نتائج پیدا ہو سکتے ہین - اسلئے ہم اپنا مقدس فرض جانتے ہین کہ دونون سلطنتون کے
روشن دماغ فرمان روا خلوص دل سے اپنے اپنے ملکون کی جو ترقی کی کوشش کر رہے
ہین رعایا کی ناعاقبت اندیشی و غلط فہمی سے اونکے اثرون مین کمی یا کجی نہ پیدا ہونے دین
اعلیحضرت امیر کا ہندوستان مین تشریف لانا اور برٹش گورمنٹ کا مہمان ہونا بر سون
کی کوشش اتحاد کا نتیجہ ہے ہم نہین چاہتے کہ اس سلسلہ مین ایک موقع بھی کسی کو اعتراض

کا بر بناء معاشرت یا مذہب ملے اسلام ایک ایسا محیط قانون ہر مسلمان کے لئے ہے
کہ اوسکا کوئی شعبہ عمل یا خیال آئینہ اسلام سے خارج نہین سمجہا جا سکتا۔ اسیلئے ضرورت
کہ جب ایک معاشرت کو دوسری معاشرت سے مخالطت پیدا ہو تو ممکن ہے کہ عوام
کے خیال کے موافق اوسمین شبہہ کرنے کے لئے موقع پیدا ہون۔ پس خیرخواہان ہر دو
سلطنت کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ اون وہمون کو نیک نیتی سے رفع کرین تاکہ رعایا
افغانستان کی طرف سے کسی قسم کی دقت وہان کے فرمان روا کو پیش نہ آوے
ورنہ افغانستان جیسی شخصی سلطنت مین امکان قوی ہے کہ مذہبی اختلاف کی بنیاد پر
رعایا کو بددلی پیدا ہو۔ اور قدرتی طور پر اپنے حسب خواہش فرمان روا کی تلاش ہو اور
برٹش گورنمنٹ کو ایسے نیک نیت فرمان روائے افغانستان کی حمایت کی ضرورت
پڑے جس نے اپنے تمام ذاتی منافع واسن کو اپنے ملک کی اصلاح و برٹش گورنمنٹ کے
اتحاد کی خاطر معرض خطر مین ڈالا۔

حوادث بجائے خود خواہ مخواہ کوئی امر نامرغوب نہین مگر جب اونکے نتائج ایسے ہون
کہ قرنون کی کوششون کو فنا کر دین اور آیندہ کے لئے نامتناہی سلسلے مصائب کے اپنے
پیچھے لائین اون سے زیادہ کوئی خطر کی بات نہین خدانخواستہ اگر ناعاقبت اندیشی سے
اس قسم کے خطرات پیش آئین اونکا اندازہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو ہندوستان
و افغانستان کی گذشتہ تاریخ سے واقف اور حال کے پالٹکس سے خبردار ہے دوست کا
دوست ہمیشہ دوست کہلاتا ہے اور دوست کا دشمن ہمیشہ دشمن سمجہا جاتا ہے۔ تمام وہ
برے نتیجے جنکو سلطنت افغانستان اور ہندوستان کے اتحاد اور کابل کے پہاڑ شکل سے
روکے ہوے ہین ایک ساعت مین طوفان کیطرح مستولی ہو سکتے ہین۔ کابل ضرورت اتفاقی
سے کسی وقت مین سلطنت ہند و سلطنت روس کے آثار جوار سے مستغنی نہین۔ جن
سیاستی زلزلون مین برٹش گورنمنٹ کو امور افغانستان مین دست اندازی کی ضرورت ہوتی

ہے۔ ناممکن ہے کہ کسی فریق کو اوسمین روس کے استمداد کی ضرورت نہو یا روس کو بجائے خود دست اندازی کا موقع نہ ملے۔ ایسی پیچیدگیوں مین افغانستان کو نقصان پہونچنا اور اوسکی آزادی مین خلل آنا ایک امر ناگزیر ہے۔ اور ہندوستان کے امن وامان کو ہر طرح بہتر سمجھ لیا جائے مگر مشکل ہے کہ ایسے حالات مین جو زلزلہ افغانستان کو منتشر کرے وہ سرزمین ہند تک کسی نہ کسی شکل مین متعدی نہو۔ تمام عالم کے عظیم الشان دول کا یہ حال ہے کہ لاکھون خون ہوجاتے ہین اور کرورون روپیہ کا نقصان ہوتا ہے۔ ملک برباد قوتین فنا ہوجاتی ہین۔ مگر خفیف اختلاف نسین ختم ہر قوت دبانا چاہتی ہے۔ دنیا نہین دولت و تہذیب۔ عداوتون ورقابتون کو بڑہاتی ہے کم نہین کرتی اسلئے ہمنے اس کتاب مین سب سے اہم اون حصون کو قرار دیا ہے جن مین ایسے مضامین سے بحث ہے۔

ممکن ہے کہ بادی النظر مین اعلیحضرت امیر کے بعض طریقۂ عمل عوام الناس کے نزدیک کسی نہ کسی اعتبار سے معاشرت ایشیائی سے اجنبی ہون۔ اکابر کے افعال واعمال کی تعریف مین جسقدر تملق وخوشامد بیجا مذموم ہے اوسیقدر اونکے محامد ومحاسن کی داد ندینا خلاف انصاف ہے جاہ وجلال کی شوکتین ایسی مرد افگن ہین کہ اون سے مقابلہ کرنا قوت بشری کے امکان مین نہین اس حالت مین جو کامیابی حاصل ہوسکتی ہے وہ توفیق منجانب اللہ کی بدولت حاصل ہوسکتی ہے۔

ہم اعلیحضرت شاہ افغانستان اور اونکی رعایا کو مبارکباد دیتے ہین۔ کہ تمام سفر ہند مین ہز مجسٹی نے احکام شریعت جس استقلال والتزام سے تعمیل کیے اوسکی مثال صرف تاریخ خلفاء مین ملتی ہے۔ دوسرے شاہان سلف مین اونکا زہد عدیم المثال ہے کمال فرمانروائی واقعی ان اوصاف کا نام ہے۔ جو خداوند عالم نے آپ پر ارزانی فرمائی ہین اعلیحضرت کے طرز عمل اگر مسلمانون کی آنکھون مین دلکش و دلفریب ہوئے تو چندان عجب کی بات نہین اسلئے کہ اخوت اسلام اسی کی داعی تھی مگر رعایائے افغانستان کو یقین کرنا

چاہیئے کہ جس طرح مسلمانان ہند اعلیحضرت کے مکارم سے مسرور و ممنون تھے اوس سے
زیادہ ہندوستان کے وہ ہندو باشندے جنکو برٹش جیسی عادل و عاقل گورنمنٹ کے فعلون پر
نکتہ چینی کئے چین نہین ملتا شاہ افغانستان کے وسیع و کریمانہ اخلاق کے مسخر ہو گئے
اور یہ جادو ے تسخیر نہ صرف اونکے دلون و چہرون سے اوس زمانہ مین ظاہر ہوتا تھا بلکہ
اونکی تمام تحریرین و اخبار اوس سے مملو تھین اور ہین۔ الغرض اعلیحضرت امیر کا سفر ہند نہ
افغانستان و ہندوستان کی تاریخ مین ایک ایسا واقعہ ہے جو سنہری حرفون مین لکھا
جانا چاہیئے۔ یہ ایسے اجمالون کی تفصیل ہے جسپر تاریخ ماضیہ کی چشم امید لگی تھی اور افغانستان
کی اون ترقیون کی مبتدا ہے جنکی خبر افغانستان کے تواریخ نفس استقبال بعید مین دے
رہے ہین خدا وہ دن لائے اور افغانستان کو اس مرتبہ پر دکھلائے جسکے قابل قسام
ازل نے اوسکو بنایا ہے۔

جاپان ایک بے حقیقت جزیرہ ہے اوسکے باشندے آج جس اوج کمال پر ہین اوس سے
اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر اعلیحضرت امیر افغانستان اسیطرح اپنے ملک کی ترقی کے فراہمی اسباب
مین مصروف رہے اور وہان کی رعایا نے چھوٹی چھوٹی باتون مین اختلاف کرکے اونکی توجہ کو
منتشر نکیا تو دونون کے مساعی مجموعی سے اگر خدا چاہتا ہے تو کابل کس درجہ اوج و کمال پر
پہونچ سکتا ہے۔

ہمنے اوپر لکھا ہے کہ اعلیحضرت کی تشریف آوری بہت سے اجمالون کی تفصیل ہے
اوسکے یہ معنی ہین کہ ابھی وہ زمانہ دور نہین ہے جب تعلقات دونون گورنمنٹون کے باوجود
مراسم قدیمانہ کے اتنے اجنبی تھے کہ فرمان روا ے کابل کا ہندوستان مین یون آزادانہ سیاحت
کرنا ایک امر خالی از خطرہ نہ سمجھا جاتا تھا اور نہ رعایا ے کابل کے امن کی یہ حالت تھی کہ وہان کا
فرمان روا اپنے ملک کو یون چھوڑ کر دوسرے ملک مین جا سکے۔ بحمد للہ خدا وندکار ساز نے
یہ مراتب حسب خاطر طے کئے اور وہ مباینت و مخاطرت کا موقع باقی نہ رہا اب وہ وقت ہے

کہ جو اتحاد فیمابین میسر ہوگیا ہے دونون سلطنتین اوسکا پہل اوٹہائین رعایا کابل کو یاد رکہنا چاہیئے کہ جہان خداوند عالم نے اونکو بیمثل جسمانی قوت۔ اخلاق کے استقلال اور شریعت کی پابندی دی ہے اونکے ملک کو تعلیم و تربیت کی سخت ضرورت ہے جو ایک دن کا کام نہین۔ اونکو چاہیئے خدا پر بھروسہ کرکے اپنے فرمانروا کے ہاتھہ مین عنان تدبیر ترقی آیندہ سپرد کرین اور باادب خالص مشورون سے اپنے فرمانروا کو ان تدبیرون کی تکمیل کا موقع دین۔ اونکے ملک مین جب تک صنعت و حرفت تعلیم و تعلم۔ دولت و تجارت معاملات خارجیہ اور حفاظت واخلیہ کی ترقی نہوگی ملک اوس حد ترقی کو نہین پہونچ سکتا جو قادر مطلق نے کسی وقت مین اونکے حصہ کے لئے رکہہ چہوڑی ہے۔ رموز مملکت ایسی مشکل چیز ہین کہ مشکل سے اہل مملکت اوسکو سمجہہ سکتے ہین وہ اہل مدارس اور گوشہ نشینون کے سمجھنے کی چیز نہین نہ عوام کی حیطہ فہم کے مناسب۔ یہ امور ہمیشہ مدبران مملکت کے ہاتہہ مین چہوڑے جاتے ہین۔ اوسوقت تک کہ کافتہ الناس رعایا مین علم و تجربہ عمل اوس حد تک نہ پہونچ جاوے کہ وہ واقف کار مشیران سلطنت سمجھے جائین۔ جب تک اعلیحضرت اور اونکے مشیرون کو اقصاے عالم اور خاصکر اقصاے مغرب کے دولتمند۔ مہذب۔ اور باتدبیر قومون اور ملکون کی سیر کا موقع غایرانہ نظر سے نہ ملے گا آسان نہین کہ اپنے ملک کی ضرورتون اور کمی کا پورے طور سے اندازہ پیدا ہو یا تدابیر مناسبہ کیجا سکین کتابون اور بیانون سے بیشک ایک گونہ تصور پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن مختلف مجالس شوریٰ اور اوسکے ممبرون کے طرز عمل۔ مختلف اصولون پر لشکرون کی آراستگی۔ مختلف صنعتون کے کارخانجات مختلف فنون کے مدارس۔ مختلف طریقون کے طرز معاشرت۔ مختلف مذاہب کے ازدہام مختلف رعایا کے اخلاق۔ مختلف آب وہوا دن کے اثر۔ مختلف لوگون کے خیالات۔ مختلف سلطنتون کے سیاسات ایسے پیچیدہ امور ہین کہ محض خیال سے کاربراری نہین ہوسکتی اونکے مشاہدہ خاص کی ضرورت ہے اونکے عین الیقین کی حاجت ہے۔

جغرافیہ

جغرافیہ عام | افغانستان کے شمال مین روس ۔ ترکستان وسط ایشیا ۔ و دریا سے آمو ۔ جنوب مین قلات و بلوچستان عملداری برٹش گورنمنٹ ۔ مغرب مین سلطنت ایران مشرق مین پامیر واقع ہے۔

افغانستان کا عرض شمالاً و جنوباً تقریباً پانچ سو میل اور طول شرقاً و غرباً ہرات سے خیبر تک چھ سو میل رقبہ تخمینی دو لاکھ چالیس ہزار میل مربع آبادی تخمیناً چالیس لاکھ نفوس کی ہے۔

افغانستان کے شمال کی طرف دریاے آمو یا اکسیس بہتا ہے ۔ اسکا بہاؤ قدرتی طور پر نصف شمالی سرحد کا کام دیتا ہے ۔ شمال و مشرق مین دشوار گزار پہاڑون کا ایک طولانی سلسلہ افغانستان کی قدرتی حد بندی و حفاظت کر رہا ہے ۔ ان وجوہ سے ہر طرح ملک محفوظ نا قابل گذر ۔ خوفناک ۔

جغرافی حیثیت کے ساتھ پولٹیکل وقعت بھی افغانستان کو حاصل ہے ایک طرف روس ۔ دوسری جانب برٹش گورنمنٹ وسط مین یہ سلطنت واقع ہے جو ملکی و قومی اعتبار سے آپ اپنا محافظ اور خودی اپنی قسمت کا مالک پھر روس و انگلستان ۔ نہ متفق الاصول نہ متحد الاغراض ۔ دونون گورنمنٹون کی باہمی رقابتین ایک دوسرے کو صلح و اتفاق پر آمادہ ہی نہین ہونے دیتین اسکے ساتھ افغانی قوم سرکش ۔ جنگجو ۔ آزاد و خونخوار ہے یہ تمام اسباب حفاظت ملک کے ہین۔

ملک عموماً پہاڑی وسیع سطح مرتفع پر واقع ہے وادیان بکثرت ہین جنکے درمیان دریا بہتے ہین ۔ بعض حصون مین کشادہ میدان ہین مشرقی سرحد پر سلسلہ کوہستان سلیمان ہے جسکی سب سے بڑی چوٹی تخت سلیمان کے نام سے موسوم ہے ۔ اسکی بلندی سطح سمندر سے ۱۱۳۰۰ فیٹ سے لیکر ۱۱۷۰۰ فیٹ تک ہے ۔ شمال کی جانب سلسلہ کوہستان

ہندوکش ہے جو ہمالیہ کی مغربی شاخ سمجھی جاتی ہے۔ اسی پہاڑ کے مغربی سلسلے۔ کوہ سیاہ۔ کوہ سفید کوہ بابا کہلاتے ہین۔ ہندوکش کی بعض چوٹیان سطح سمندر سے ۲۴۰۰۰ فٹ بلند ہین۔

افغانستان کی عام سطح سوائے چند مستثنیات کے سطح بحر سے ۴۰۰۰ فیٹ بلند ہے۔

کوہ سلیمان کو مستثنیٰ کرکے باقی کل کوہستان ہین جو قبائل آباد ہین وہ عموماً خود مختار اور افغانستان کے ہمزبان ہین۔

جغرافیہ طبعی

باشندے باشندون کے لحاظ سے افغانی آبادی کی مثل عرب کے دو تفریق ہین ایک خانہ بدوش جنکا مستقل قیام نہین بلکہ اپنے بھیڑ و بکریون کے ریوڑ لیکر عرب بدوون کی طرح مارے مارے پھرتے ہین۔ دوسرے مستقل سکونت رکھنے والے جو کاشتکاری و دیگر پیشون مین استقلال کے ساتھ مصروف ہین۔ افغان اپنے آپ کو بنی اسرائیل مین حضرت سلیمان کی نسل سے بیان کرتے ہین۔ عرب بھی انکو سلیمانی کے نام سے پکارتے ہین۔ افغانی آبادی کے قبیلے۔ درانی۔ غلزی۔ آفریدی۔ یوسف زئی۔ تاجیک۔ قزل باش وغیرہ ہین۔ غلزی قبیلہ قندہار و وادی کابل مین آباد ہے اس قبیلہ کے لوگ آزاد طبع۔ سپاہی منش۔ تنومند۔ توانا جفاکش اخلاق کے لحاظ سے بڑے مہمان نواز ہوتے ہین۔ درانی قبیلہ مغربی افغانستان مین سکونت پذیر ہے اور زیادہ تر پیشہ انکا چرواہہ کا ہے۔ اسی قبیلہ مین اب حکومت ہے۔

علاوہ اسکے ہندو نسل کے لوگ بھی ہین۔ وہ قشقہ وار افغان کہلاتے ہین۔ زرد پگڑیان باندھتے ہین۔ بڑے بڑے قصبون و شہرون مین دوکانداری و دادوستد انکا پیشہ ہے تجارت ان ہی کے ہاتھون مین ہے۔

جاٹ یہ لوگ راجپوتانہ و سندھ کے جاٹون کی مانند ہین۔ لیکن عزیب خوبصورت و گورے رنگ کے ہوتے ہین۔ زراعت انکا پیشہ ہے۔

افغانون مین فطرتاً متضاد صفات پائی جاتین ہین - ہمدردی و بے پروائی - فیاضی ولوٹ مار کبھی اجنبی کے بدن سے کپڑے اوتار لینے مین دریغ نہین کرتے - اور کبھی محتاج مسافر کو اپنے گھر سے دینے مین مسافر نوازی کا ثبوت دیتے ہین -

مہمان نوازی و کشادہ دلی اونکے خاص صفات ہین - جب تک کوئی اونکے گھر مین ہے اوسکی حفاظت مثل عزیزون کے فرض جانتے ہین - افغان ابتدائے سن سے جنگ وجدل سے آشنا ہوجاتے ہین - حملہ مین بیباک - موت سے نڈر - قانون وقاعدہ کی پابندی سے متنفر - یہ تمام صفتین اونکی عرب بدوؤن سے مشابہ ہین - خلیق بھی ہوتے ہین - خاصکر اونکو جب کوئی کام نکالنا ہو بعض اوقات اون سے وحشیانہ حرکتین بھی سرزد ہوتی ہین - دروغ - خود پسندی - نخوت - کینہ وری - تندمزاجی - حرص کے بھی قبیح صفات ان مین پائے جاتے ہین - بدظنی وسازش کا بھی اونمین عیب ہے سزائے سخت کا رواج ملک مین جو عبرتاً دیجاتی ہے - اسی وجہ سے ہے - جس سے اونکے عیوب دبے ہوئے ہین - ایشیائی قومون مین افغانی واقعی بہادر وجری و مضبوط ہین

آب وہوا ملک مین مختلف قسم کی آب وہوا پائی جاتی ہے - گرمی وسردی اعتدال سے زیادہ ہوتی ہے - شہنشاہ بابر نے اپنی تزک مین لکھا ہے کہ کابل کے اطراف مین کوئی ایسا مقام ہے کہ جہان برف کبھی نہین پڑتی - اور کوئی ایسی جگہہ ہے جہان برف کبھی نہین پگھلتی - کابل مین برف تین ماہ جمی رہتی ہے - اس زمانہ مین گھرون سے نکلنا دشوار ہوجاتا ہے - یہان کی آب وہوا خوشگوار سردی مین بارش کم گرمی مین شاذ ہوتی ہے - غزنی مین کابل سے زیادہ برف گرتی ہے - ایکمرتبہ طوفان برف باری نے تمام آبادی کو برباد کردیا تھا موسم گرما بھی اس ملک مین سخت تکلیف دہ ہے خاصکر جنوبی حصہ مین جو سندھ کے مغرب واقع ہے یہان آندھیون وطوفان سے حرارت ناقابل برداشت ہوجاتی ہے - قندہار کے علاقہ مین برف کم گرتی ہے - ہرات کی آب وہوا نہایت معتدل وفرح بخش ہے

نباتات مختلف مقامات پر گلاب - زیتون - کالادانہ - افسنتین - ہینگ - بعض بلند پہاڑون
پر ریوند چینی - کئی قسم کے بادام - اخروٹ ہوتے ہین - اور بھی بہت سی قسم کی جڑی
بوٹیان ہین میوون کے حق مین تو افغانستان خاص شہرت رکھتا ہے - انگور - انار - سیب
بہی - سردہ - ناشپاتی یہان کے مشہور میوے ہین - توت - آلو بالو - آلوچہ بھی عمدہ قسم
کا ہوتا ہے -

غلہ مین گندم - جو - نخود - مٹر - باجرہ - جوار - مکا - دہان - خاص پیداوار ہے
نخود مٹر کابل کا مشہور ہے - روی کی کاشت بھی ضرورت کے قابل ہوتی ہے - [illegible]
کے علاقہ مین تماکو بکثرت ہوتا ہے - ارنڈ کی کاشت کا [illegible] تیل کے لئے کی جاتی ہے
اور اسکو سرسون کے تیل کے ساتھ روشنی کے کام مین لاتے ہین - فصلین دو ہوتی
ہین - ربیع و خریف ان کا وہی وقت ہے جو ہندوستان مین ہے -
خریف مین دہان - مکا - جوار - باجرہ - تماکو بوتے ہین [illegible] ربیع مین
ربیع شروع سرما مین کاشت کی جاتی ہے - گرمی کے آغاز مین کاٹ لی جاتی ہے -
پانی بکثرت ہے وادی کابل و شرقی افغانستان مین کھلی نہرین عام طور پر دیکھی جاتی ہین
مغربی حصہ مین زمین دوز نہرون سے کام لیا جاتا ہے بعض نہرین بیس بیس میل تک [illegible]

جھیل غزنی کے جنوب مین ایک جھیل ہے جسکا دور چوالیس میل کا ہے پانی نمکین [illegible]

دریا دریاے کابل افغانستان کا سب سے بڑا دریا ہے اٹک کے قریب دریاے سندھ مین
آکر شامل ہو گیا ہے - دوسرا دریا ہلمند ہے یہ کوہ بابا سے نکلکر سیستان مین [illegible]
گرتا ہے اسکا طول قریب تقریباً چھ سو میل ہے ایک اور دریا ہری رود ہے یہ کوہ بابا سے نکلتا
ہے اور مغرب کی طرف صحرا سے ایران مین غائب ہو گیا ہے اسکے سوا اور چھوٹی ندی نالے
ہین - ان سبکو انہین دریاؤن کی شاخ سمجھنا چاہیئے -

معدنیات افغانستان معدنیات کی کان ہے - لاجورد - [illegible] بکثرت پایا جاتا ہے بعض دریاؤن

کی ریت سے سونا بھی نکلتا ہے۔ کہین کہین چاندی کی کانون کا پتہ چلتا ہے۔ لوہا خام بکثرت تانبے کا بھی یہی حال ہے۔ شمالی کوہستانی علاقہ سے سیسہ و گندھک برآمد ہوتا ہے جنوب کی سرزمین سے شورہ نکلتا ہے۔ بدخشان تو لعل و بلم کیلئے مشہور ہے۔ ایک ٹکڑے سنگ مرمر کی میز جیسی وسیع کابل مین ہے شاہزادہ نصر اللہ خان نے سیاحت یورپ مین کہین نہین دیکھی۔ یہ ضرور ہے کہ افغانستان مین معدنیات سے اب تک کوئی بڑا فائدہ نہین اُٹھایا گیا لیکن امیر موجودہ ادہر ہی متوجہ ہین۔

وحوش و بہائم و حشرات الارض | گھوڑے کابل کے مشہور ہین جنکی تجارت ہندوستان سے قندہار کے مغرب مین پائی جاتی ہے۔ ٹٹو ٹانگن بھی عمدہ ہوتے ہین۔ اونٹ بھی کثرت سے پائے جاتے ہین۔ اونٹ و ٹٹو باربرداری کے جانور ہین یہی دو جانور تجارت افغانستان کو پنجاب۔ سندھ۔ بلوچستان۔ ایران و بخارا۔ ترکستان مین انجام دیتے ہین۔ دنبے نہایت کثرت سے ہین۔ گائے۔ سیاہ بکریان بھی پائی جاتی ہین۔ امیر مرحوم نے یورپ کی بہترین نسل بڑہانے کے لئے منگوائین تہین۔ کتے کئی قسم کے ہوتے ہین۔ جو بھیڑون کی رکھوالی کرتے اور شکار کے کام مین آتے ہین مغربی حصّہ مین گورخر اور کہین کہین ہرن و نیل گائے۔ شکاری جانورون مین چیتا۔ بھیڑیا۔ جرخ پائے جاتے ہین۔ مچھلیان کم۔ سانپ مختلف قسم کے بعض زہریلے۔ بچھو۔ سیاہ رنگ کے بہت بڑے بڑے اور سانپون کے مثل زہریلے ہوتے ہین۔

تجارت | تجارتی موقع کے لحاظ سے جو بات عرب کو حاصل ہے وہ افغانستان کو نہین لیکن عرب کے مقابلہ مین جو منافع افغانستان کو ہین۔ انکا شمار زیادہ ہے۔ افغانستان مین نہ کوئی دریا جہاز رانی کے قابل ہے نہ ہموار و صاف سڑکین۔ نہ کوئی بندرگاہ سرحد پر ہے۔ صرف تجارتی اشیاء اونٹون و ٹٹوؤن پر دور و دراز ملکون مین جاتی ہین۔ خیبر اور بولان کی شاہراہ پر کابل تک چھکڑے چل سکتے ہین۔ اور قندہار تک بھی چھکڑون سے تجارت ہوتی ہے۔

کشمیر دریا کے راستون سے بہا کے لائے جاتے ہین - کسی زمانہ مین ہندوستانی تجارتی اشیاء افغانستان کی راہ سے ایشیاے کوچک روم و یونان تک جایا کرتی تھین اب بھی بڑے بڑے قافلے اودہر اودہر جایا کرتے ہین - پہلے ممالک غیر کی تجارت بالکل دوسری قومون کے ہاتھ مین تہی - مگر اب افغانی تاجرون کی تعداد بڑہتی جاتی ہے - ملکی دقتون کی وجہ سے تجارتی ذرایع محدود ہین - جو اشیاء معدنی دوسرے ملکون کی دولت لا سکین - اونکی تحقیقات و برآمد کے وسایل ابہی پیدا نہین کیے گئے -

تاریخ قدیم

مسیح سے پانچسو برس قبل افغانستان کو دارا شاہ فارس نے اپنی سلطنت کا ایک صوبہ قرار دیا۔ اسکے دو برس بعد سکندر اعظم اس ملک سے گزرکر ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ ۳۱۱ء قبل سکندر کی سلطنت کے ایک سردار سلیوکس نامی نے راجہ چندر گپت کو سندھ کے مغرب کا ملک دیا جس عطیہ کا سبب چندر گپت کی بیٹی کی شادی سلیوکس کے ساتھ ہے۔ اُسکے ساٹھ برس بعد باختر کی یونانی آزاد سلطنت قایم ہوئی جو پھیلتے پھیلتے افغانستان تک پہونچ گئی۔ اب بھی وادی کابل سے یونانی سکّے بکثرت برآمد ہوتے ہین۔ جو سلطنت باختر کا پتہ دیتے ہین۔

۹۷۷ء مین جے پال نے افغانستان پر حملہ کیا۔ مگر سبکتگین شاہ غزنی کے ہاتھ سے شکست کہائی اور پشاور ہاتھ سے دے بیٹھا۔

۹۹۷ء مین سبکتگین کی وفات پر اوسکا بیٹا سلطان محمود سریر آراے سلطنت ہوا۔ اوس نے دایرہ سلطنت مغرب مین ایران تک۔ اور مشرق مین پنجاب کے میدانون تک وسیع کر دیا۔ ۱۰۱۰ء مین سلطان محمود نے غور کو مطیع کر لیا۔ ۱۱۵۰ء مین محمد غوری نے غزنی کو اپنا باجگذار بنا لیا۔ ۱۱۸۵ء مین محمد غوری نے فتوحات ہند شروع کئے۔

تیمور صاحبقران نے بہی افغانستان کو فتح کرکے اپنا تسلط قایم کیا۔ کابل اسکی اولاد کے قبضہ مین ۱۵۰۶ء تک رہا۔ بابر نے جو تیموری نسل سے تھا کابل کے سوا قندھار بھی اُنکے قبضہ مین سے لیا۔ اسکے بعد دوسو برس تک کابل شاہان مغلیہ فرمانروایان دہلی کے ماتحت رہا۔ ہرات ایران کے تحت مین۔ قندھار کبھی ایران اور کبھی دہلی کا باجگذار رہا۔ ۱۷۰۸ء مین قندھاریون نے ایرانیون کو ملک بدر کرکے غلزی قبیلہ کے ایک سردار کو اپنا بادشاہ

اسپر محمود شاہ کو ہوئی - سردار فتح خان کے ذریعے ہرات فتح ہوا - با غوائے فیروز الدین کے محمود شاہ نے اپنے مہربان و مددگار سردار فتح خان وزیر کو اندھا کرا کے قتل کرا دیا - جب یہ خبر عام ہوئی تو خاندان بارک زئی موجودہ حکمران کے اجداد کو غصہ آیا - بیس بھائی فتح خان کے موجود تھے جنمیں ایک سے ایک بہادر و قابل تھا - دوست محمد خان اپنے سب بھائیون مین ممتاز تھا - غرض یہ سب اپنے بانی دولت کا بدلہ لینے کو آمادہ ہوئے - محمود شاہ کو مار کر بھگا دیا - اس نے ایران مین جا کر پناہ لی - پھر شاہ شجاع کو انہی سب نے بادشاہ بنا دیا - شاہ شجاع نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے محسنون کو کارہای سلطنت سے بیدخل کرنا چاہا - اسپر تلوار چلی - شاہ شجاع افغانستان چھوڑ کر لدھیانہ مین انگریزوں کی پناہ مین آئے اور خواہان امداد ہوئے - بعد شاہ شجاع کے تیمور کے ایک بیٹے کو تخت نشین کیا جو اپنی غلطی سے معزول ہوا - اسوقت افغانستان کو بے بادشاہ کے دیکھکر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے زور پکڑا اور پشاور کا رخ کیا - محمد اعظم خان و دوست محمد خان دونون فوج لیکر مقابلہ پر آئے مگر نوشہرہ پر شکست کھا کر واپس ہونا پڑا - یون بہت سا علاقہ افغانستان کا سکھون کے ہاتھ آگیا اسکے بعد افغانستان مین طوایف الملوکی ہوئی - جو جہان تھا خودسر بن بیٹھا - قندھار و غزنی دوست محمد خان اور اونکے بھائیون کے قبضہ مین تھے لیکن باہم سلوک نہ تھا - اس لئے پھر شاہ شجاع نے سر نکالا مگر شکست کھا کر لدھیانہ چلا آیا - دوست محمد خان نے رفتہ رفتہ اپنا اقتدار حاصل کیا اور افغانون نے اونھین اپنا امیر بنا لیا -

دوست محمد خان اور اونکے جانشین

شاہ شجاع کئی دفعہ افغانستان کا بادشاہ ہوا - چونکہ اوسمین افغانونکی دلداری و نظمی صلاحیت بالکل نہ تھی اسلئے اوسے ہر دفعہ معزول اور افغانستان سے دست بردار ہونا پڑا - اوسے تخت پر بیٹھتے ہی ایسے حامی کی تلاش ہوئی جو وقت پر مدد دیسکے اسی زمانہ مین روس ہندوستان کی جانب رخ کر رہا تھا - زار روس و نپولین بونا پارٹ کے باہم اعلی درجہ پر دوستی دیکھتی سے عراسو تھے اسلئے مشہور ہوا کہ

روس و فرانس متفقہ کوششوں سے ہند پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ یہ خبر انگریزوں کے لئے متوحش انہ تھی فوراً مسٹر الفنسٹن کی صدارت میں ایک سفارتی کمیشن کابل روانہ ہوا ۱۸۰۹ء میں شاہ شجاع سے عہد نامہ ہوا جسمیں تحریر تھا کہ وہ روسیوں کو روکے اور انگریز اوسکی امداد کریں بیچارہ شاہ شجاع کو سلطنت کی اہلیت نہ تھی۔ اس بار گران کو کیا اوٹھا سکتا تھا کچھ عرصہ تک افغانستان واقعی حکمران سے خالی رہنے کے بعد امیر دوست محمد خان بارک زئی کے زیر نگین آگیا۔

محمود شاہ کے زمانہ سے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بہت زور پکڑ لیا تھا۔ دوسری طرف سے فتح علیشاہ قاچار شاہ ایران افغانستان کے فتح کے درپے ہو رہا تھا۔ تیسری جانب سے روس بڑھا چلا آتا تھا۔ ناچار حوصلہ مند امیر دوست محمد خان کو بھی ایسے حامی کی ضرورت محسوس ہوئی جس کی امداد سے وہ افغانستان کو تمام دشمنوں سے بچا سکے اسلئے اونہوں نے انگریزوں سے باہمی دوستی کی سلسلہ جنبانی کی۔ ان دنوں لارڈ اکلینڈ ہندوستان کے گورنر جنرل تھے انکو خط لکھا۔ باوجود دانشمندی کے مال کار کو نہ سمجھے اور وہ امیر دوست محمد خان کو معزول کرنے اور شاہ شجاع کے بادشاہ بنانے پر مستعد ہوگئے۔ اس غرض سے پچیس ہزار سپاہ سر جان کین کے ماتحت قندہار پر چڑھی ۱۸۳۹ء میں پھر شاہ شجاع تخت نشین کئے گئے جب غزنی چھین گئی اور شاہ شجاع کابل پر قابض ہوگئے۔ امیر دوست محمد خان ہندوکش کے دوسری جانب بھاگ گئے۔ اوسوقت ایڈورڈ کین ہندوستان کو لوٹ آیا۔ آٹھ ہزار فوج سرولیم میگناٹن وغیرہ کے زیر کمان چھوڑ آیا۔ دو سال شاہ شجاع انگریزوں کی مدد سے کابل و قندہار پر قابض رہا ۱۸۴۰ء میں امیر دوست محمد خان نے خود اپنے آپکو انگریزوں کے سپرد کر دیا امیر دوست محمد خان ہندوستان آگئے۔ شاہ شجاع افغانستان میں نیکنام و ہردلعزیز نہ تھا۔ محمد اکبر خان خلف امیر دوست محمد خان نے بلوہ کر کے شاہ شجاع کو ہلاک اور انگریزی فوج متعینہ کابل کو جو لغرض حفاظت شاہ شجاع تھی تباہ و برباد کر دیا بہت چھوٹا حصہ بچکر ہندوستان پہونچا ۱۸۴۲ء میں زیر کمان جنرل پلوک انگریزی سپاہ کا ایک بڑا زبردست

دستہ افغانستان بھیجا گیا جسنے جا کر فتنہ وفساد کو بالکل مٹا دیا لیکن انگریزوں کو معلوم ہوگیا
کہ کوئی کمزور آدمی افغانستان پر حکومت نہیں کرسکتا اور نہ اوس سے روس کی روک کیجا سکتی
ہے کسی نئے شخص کے بجاے امیر دوست محمد خان کو ہی بعزت تمام کابل پہونچا دیا
وہ پہر فرمان رواے کابل ہوے ۱۸۵۴ء مین باہم امیر دوست محمد خان و گورنمنٹ انگلشیہ
کے عہدنامہ ہوا۔ دوست محمد خان امیر تسلیم کئے گئے اور اس عہدنامہ کی رو سے امیر افغانستان
نے انگریزون کی دوستی کا اعتراف اور روسیون کی سدراہ ہونے کا اقرار کیا اس معاوضہ
مین بارہ لاکھہ روپیہ سالانہ وظیفہ افغانستان کو دیا جانا منظور کیا گیا ۱۸۶۳ء تک امیر
دوست محمد خان انگریزون کے دوست رہے۔

امیر شیر علیخان بعد وفات امیر دوست محمد خان کے امیر شیر علیخان جانشین ہوئے۔ آپسمین
بھائیون مین خانہ جنگیان ہوئین اونکے بھائی امیر محمد افضل خان نے ایکبر تبہ امیر شیر علیخان سے
کابل و قندھار چھین لئے۔ اعظم خان برادر حقیقی امیر محمد افضل خان کی ناقص تدبیرون اور کوتاہ
اندیشیون نے شیر علی خان کو مایوس ہونے نہ دیا وہ برابر لڑتا رہا۔ یہان تک کہ امیر محمد افضل خان
کا انتقال ہوا۔ امیر اعظم خان و امیر عبدالرحمن خان کو افغانستان چھوڑنا پڑا۔ چچا و بھتیجے
ایران پہونچے جہان اونکا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ اعظم خان مشہد مقدس سے طہران کا ارادہ
کر رہے تھے کہ داعی اجل لبیک پکارا۔ اور امیر عبدالرحمن تنہا رہ گئے۔ اونہون نے ایران چھوڑکر
روس کا قصد کیا۔ روس نے انکو ہاتھون ہاتھ لیا اور ہر طرح کی امید دلائی ۱۸۶۸ء مین امیر شیر علیخان
نے اپنی حکومت کو مستحکم کر لیا۔ انگریزون نے اونکو امیر تسلیم کیا ۱۸۶۹ء مین لارڈ میو وائسراے ہند
نے امیر شیر علی خان کو انبالہ مین شاہانہ دعوت دی۔ بعدازان امیر شیر علیخان نے کابل مین روسی
ایلچی کا خیر مقدم اعزاز کے ساتھہ کیا۔ برٹش مشن کو سرحد پر روک دیا۔ امیر لارڈ لٹن نے اعلان
جنگ کردیا فوج افغانستان کی طرف بڑہی۔ ایک مقام سرحدی پر قبضہ کرلیا۔ جب امیر
شیر علیخان نے دیکھا کہ انگریز کابل پر چڑہے چلے آتے ہین۔ تو روس کی امداد کی سلسلہ

جنبانی شروع کی۔ روسی ترکستان کے حاکم سے مدد سے مانگ بھیجی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزون
نے اپنی پیشقدمی روک دی۔ اسکے بعد امیر شیر علی خان آخر زندگی تک انگریزون کے
خلاف اور روسیون کی طرف مائل رہا۔ علی الاعلان روسی وفد کو کابل بلایا جس نے
کابل پہونچکر روسی گورنمنٹ اور حکومت افغانی کے مابین ایک معاہدہ کرادیا اس عہدنامہ
مین امیر شیر علیخان نے وعدہ کیا کہ وہ ہمیشہ روس کا طرفدار دوست رہے گا یہ وفد کابل ہی
مین تھا کہ انگریزون نے بھی اپنا ایک کمیشن معاملات سلجھانے کے لئے افغانستان روانہ
کیا۔ امیر شیر علیخان نے کمیشن کی بار دہی سے انکار کر دیا۔ ناچار انگریزون کو افغانستان
کی ملتوی شدہ جنگ کی از سر نو تجدید کرنی پڑی۔ امیر شیر علیخان شکست کھا کر کابل سے
بھاگ گئے اور ۱۸۷۹ء مین بلخ مین قضا کی انکی وفات کے ساتھ اس جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔

امیر یعقوب خان انکے بعد امیر یعقوب خان سریر آراے حکومت ہوئے۔ امیر شیر علیخان
مرحوم کے زمانہ مین کوئی برٹش ایجنٹ نہ تھا۔ امیر یعقوب خان کے حکومت کا ابتدائی زمانہ
تھا وہ دوست و دشمن سے ناآشناے محض تھے۔ رعایا پر پورا تسلط نہوا تھا کہ میجر کلناری
جو پیشاور مین ڈپٹی کمشنر تھے اور بربناء واقفیت سرحدی ہر طرح کابل کے لئے مناسب
تھے نگرانی کے لئے روانہ ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برٹش افسر مارے گئے اونکے ساتھی بھی ہلاک
ہوئے۔ اسپر تیسری جنگ افغانستان شروع ہوئی اور ۱۸۸۰ء تک قایم رہی۔ انگریزی
فوج کی کمان لارڈ رابرٹس کے ہاتھ مین تھی افغانی فوج کو شکست ہوئی۔ امیر یعقوب خان
نظر بند ہو کر ہندوستان آئے۔ ابھی لارڈ رابرٹس کی کامیابی و فتحمندی کو بہت دن تگذرے
تھے کہ افغانی قبائل نے انگریزی فوج کو آگھیرا اور لارڈ موصوف نرغہ مین آ گئے بمشکل
سر سٹوارٹ کی کوشش سے لارڈ موصوف فوج محاصرہ سے نجات پاسکی۔ انگریزونکو
یقین ہو گیا کہ افغانستان ایک بار نہین سو دفعہ فتح ہو جاسے۔ مگر افغانون پر حکومت کرنا
کوئی آسان کام نہین۔

امیر عبدالرحمن خان ابھی یہ ہنر دات پیش تھے کہ دفعتاً امیر عبدالرحمن کے روس سے نکلنے اور اور سرحد افغانستان پر پہونچنے کی خبر ملی اسکا خلاصہ یہ ہے کہ امیر عبدالرحمن خان دش بارہ سال تک روسی وعدون پر مختلف شغلون مین اپنا وقت گذارتے رہے جسکی تفصیل کی یہان گنجایش نہین۔ بارہا آپنے زار روس کو ایفاے وعدہ پر متوجہ کیا لیکن جواب کبھی قابل اطمینان نہ ملا زار نے اپنی فوج افغانستان مین بھیجنی بھی چاہی تو اس شان سے کہ خود مالک بنجاے۔ مگر اسطرح مسلمانون کا کشت وخون اونہون نے پسند نکیا۔ جب کہا تو یہ کہا کہ دو ہزار روسی فوج اور چند توپین معہ سامان حرب کے ملجاے فتح افغانستان کے لئے مجھے یہی کافی ہے۔ اس عنایت کے صلہ مین ہمیشہ روس کا مین ہوا خواہ ودوست رہونگا۔ زار ایفاے عہد کو ٹالتا رہا۔ کیونکہ جس بات کا وعدہ امیر عبدالرحمن کرتے تھے اوس سے زیادہ شیر علیخان کی حکومت سے بغیر ہاتھ پاؤن ہلاے حاصل تھا۔ امیر شیر علیخان نے روسی گورنمنٹ سے ایسے وعدے کر ہی رکھے تھے امیر عبدالرحمن کو روسی امداد سے بالکل مایوسی تھی کہ اتنے مین خبر لگی کہ افغانستان مین ایک اندھیر مچ رہا ہے اوسوقت اس زیرک و دوراندیش بہادر نے والی ترکستان کو واسطہ گردانکر روسی گورنمنٹ سے وطن کی اجازت حاصل کی اور بسم اللہ کہکر بالکل بے سروسامانی کے ساتھ افغانستان کا رخ کیا سابق وفادارون نے خیر مقدم کیا رؤساء وقبائل ساتھ ہوتے گئے۔ تھوڑے دنون مین ایک جرار فوج جمع ہوگئی۔ اقبال نے یاوری کی۔ سعادت ہمرکاب ہوئی۔ انگریزون کے لئے بھی یہ موقع اظہار مخالفت کا نہ تھا۔ اسی مین مصلحت دیکھی کہ امیر عبدالرحمن خان کو جو کسی کے روکے نہ رکین گے خود ہی بلایا جاے۔ خط لکھا گیا۔ بلایا گیا۔ اور خود کابل چھوڑ کر چلے آئے۔

۲۰ جولائی ۱۸۸۰ء کو جایز وارث حکومت افغانستان امیر عبدالرحمن خان سریر آراے سلطنت ہوئے تمام افغانون نے اونہین اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ جسوقت اہل افغانستان نے آپکو اپنا حکمران تسلیم کیا اوسوقت آپکا ایک جوابی مراسلہ سر لیپل گریفن کے پاس

گیا ہوا تھا۔ جسمین آپ نے قندہار کی علیحدگی کی صورت مین امارت کابل قبول کرنے سے انکار اور بقوت اوسکو اپنے تابع فرمان رکھنے کی امید ظاہر کر کے دریافت کیا تھا کہ انگلستان آیندہ جیسے تعلقات افغانستان سے رکھنا چاہتا ہے وضاحت سے لکھے جائین تاکہ مین اپنی قوم سے اوسکی قبولیت وعدم قبولیت کا جواب لے سکون گریفن صاحب نے ۲۹ جولائی کے بعد اس کا جواب وائسرائے کی طرف سے حسب ذیل بھیجا :۔

گریٹ برٹن آپکو امیر افغانستان تسلیم کرتا ہے گورنمنٹ کو آپکے اندرونی معاملات مین دخل دینے سے کوئی سروکار نہوگا اور نہ آپکی سلطنت مین کسی جگہہ رزیڈنٹ رکھا جائے گا۔ ہان دوستانہ خط وکتابت کی غرض سے ایک مسلمان برٹش ایجنٹ کابل مین رکھا جانا مناسب ہوگا۔ سیاسی تعلقات کے متعلق بجواب اتنی توضیح کافی ہے کہ جب تک اپنی مصلحتون کی بنا پر گورنمنٹ کسی غیر سلطنت کی مداخلت کو افغانستان مین ناپسند کرتی رہے۔ روس و ایران افغانستان مین کسی قسم کی دست اندازی نکرین۔ افغانستان کو ضرورت ہی نہین ہے کہ برطانیہ اعظم کے سوا اور کسی سلطنت سے سیاسی تعلقات قایم کرے۔ احیاناً اگر کوئی غیر سلطنت افغانستان کی طرف بڑہیگی اور کابل پر حملہ ہوتا ہوا نظر آئیگا تو گورنمنٹ مناسب امداد اوسکی مدافعت کے لئے ضرور آپکو دیگی بشرطیکہ آپ بھی بیرونی تعلقات کے متعلق گورنمنٹ کے مشورون کا لحاظ رکھین۔

وائسرائے کی یہ تحریر جو گویا گورنمنٹ کا از خود مجوزہ معاہدہ تھا امیر عبد الرحمن خان کو پہونچا کر سر لیپل گریفن معہ فوج قندہار کو روانہ ہوئے۔ سردار ایوب خان کو شکست دیتے ہوئے پشاور کی طرف متوجہ ہوئے یون افغانستان کی اس جنگ کا بھی خاتمہ ہوا۔ آخر ۱۸۸۱ء مین قندہار اور اوسکے بعد ہرات قبضہ مین آیا۔ اسطرح کل افغانستان آپکے تابع فرمان ہوگیا۔ سردار ایوب خان ایران چلے گئے وہان مدت تک رہے۔ شاہ ناصر الدین نے ایک شاہزادی سے انکا نکاح کر دیا۔ اور بالآخر وہ انگریزی وظیفہ خوار ہوکر ہندوستان آگئے

جب امیر عبدالرحمن کا سکہ ملک پر خاطر خواہ بیٹھ گیا وہ اصلاح ملک پر متوجہ ہوئے۔ برٹش گورنمنٹ نے جو روپیہ اونیس ۱۹ بیس ۲۰ لاکھہ افغانستان سے وصول کر لیا تھا وہ واپس دیدیا اور اٹھارہ لاکھہ روپیہ سالانہ اور مقرر کر دیا۔

افغانستان کی جدید تاریخ اگرچہ احمد شاہ ابدالی سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن اصلی اور باقاعدہ حکومت کی بنا پکے اصول پر امیر عبدالرحمن خان نے ڈالی۔ ایسے غیر اصول قوم کی اصلاح ایسی زبردست مدبر کا کام تھا جو خونخوار۔ خونریز۔ سرکش۔ لالچی۔ مکار قوم کو ادہر لانا اونکی سرکشی کو مضبوط ہاتھہ سے توڑنا۔ گردن کش سرداران کو مطیع کرنا۔ ملکی بدعنوانی کو مٹانا باہمی نااتفاقی گھٹانا۔ اتفاق بڑہانا آسان نہ تھا انفسٹن صاحب نے جب افغانون کے قومی خصایص کے متعلق سوال کیا تو ایک افغان نے بہت سچا یہ جواب دیا "ہمین لڑائی جھگڑے منظور۔ ہمین خوف و دہشت منظور۔ ہمین خونریزی و کشت و خون منظور۔ مگر ہمین کسی فرمان روا کی اطاعت منظور نہین۔ ایسے لوگون منتشر و نااتفاقی پر تلے ہوئے فرقون اور قبایل کے باہمی اختلاف و عداوت و جنگجوئی کو مٹا کر ایک قوم بنانا صرف ضیاء الملة والدین کا کام تھا۔ وہی لوگ جو لڑائی جھگڑے کے عاشق۔ مارنے مرجانے پر شیدا۔ نااتفاقی پر کمر بستہ۔ اور ہر قسم کے جرم کرنے پر تیار تھے آج فرمان بردار۔ قانون کے پابند اور قومی حمیت کے خیال و شایستگی کے لحاظ سے بھی بہتر حالت مین ہین قومی و ملکی ضرورتون کو سمجھتے ہین اپنے امیر کو دینی و دنیوی پیشوا و مذہبی حکمران تسلیم کیا ضیاء الملة والدین خطاب دیا۔ فوج باقاعدہ۔ مہذب و آراستہ۔ تنخواہ دار مسلح اور اخلاقی حالت مین تعلیم یافتہ قومون کے پہلو بہ پہلو ہے ملک مین امن۔ جرایم مین کمی۔ خفیہ پولیس۔ اور انتظام ملکی ہر طرح اطمینان دہ ہے۔ تعلیم و تعلم کے ساتھہ امتحانی قواعد مقرر ہین۔ تجارت کو ترقی دی۔ رعایا کی بہبودی کا خیال رکہا۔ خودغرضی و رشوت ستانی کو بند کیا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے ساتھہ دوستانہ تعلق بھی قایم رکھے اور اپنی آزادی کو

بھی محفوظ رکھا۔

امیر دوست محمد خان بھی دانشمند وقابل حکمران تھے۔ مگر پورا افغانستان کبھی اونکے زیر فرمان نہوا قبائل کی تفریق وخانہ جنگی وہی رہی۔ یہ صرف امیر عبدالرحمن خان تھے جنہوں نے بحیثیت ایک ملک وایک قوم کے حکومت کی اور ایسی قابلیت کے ساتھ کہ انکا نام اعلیٰ فرمان رواؤں کے طبقہ مین شمار کیا جائیگا۔ اور تاریخ مین یادگار رہے گا آخر وقت تک وہ گورنمنٹ برٹش کے خالص دوست رہے ۵

دریں حدیقہ بہار وخزان ہم آغوش ست		زمانہ جام بدست وجنازہ بردوش ست	

اعلیحضرت ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان

۱۳- اکتوبر ۱۹۰۱ء کو امیر عبدالرحمن خان نے وفات پائی۔ مرنے سے ایک دن پہلے تمام آراکین سلطنت کے مشورہ سے امیر حال کی تخت نشینی کا فیصلہ فرمایا۔ بپابندی وصیت امیر مرحوم۔ قومی انتخاب اور اپنی اہلیت کی بنا پر بعد وفات امیر مرحوم کے۔ ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان سریرآراے تخت کابل ہوئے مگر باضابطہ تخت نشینی کا دربار مارچ ۱۹۰۲ء مین ہوا۔ ارکان دولت واکابر قوم کی خواہش پر آپنے سراج الملتہ والدین کا معزز لقب اختیار کیا سرداران افغانستان نے حاضر دربار ہوکر جویات اونکے دل مین تھی اوسکا زبان سے اقرار کیا۔ عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لینے کے بعد اپنے حقیقی بھائی شاہزادہ نصراللہ خان کو خطاب نائب السلطنت عطا فرمایا۔ دوسری سال شاہزادہ عنایت اللہ خان کو معین السلطنت کے خطاب سے سرفراز فرماکر ولیعہد قرار دیا۔

امیر عبدالرحمن خان مرحوم سا دوراندیش خاک کابل سے پیدا ہونا مشکل ہے۔ اگلے پچھلے شاہان کابل کے حالات سے وہ بیخبر نہ تھے اسکا یہ نتیجہ تھا کہ وہ علانیہ طور پر باضابطہ کسیکو اپنا ولیعہد نہ بنائین اونکا خود بیان ہے کہ وحشی وجاہل لوگون پر مین ظاہر کرنا نہین چاہتا کہ میرا جانشین کون ہوگا۔ مگر جنکو خدا نے عقل دی ہے اور جو ذرا بھی سمجھ

رکھتے ہین۔ انہین میرے طرزعمل و انتظام سلطنت سے بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ میرے
بعد میرا وارث تخت کون ہوگا۔ پھر وہ لکھتے ہین کہ مین اپنے بیٹون کو پایۂ تخت کابل مین
رکھتا ہون وہ سب میرے بڑے بیٹے حبیب اللّٰہ خان کے زیر فرمان ہین مین نے
بتدریج اوسکے اختیارات کو وسعت دی ہے اب حالت یہ ہے کہ مین خود دربار نہین کرتا
کل کام اوسکے سپرد کردیا ہے۔ مین نے اپنے دوسرے بیٹے نصر اللہ خان کو جو حبیب اللّٰہ خان
کا حقیقی بھائی ہے صیغہ مالگذاری و محاسبی کا افسر اعلیٰ مقرر کیا ہے وہ ہر معاملہ
مین اپنے بھائی کی ہدایت پر چلتا ہے میرے دوسرے بیٹے امین اللّٰہ خان۔ محمد عمر جان
غلام علیخان۔ اسد اللہ خان بھی رفتہ رفتہ مختلف سرکاری کامون پر مقرر کیے جاینگے
اور اپنے بھائی حبیب اللہ خان کے ماتحت رہینگے۔ میرا بڑا بیٹا صرف خاص اور ضروری
معاملات مین میرا حکم لیتا ہے ورنہ سارے ملک کا انتظام خود ہی کرتا ہے۔ امیر مرحوم دوست و
دشمن کو خوب پہچانتے تھے اونھون نے شورہ پشتون سے اپنی زندگی مین ملک کو پاک کردیا
تھا اور با اثر اشخاص و قبائل کو مطیع و منقاد بنالیا تھا اسیکا نتیجہ ہے کہ ایک امیر کے بعد دوسرا
فرمان روا بغیر کسی جھگڑے و فساد کے تخت نشین ہوا اور اب تک اندرونی یا بیرونی کسی
فساد کا گمان نہین ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ امیر مرحوم کا جانشین۔ روشن خیال۔ بیدار مغز۔
زمانہ شناس۔ ملکی ترقی کا ساعی۔ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تعلقات و اتحاد بڑہانے مین اپنے
پدر عالی قدر سے بھی ایک قدم آگے ہے امیر مرحوم کی وفات کی تعزیت اور ہز مجسٹی امیر حال
کے تخت نشینی کی تہنیت کے لیے گورنمنٹ آف انڈیا کا ایک کمیشن افغانستان گیا وہان
اوسکا دوستانہ استقبال کیا گیا بعدہٗ مشن کی مدارات و مہمانی کابل مین اوسی معزز طریقہ
سے کی گئی جو ایک فرمان روا کے لیے ایسے باوقار مشن کے مناسب حال تھی۔ وہان
جب مشن مہمان تھا اوسی زمانہ مین شاہزادہ سردار عنایت اللہ خان کو ہندوستان بھیجکر
دوستی و اتحاد کا اظہار فرمایا۔ اور آخر مین خود بدولت نے بذات خاص سلطنت ہند کا مہمان

بنکر اپنے خلوص کا ثبوت دیا۔ ہز مجسٹی نسباً۔ ابدالی النسل قبیلہ دُرانی صدوزی کے بیتیجے۔ بارک زی کے چشم وچراغ ہین ۱۸۷۲ع مین بزمانہ قیام امیر مرحوم سلطنت روس مین پیدا ہوئے۔ اب سن مبارک پینتیس سال کا ہے۔ خداوند عالم نے جوانی مین پیرانہ تدابیر اور انجام بینی کا خاص مادہ آپ کو عطا فرمایا ہے۔

لارڈ کرزن کی دعوت اور انکار کرنے کے اسباب
لارڈ منٹو کا پیام مہمانی اور قبول کرنیکے وجوہ

جس زمانہ مین منجانب لارڈ کرزن پیام دعوت اعلیحضرت کو دیا گیا ضیاء الملتہ والدین امیر عبدالرحمن خان کی وفات اور سراج الملت والدین کی تخت نشینی کو زیادہ مدت نگذری تھی گو شورشین یا مخالفتین بظاہر کہین پائی نہ جاتی تھین مگر شہرتین اس کے خلاف تھین اخبارون مین خبرین مشتہر ہوتی تھین کہ باہم بھائیون کے سلوک نہین۔ مادر و فرزندین کشیدگی ہے اگرچہ انکا وجود نہ تھا لیکن ملکی حالات وخیالات کی بنا پر جو خلاف رائے قایم کیجاوے وہ بعید القیاس نہین ہوسکتی یہ بھی ممکن ہے کہ اوس زمانہ مین تمام قبائل وجرگون کی طرف سے اطمینان کامل نہوگا۔ پس اس صورت مین ملک سے جدا ہونا ایک دور اندیش حکمران کے لئے کسی پہلو سے مناسب نہ تھا اسکے علاوہ پیام دعوت کے الفاظ خصوصیت ومحبت کے حدود سے بیگانہ تھے۔ لہذا امیر صاحب نے مصلحت وقت پر نظر ڈالکر احتیاط سے کام لیا اور قبول دعوت مین عذر کیا۔ لارڈ کرزن جیسے وائسرائے کو ایسا رد دعوت اہانت آمیز اشتعال تھا۔ اسپر مغایرانہ ودلشکن کارروائی کی گئی جو دائب محبت ودائرہ سلاطین سے دور۔ دور اندیشی سے بعید ایک آزاد قوم کی خود مختار فرمان روا کے لئے برہمی مزاج کا باعث تھی خوف یا ضرر کے خیال سے دعوت کا منظور کرنا معمولی حیثیت کے آدمی کے ذمے بہت کچھہ مکروہ الزامات قایم کرادیتا ہے۔ چہ جائیکہ ایک ایشیائی بادشاہ کے حق مین۔

جہان تک سنا گیا انکار دعوت پر بحث محدود نہ رہی بلکہ وہ رقم کثیر جو گورنمنٹ ہند کیطرف

سے افغانستان کو سالانہ دیجاتی ہے۔ ایک مدت تک معرض التوا مین رہی۔ اسوجہ
سے عوام مین مختلف افواہین پہیلی ہوئی تھین یہ امر بہت قرین قیاس ہے کہ اسبارہ مین
لارڈ کرزن نے سفیر دولت خداداد افغانستان متعینہ ہندوستان سے شورہ نہ لیا
ہوگا۔ اونکے تحکمانہ مزاج وخودرای نے اسکو گوارہ بھی نکیا ہوگا۔ ورنہ یہان تک
کشیدگی کی حالت وانکار دعوت کی نوبت نہ واقع ہوتی

اب لارڈ منٹو نے جن محبت آمیز دوستانہ پیرایہ مین مدعو کیا تہا اوسکا تقاضا یہ تھا
کہ اخلاقاً قبول دعوت مین کوئی انکار نکیا جاوے۔ پھر شہزادہ کامگار معین السلطنت
سردار عنایت اللہ خان ۱۹۰۵ء مین بطور سیاحت ہند تشریف لائے اونکی مدارات
شاہانہ کی گئی۔ جس وقار وتمکین سے اس نوعمری مین شاہزادہ موصوف نے زمانہ
سیاحت کو بسر کیا اوس سے تجربہ کاران یورپ وہند کو حیرت واستعجاب ہے۔ ساتھ ہی
وہ خود بہی محظوظ ہو کر یہان سے محبت ومہمان نوازی کے پاکیزہ خیالات اپنے ہمراہ لیگئے
یہ منظوری دعوت کا سبب خاص ہوسکتا ہے۔

بڑی وجہ یہ ہے کہ مہمان بادشاہ کو اپنی ملکی حالت سے ہرطرح اطمینان ہوگیا تھا کہ اب
غیر حاضری ملک اونکو ضرر رسان نہو گی اسپر بہی بمزید احتیاط اونہون نے قبایل وجرگو کے
سردار وباثر اشخاص سے شورہ کیا اور بعد اطمینان قلبی قصد فرمایا۔

قیاس چاہتا ہے کہ موجودہ حلیم ومتین۔ رمز شناس روشن خیال وایسراے نے اسباب
مین قبل پیام دعوت جن لوگون سے کہ شورہ کی ضرورت سمجھی گئی ہوگی دریغ نکیا ہوگا
خصوصاً کرنیل سردار محمد اسمعیل خان صاحب کی قبول دعوت مین تحریک ہو تو تعجب
نہین اول پروگرام سیاحت مین مقام کلکتہ نہ تھا۔ امیر صاحب کی خواہش پر اسکا اضافہ کیا
گیا۔ حضور وایسراے نے کمال مسرت وفرط محبت کا اظہار کیا اور لکھا کہ چونکہ جناب والا
اپنے ملک سے زاید دو ماہ جدا رہنا نہین پسند فرماتے۔ اور نیز یہ کہ بمبئی۔ کلکتہ سے زیادہ

خوشنما خوبصورت شہر ہے اسلئے بمبئی کو کلکتہ پر ترجیح دیگئی تھی۔ اب چونکہ جناب کلکتہ بھی دیکھنا چاہتے ہین۔ ہماری تو یہ عین آرزو ہے کہ آگرہ کے بعد دوبارہ شرف ملاقات میسر ہو یہ تو از یاد محبت کی خاص نشانی ہے۔

غرضکہ امیر صاحب نے ابتدا سے دور حکومت لارڈ منٹو مین بخوشی خاطر عزم ہندوستان فرمایا۔ تعلیم یافتہ قوم کے دلون پر اپنے محبت و تہذیب و اخلاق کا نقش بٹھایا۔ اور خاطر و مدارات و مہمان نوازی سے محظوظ ہو کر برٹش میزبانان کی صداقت و الفت کا گہرا نقش اپنے دل پر لے گئے جسکا پتہ وقت روانگی ہر محبتی کے ہر کلمہ سے پایا جاتا تھا آخر مین صاف لفظون مین اونہون نے اعتراف فرمایا کہ جس خلوص محبت و عنایت سے میری مہمانداری کی گئی اگر مین ہندوستان نہ آتا تو مجکو اس کا وہم و گمان بھی نہوتا۔ اس موقع پر ہم اپنے نیک نیت حلیم مزاج مدبر وائیسراے کو مبارکباد دیئے بغیر باز نہین رہ سکتے اونکے ساتھ سر ہنری میکموہن چیف کمشنر و مسٹر ڈابس ڈپٹی فارن سیکرٹری خاص طور پر مبارکباد کے مستحق ہین جنہون نے اپنے حسن خدمات سے ایسے معزز مہمان کے دل کو اسدرجہ خوش کیا کہ وہ بیچین ہو کر اظہار محبت پر مجبور ہوا۔

مسٹر مورلے نے لارڈ کرزن کی حکمت عملیون پر اعتراض کیا۔ افغانستان کے ساتھ جو رویہ لارڈ موصوف نے جایز رکھا۔ اوسکو مسٹر مورلے نے بہت نامناسب ثابت کیا۔ اور دکھا دیا کہ جو کچھہ بیچینی ہندوستان مین ہے یہ سب سابق وائیسراے کی عنایت سے ہے۔

وزیر ہند نے فرمایا کہ امیر صاحب کی تشریف آوری پر نہ صرف ہمارے قلمرو مین نہایت دلچسپی ظاہر کی گئی بلکہ تمام ایشیا مین اسکا چرچا تھا۔ ہوم گورمنٹ نے نواب گورنر جنرل ان کونسل ہند کو پہلے سے ہدایت کر دی تہی کہ امیر صاحب کے ساتھ کسی پولٹیکل معاملہ پر گفت گو نہ کیجاوے اسکا یہ نتیجہ نکلا کہ ہمارے تعلقات امیر صاحب کے ساتھ نہایت

مضبوطی سے قایم ہوگئے یہ بات کسی عہدنامہ سے حاصل نہو سکتی تھی۔

امیر صاحب کی تقریر بعد واپسی ہند کا خلاصہ مسٹر مورلے نے بیان کیا "امیر صاحب نے فرمایا کہ گورنمنٹ کے افسران نے پولیٹکل معاملات کے متعلق کبھی ایک نقطہ نہین کہا وہ اپنے عہد پر قایم رہے۔ لیکن مین نے جب کبھی موقعہ دیکھا تو بالواسطہ طور پر کسی معاملات پر جو ملک و قوم کے فایدے کے تھے گفتگو کی لیکن فریق ثانی نے کبھی اسکا نامناسب فائدہ نہ اوٹھایا اور نہ اس معاملہ کا میرے سامنے ذکر کیا۔

لارڈ منٹو کا پیام دعوت ایسے مناسب الفاظ مین تھا کہ مجھے اسکے قبول کرنے مین تامل نہوا۔ جو پیام ہز اکسلنسی نے بھیجا وہ لارڈ کرزن سے مختلف تھا۔ جو پیام دعوت دہلی دربار کے موقعہ پر میرے پاس آیا تھا۔ مینے مصمم کر لیا تھا کہ دہلی دربار کے موقعہ پر خواہ کچھہ ہو ہر ایک خطرہ کو برداشت کرونگا۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو اپنی سلطنت اور اپنی جان کو بھی قربان کردونگا۔ مگر اس دعوت کو ہرگز قبول نہ کرونگا جو مجھے دہلی دربار مین شامل ہونے کے لئے دی گئی ہے

مسٹر مورلے نے کہا کہ ان معاملات پر بحث کرنا بڑی سنجیدہ بات ہے لیکن مجھے یہ اطمینان ہے کہ اسکے بعد گورنر جنرل ہند کو ہوم گورنمنٹ نے جس حکمت عملی پر عمل کرنے کی ہدایت کی تھی۔ اب تک اسکا نتیجہ نہایت اطمینان بخش ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ لارڈ کرزن نے افغانستان کے ساتھ تعلقات نازک کر دئے تھے اور غالباً تحکمانہ پیام دعوت بھیجکر امیر صاحب کو ناراض مند کر لیا تھا۔ یہ امر انگلستان کے مسئلہ سرحدی پالیسی کے خلاف تھا۔ یہ امر کس قدر اطمینان بخش ہے کہ مسٹر مورلے اور لارڈ منٹو۔ لارڈ کرزن کی حکمت عملیون کے خلاف ہین۔
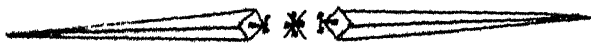
نقل و حرکت اعلیٰ حضرت ہز مجسٹی امیر افغانستان

۲ جنوری ۱۹۰۷ع - آج ہز مجسٹی امیر صاحب رونق افروز لنڈی کوتل ہوئے - یہ مقام پشاور سے تیس ۳۰ میل کے فاصلہ پر پہاڑون کے درمیان ایک وسیع میدان مین واقع ہے - اعلیحضرت کے استقبال کے لئے سر ہنری میکموہن اور اونکا پولٹکل اسٹاف میجر روس کیپل پولیٹکل افسر خیبر اور اونکا - ملٹری اسٹاف اور سوارون کا اسپورٹ نو بجے سے قبل لنڈی کوتل سے روانہ ہوکر حد افغانستان و ہندوستان پر جا ٹہرا یہی مقام ہے جہان دونون سلطنتین ملتی ہین -

اول امیر صاحب کی پلٹن ہمراہی آئی - منتظرین کو خیال گذرا کہ شاید خود بدولت امیر صاحب ہین - مگر فوراً معلوم ہوگیا کہ یہ فوج ہراول ہے - اسکے بعد ایک دوسرا دستہ آیا - تیسرا دستہ شتر سوار دنکا جسکی نگرانی مین مہمانون کا اسباب تھا - چوتھے ہاتھیون کی قطار - پانچوان دستہ کے ساتھ خزانہ شاہی - چھٹا میدانی ہسپتال کا سامان - ساتوان گھوڑون کی ایک لمبی قطار کا دستہ - آٹھوین دستہ مین خود بدولت اعلیحضرت نہایت آہستہ آرہے تھے - سر ہنری میکموہن نے آگے بڑہکر سلام و مزاج پرسی کی رسم ادا کی اور وایسرائے کی طرف سے خوش آمدید کہا ایک لمحہ توقف کے بعد سب خیبر کی طرف روانہ ہوئے اور بڑی شان تجمل سے سرحد مین داخل ہوئے - امیر صاحب فوجی لباس و خاکی وردی مین تھے طلبش آفتاب سے بچنے کے لئے انگریزی وضع کی ٹوپی زیب فرق مبارک تھی جسکو دہوپ کے وقت آپ اکثر استعمال فرماتے ہین - کیمپ کے نزدیک پہونچکر داخل خیمہ ہوئے سر ہنری میکموہن نے اپنے پولیٹکل اسٹاف کے ممبران میجر ڈاکٹر برڈ - میجر بروک - کپتن ریمز نے - لفٹنٹ فیلڈ - مسٹر ڈوابس کو امیر صاحب کے سامنے پیش کیا - آپ ہر ایک سے بکشادہ جبین ملے ڈاکٹر برڈ سے شفقت کے پیرایہ مین گفتگو کی - اور فرمایا کہ مین دوست کو کبھی نہین بھولتا - اسکی وجہ یہ ہے کہ میجر برڈ متجانب گورنمنٹ امیر صاحب کے

علاج کی غرض سے کابل بھیجے گئے تھے۔ میجر بروک نے کمانڈر انچیف کی طرف سے مبارکباد دی اسپر امیر صاحب نے فرمایا کہ کمانڈر انچیف صاحب کو لکھدو کہ سیاحت ہند سے جو مجکو مسرت ہے اوسکا بڑا سبب یہ ہے کہ مین اپنے دوستون مین ہون۔ مسٹر ڈابس سے جو ڈین مشن کے ہمراہ کابل گئے تھے امیر صاحب نے بہت تلطف آمیز باتین کین اسکے بعد درہ خیبر کے پولٹیکل افسر میجر راس کیپل پیش ہوئے۔ اونھون نے اپنے ملٹری اسٹاف کے ممبران کو پیش کیا امیر صاحب ہر ایک سے نہایت بشاشت و گرمجوشی سے پیش آئے۔ اسی دوران مین سر ہنری نے حضور ملک معظم قیصر ہند کا ٹیلیگرام پیش کیا۔ اعلیحضرت نے لفافہ کو چاک کرکے اپنے سکرٹری کے حوالہ کیا جسمین امیر صاحب کو لقب ہز مجسٹی سے مخاطب کیا تھا اور مضمون یہ تھا۔

" آپکی سیاحت سے مجھے کمال مسرت ہوئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یور مجسٹی اور میری گورنمنٹ کے تعلقات دوستانہ ہین۔ مین امید کرتا ہون کہ یہ سیاحت آپکو سلطنت کے گرانبار بوجھ سے محفوظ رکھے گی۔ یہ تار سنکر امیر صاحب کو بیحد خوشی ہوئی سر ہنری میکموہن اور امیر صاحب فارسی مین گفتگو کرتے رہے۔ درمیان گفتگو کبھی کبھی انگریزی زبان مین بھی باتین ہوجاتی تھین۔

خیمہ مین پہونچنے کے تھوڑی دیر بعد امیر صاحب نے میجر برڈ کو شرف ملازمت بخشا سر ہنری نے سرکاری طور پر وایسرائے کیطرف سے خوش آمدید کہا اور وایسرائے کا پرائیوٹ خط امیر صاحب کے سامنے پیش کیا۔ چار بجے امیر صاحب نے سارے کیمپ کی ہیر فوٹو اور بغیر تار کی تار برقی کو ملاحظہ فرمایا۔ اہلکارون سے اسکے متعلق متعدد سوال کئے جنکے جواب دینے مین وہ لوگ کسیقدر عاجز رہے۔

نئی چیز جو اس مقام پر طلب فرمائی وہ پان تھا۔ مہماندارون مین سے اسکا کسیکو وہم وگمان بھی نہ تھا مگر اسکی بہت جلد تعمیل ہوئی۔

یہان ایک خاص واقعہ کا ذکر ضروری ہے۔ ورود لنڈی کوتل سے دو روز قبل کرنل سردار محمد اسمعیل خان صاحب سفیر کابل متعینہ ہند حضور مین بمقام ڈکہ طلب ہوئے تھے۔ اونکو جہان اور احکام ملے اونمین ایک ضروری حکم یہ بھی تھا کہ موقع دہلی بروز عید الضحی قربانی کے لئے انتظام دو سو بکرون کا کیا جاوے۔ اس حکم کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ ہم اپنے سیاحت ہند مین کسی کو آزردہ کرنا نہین چاہتے قربانی گائے سے اصلی باشندگان ہند کو رنج پہونچے گا۔ اور یہ امر شرط مروت و اقتضائے انسانیت سے بعید ہے چونکہ ہماری شریعت بھی ہمکو اجازت دیتی ہے کہ حلال جانورون مین جس جانور کو چاہین قربانی کے لئے اختیار کرین اسصورت مین ہم قربانی گاے کو غیر ضروری سمجھتے ہین ہمارا مذہب گائے کی قربانی پر ہمکو مجبور نہین کرتا۔

چنانچہ ہمنے حسب ہدایت سفیر صاحب فوراً مرزا محمد اکبر علیخان ممبر کمیٹی انتظامی کو تحریر کیا کہ وہ دو سو بکرے موقع عید الضحی پر موجود رکھین۔ شب کو لنڈی کوتل مین قیام ہوا۔

۳ جنوری ۱۹۰۷ء ہز مجسٹی امیر صاحب نے خیبر کے راستہ سے پشاور کو کوچ فرمایا۔ لنڈی کوتل جہان مہمانون نے شب کو قیام کیا تھا وہ اور پہاڑ و چٹانین۔ برف کی اونچی چوٹیان۔ درے انہون نے پیچھے چھوڑے اور ہندوستان کا ایک وسیع میدان سامنے آگیا ہندوستانین خیبر سے بڑھکر آیندہ دو ماہ کے عرصے مین کوئی اس قسم کا سفر نہوگا۔ امیر راستہ مین خیبر کے ہر حصہ کو نظر غور سے ملاحظہ کرتے ہوئے اور تجسس کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے۔ سوالات بہت ہی تلاش کنندہ کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ لنڈی کوتل سے جمرود تک برابر راستہ مین چوکیان قایم تھین۔ پچاس پچاس قدم پر پہرے لگے ہوئے تھے۔ آفریدی فوجین جابجا سر راہ اشتیاق دید مین بیٹھی ہوئی تھین قریب ایک بجے کے جمرود پہونچے۔ جو مسافر پہلی دفعہ خیبر مین سے گذرے گا اسکو

تسخیر ہو جائے گا۔ دلکش نظارون کے اعتبار سے نہین بلکہ ایک فوجی اہمیت
کے لحاظ سے ایک قابل قدر درہ ہے۔ جغرافی طور پر یہ ایک میدان مرتفع ہے جو وادی
کی شان لئے ہوئے ہے جسکی دونون طرفین بلند و دشوار گذار پہاڑون سے محدود
ہین۔ یہ آفریدی قومون کا مرکز ہے۔ راہین ناہموار ہین جنپر سو قدم کے فاصلہ پر کی
چیزون کا نظر آنا محال ہے۔ لنڈی کوتل سے جمرود تک جسکا فاصلہ بیس میل ہے
یہی حالت نظر آتی ہے۔ جمرود پہونچکر پہاڑون کا سلسلہ ایک چٹیل دیوار پر آکر ختم
ہو جاتا ہے۔

لنڈی کوتل سے پانچ بجے صبح افغانی پیدل فوج چھ بجے سوار۔ اور نو بجے خود
اعلیحضرت روانہ ہوئے چلنے والا جلوس میلون تک پھیلا ہوا تھا معلوم ہوتا تھا
گویا کہ کل افغانستان ہندوستان پر چڑھ آیا ہے۔ ہاتھی۔ اونٹ۔ گھوڑے اور
سپاہیون کے چلنے سے جو خاک اڑتی تھی وہ انکی تعداد کو کئی گنے بڑھاتی ہوئی
معلوم ہوتی تھی۔ اسی شان سے جمرود پہونچے یہان مہمانون نے دوپہر کا کھانا تناول
فرمایا۔

یہان وائسرائے کا ٹیلیگرام ملا جسکا مضمون یہ تھا۔ مین یہ سنکر خوش ہوا ہون
کہ یور مجسٹی سرحد کو عبور کر آئے ہندوستان مین قدم رنجہ فرمائے مین آپکو دل سے
خوش آمدید کہتا ہون۔ منٹو۔

اعلیحضرت نے یہ جواب دیا۔ عالیشان برٹش گورنمنٹ کی سرحد کو پار کر کے اب انگریزی
علاقہ مین داخل ہو گیا ہون سرحدی افسران نے اپنے فرائض نہایت عمدگی سے
ادا کئے یور ایکسلنسی کی مبارکباد کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون۔ سراج الملۃ والدین

میجر مرے جنکے سپرد نارتھ ویسٹرن ریلوے پر مہمانون کے سفر کا انتظام
تھا۔ انہون نے چار اسپیشل ٹرین تیار رکھی تھین۔ ایک امیر صاحب کے واسطے

ایک مصاحبون اور باوقار افسرون کے لئے ایک عہدہ داران فوجی و ہمراہیون
کے واسطے۔ اور ایک سپاہیون کے لئے۔ مگر امیر صاحب نے حکم دیا کہ اونکے سوار
وتمام اسباب باربرداری کے نگران اور سولجر اپنا بقیہ سفر سڑک کے راستہ سے ختم کرین
لہذا دو اسپیشل ٹرین کافی ہوگئین۔

اعلیحضرت کو یہ پہلا موقعہ ریل کے سفر کا تھا۔ ٹرین وقت سے آدہ گھنٹہ بعد
چلی روانگی مین جو توقف ہوا اوسکا بدل یہ کیا کہ بجاے چالیس[۴۰] منٹ کے بتیس[۳۲] منٹ
مین جمرود سے پشاور تک راستہ ختم کیا گیا۔ اس سے طبیعت پر کچھ گرانی ہوئی مگر
آپ کے مضبوط دل نے اس قابل بنا دیا کہ کوئی کمزوری کا احساس نکر سکے تمام رسومات
اپنی آمد کے متعلق پوری کین اور آپ فرودگاہ مین بخیر وخوبی رونق افروز ہوئے۔

اسٹیشن پر ٹرین پہونچنے سے پہلے سرحدی صوبہ کے تمام افسر فل ڈریس
مین اپنے باوقار مہمان کو خوش آمدید کہنے اور رسم استقبال بجالانے کے لئے
حاضر تھے مشکل سے ٹرین رکی تھی کہ امیر کا ملٹری اسٹاف باہر کود پڑا اونکے فوجی افسر جو
کالی یونیفارم پہنے اور سنہری پٹیان و سونے کی زنجیرین سینہ پر لگائے تھے اور سول
سرداران افغانی فراک کوٹ و سفید کالر زیب کئے ہوئے مشکل سے یوروپین
مین سے تمیز کئے جاتے اگر اونکا گندمی چہرہ اور گول ٹوپیان نہوتین۔ اس کے بعد
سر ہنری میکموہن معہ اپنے اسٹاف کے سنہری پولٹیکل یونیفارم پہنے ہوئے اوترے
ہز مجسٹی امیر کو اوترنے مین اونہون نے مدد دی۔ ہز مجسٹی کے سامنے سر ہرلڈ ڈین
چیف کمشنر سرحدی صوبہ کو پیش کیا۔ جنہون نے نہایت جوش وخوش دلی سے
پشتو مین عرض کیا کہ مین یور مجسٹی کو اپنے صوبہ کے دارالحکومت کے رونق افروز
ہونے پر خوش آمدید کہتا ہون۔ جسکے جواب مین امیر صاحب نے ارشاد کیا کہ مین پشاور
آنے اور اپنے دوستون مین ہونے سے بہی خوش ہون۔

چیف کمشنر کے اسٹاف کے لوگ پیش کئے گئے اور ہر ایک سے امیر صاحب نے بے تکلفی سے ہاتھ ملایا مسٹر گرانٹ سیکرٹری چیف کمشنر کو آپ نے خود ایک پیان لیا کیونکہ وہ ڈین مشن کے ہمراہ کابل گئے تھے۔

سر ایڈورڈ ڈیبرو کمانڈنگ افیسر پشاور پیش ہوئے جنہوں نے اپنے اسٹاف کو پیش کیا۔ ہر ایک سے ہز مجسٹی امیر نے ہاتھ ملایا سب کے بعد کو رڈ آف آنر کا ملاحظہ فرمایا۔ اور مسٹر ایڈورڈ ڈیبرو سے فرمایا کہ اس عمدہ رسالہ کے دیکھنے سے جو میری پیشوائی کے لئے حاضر ہوا ہے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اب تو تین سلامی کی چلنا شروع ہوئیں اور بڑی شان و شوکت سے ہزارہا آدمیوں کے درمیان ہوتے ہوئے شاہی مہمان خانہ میں پہونچے۔ تھوڑی دیر کے بعد مسٹر گرانٹ سیکرٹری گورنمنٹ۔ ہز مجسٹی کی مزاج پرسی و چیف کمشنر کی جانب سے ابلاغ آمد خوش آمدید کہنے اور اکیس ہزار روپیہ گیارہ کشتیوں میں ہمراہ لیکر حاضر ہوئے جو ضیافت و نذر کے طور پر پیش کیا گیا جسکو اعلیٰحضرت نے قبول فرمایا بعدہ لفٹننٹ جنرل کمانڈر پشاور ڈویژن شرفیاب ہوئے پھر آرام فرمایا ۴ جنوری ۱۹۰۷ء مسٹر گرانٹ نے حاضر ہو کر چیف کمشنر کیطرف سے عرض کیا کہ مجھے امید ہے کہ شب یور مجسٹی نے آرام سے بسر فرمایا ہوگا۔ جواب میں ارشاد کیا کہ میرا خدا شاہد ہے خدا نے کچھ اسی میں بہتری سمجھی ہے کہ ہمارے دونوں ملکوں کو دیوار کاوتوں کے ساتھ ملایا ہے۔ بہر حال جو کچھ کہ انسانی قوتیں سفر کو آرام دہ بنانے میں صرف کیجا سکتی تھیں وہ سب کیگئیں۔

ہز مجسٹی امیر کی بات چیت کا طریقہ میزبانوں کے ساتھ سادہ اور بے تصنع ہوتا ہے وہ اخلاق برتتے ہیں مصنوعی باتوں سے پرہیز فرماتے ہیں مسٹر گرانٹ نے عرض کیا کہ مجھے امید ہے کہ اعلیٰحضرت شاہی مہمان خانہ میں راحت سے بسر فرمائینگے

اور اگر کسی بات کی کمی اون شاہی آسائشون مین ہو جائے جنکے یور مجسٹی عادی ہین تو امید ہے کہ اعلیحضرت یاین خیال کہ پشاور سلطنت ہند کا بیرونی سرحدی حصہ ہے اور دشوار گزار سرحدی کونہ پر واقع ہے معاف فرمائینگے۔ ہماری مقامی کوششون کا جہانتک امکان تھا ہمنے اوسمین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا۔

اعلیحضرت امیر نے نہایت خندہ جبینی و مسرت سے فرمایا کہ مین بالکل آرام واطمینان سے ہون یہ گفتگو فارسی مین شروع ہوئی۔ پشتو مین جاری رہی۔ انگریزی مین ختم ہوئی۔ مسٹر گرانٹ نے ہز مجسٹی امیر کی انگریزی کی تعریف کی امیر ہز مجسٹی امیر نے فرمایا کہ مین انگریزی اچھی نہین بولتا ہین نے اسکا کبھی باقاعدہ مطالعہ بھی نہین کیا۔ مجھے بہت کم موقع انگریزی کی مشق کے پیش آئے۔ پشاور کے اعلیٰ عہدہ داران سے عمدہ اخلاق کے ساتھ باتین کین مگر ادب کے ساتھ متانت کا پہلو قایم رکھا انہون نے ہر طریقہ سے اس بات کا یقین دلا دیا کہ شاہانہ۔ تہذیب سخن فہمی اور دانشمندی اونمین اعلیٰ پایہ کی ہے۔

آج جمعہ کا دن ہے اعلیحضرت شاہی تزک و احتشام سے جامع مسجد روانہ ہوئے اہل پشاور نے تمام کاروبار بند کر دیے تھے جسکو جہان جگہ ملتی تھی مشتاقانہ منتظر کھڑا ہوا تھا۔ پشاوریون نے اظہار عقیدت مین کوئی امر فروگذاشت نہین کیا۔ خوش آمدید کے نعرون سے ہوا مین گونج پیدا ہو گئی تھی ہر ایک نے اپنے جذبات کا اظہار پورے طور پر کیا۔ اعلیحضرت برابر دہنے ہاتھ سے سلام لیتے جاتے تھے اور جب تک مسجد مین نہ پہونچ لیے اس ہاتھ نے آرام نہ پایا۔ خود امام بنے اور دس ہزار روپیہ مرمت مسجد کے لیے عطا فرمایا۔ سنا کہ میان کریم بخش سے جنکا شمار پشاور کے بڑے دولتمندون مین ہے اور مہمانداری کے انتظام مین تھے ناخوشی کے لہجہ مین فرمایا کہ جہان مسلمانون کی تعداد ہندوؤن سے بدرجہا زیادہ ہو

اور مسلمان صاحب ثروت و متمول بھی ہوں اور ہم مسجد کی یہ حالت دیکھیں بڑے
شرم کی بات ہے اس ناخوشی کی نسبت فقیر صاحب و نکے اعوان نے شہرت دی
کہ یہ امر انہیں کی تحریک معنوی کا نتیجہ تھا۔ خدا جانے حقیقت کیا تھی مگر اسمیں شک
نہیں کہ اسکے بعد سے میاں کریم بخش کے مزاج میں صلاحیت آگئی اور فقیر صاحب
کی پشاور میں دہاک بندہ گئی۔

سہ پہر کے وقت ہز مجسٹی امیر نے پولو کا ملاحظہ فرمایا۔ ہز مجسٹی نے یوروپین
حکام سے اسکے متعلق اظہار پسندیدگی کیا گفتگو کرتے ہوتے ہوتے کلام
کا سلسلہ یوروپین لیڈیوں تک پہونچا۔ ان سے بہت اخلاق و تہذیب سے
باتیں کیں۔ سرداران افغانی نے بھی اپنے بادشاہ کی خوش دلی کی تقلید کی۔ ڈکن
ریویو نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۷ء میں تحریر ہے کہ پولو کا کھیل ایران سے نکلا ہے سن عیسوی سے
کئی سو برس پہلے اسکے رواج کا پتہ لگتا ہے۔ پولو کے قدیم ایران تاریخ پر
پر ایک نہایت عمدہ مضمون شمس العلما دستور دراب پشوتن سنجانا نے لکھا ہے۔
آج شب کو چیف کمشنر نے گورنمنٹ ہوس میں ایک مکلف ڈنر دیا۔ مہمان وقت
مقررہ پر پہونچے۔ سر ہیرالڈ دین مراسم استقبال بجا لاکے ملاقات کے کمرے میں
لائے۔ دیگر مہمان پہلے جمع ہو چکے تھے باواز بلند کہا گیا کہ حضرات ہز مجسٹی امیر
افغانستان تشریف لائے یہ سنکر سب نے مراسم آداب ادا کئے۔ اسکے بعد ڈنر ٹیبل
ہز مجسٹی امیر کو اور مسٹر گرانٹ سرداران افغانی کو اپنے ساتھ کھانے کی میز پر لے گئے
یوروپین لیڈیاں پس پردہ یہ کیفیت دیکھ رہی تھیں۔ کھانا مغربی طریقہ پر تھا۔ امیر صاحب
نے اس بے تکلفی سے کھایا کہ گویا وہ اسکے عادی ہیں۔ یوروپین تہذیب کے موافق
دوران کھانے میں ہز مجسٹی۔ سر ہیرالڈ دین و مسٹر ہنری مکموہن سے گفتگو کرتے جاتے
تھے۔ بعد فراغت مذاق ہوتا رہا۔ پھر سر ہیرالڈ دین و مسٹر اوال قیصر کا جام صحت

اوسکے بعد نہایت خوشی و فخر سے ہز مجسٹی امیر افغانستان کا جام صحت تجویز کر کے بیان کیا کہ مین اس صوبہ مین وائسرائے کے نائب ہونے کی حیثیت سے ہز مجسٹی کو خوش آمدید کہتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ ہندوستان مین اونکی سیاحت ہر طرح سے اونکے لئے مبارک ہو پھر ہز مجسٹی امیر اوٹھے اور فارسی مین فرمایا - سر ہر لڈ ڈین مین آپکے لطف آمیز خیالات کا شکریہ ادا کرتا ہون اور حضرات آپ کے جام صحت نوش کرنے پر مین آپ صاحبون کا مشکور ہون - آپ صاحبون کو انگریزی مین مخاطب نہ کر سکنے کا مجھے افسوس ہے - مگر مجھے امید ہے کہ جو مین فارسی مین کہہ رہا ہون اوسے آپ لوگ سمجھتے ہین مین اپنے دوست وائسرائے کی دعوت پر سیاحت سے بہت خوش ہون - مجھے ہندوستان مین قدم رکھتے ہی معلوم ہو گیا کہ مین اپنے دوستون مین ہون - مجھے اس ملک سے بے انتہا دلچسپی ہے مین اس دور دراز سیاحت کا اندازہ مسرت سے کرتا ہون جسکی ابتدا پشاور مین اس خوبی سے شروع ہوئی ہے اس شاہانہ خیالات کے اظہار پر بیشمار چیرز دئے گئے - سر ہنری میکموہن نے ہز مجسٹی امیر کی تقریر کا ترجمہ انگریزی مین سنایا - پھر سب حاضرین ملاقاتی کمرے مین آئے سگار و سگرٹ کا شغل ہوا - ہز مجسٹی امیر و سرداران افغانی - انگریزی مہمانون سے بے تکلفانہ و محبتانہ خوش گپیان کرتے رہے ادہی رات تک یہ صحبت رہی -

۵ جنوری ۱۹۰۷ء - آج ہز مجسٹی امیر نے چھاونی کی سیر فرمائی پشاور کی چھاونی ہندوستان مین بہت بڑی اور بے انتہا نفیس ہے - دوران سیر چھاونی مین امیر کی گاڑی ایک جگہہ دفعتہً رکی - سر ہنری میکموہن سے دریافت کیا کہ یہ کیا جگہہ ہے اُنھون نے عرض کیا کہ یہ بلیک واچ پلٹن کی لین ہے - امیر صاحب نے فرمایا کہ کیا مین اندر جاسکتا ہون - عرض کیا کہ بالکل اعتراض نہین - لیکن ہز مجسٹی کے استقبال کے لیئے کوئی تیاری نہین - ہز مجسٹی نے فرمایا کہ مین کسی قسم کی تیاری نہین چاہتا - صرف

اس مقام کو دیکھنا چاہتا ہون جس حالت مین کہ یہ ہمیشہ رہتا ہے - آپ نے مین کا اچھی طرح ملاحظہ کیا اور عصر کی نماز وہین ادا فرمائی نماز کے بعد آپ نے ایک سپاہی کو دیکھا کہ جو چوگان ہاتھ مین لئے جارہا تھا - چوگان بازی کی کیفیت دریافت کی وہ سمجھائی گئی - اتنے مین ایک سارجنٹ کی بیوی نظر آئی امیر صاحب نے پوچھا کہ یہ کون ہے اسکا جواب ذرا تامل سے دیا گیا وہ عورت نہایت خوبصورت تھی تاہم ہز مجسٹی امیر کے حضور مین آنے کے لئے لباس سے آراستہ نہ تھی آپ نے اوس سے چند باتین کین لیڈی نے اپنے جنس کی عادت و تہذیب کے موافق بہت خوش اسلوبی سے گفتگو کی -

۶ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء - آج تین بجے شام کے انجمن حمایت اسلام لاہور کا ڈیپوٹیشن امیر کے حضور مین پیش ہوا یہ خیر مقدم کا ڈیپوٹیشن تھا - امیر نے ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگی کہ افغانستان کے لڑکے بھی اسی دار العلوم کیطرح اعلیٰ تعلیم حاصل کرین اور انجمن اپنے مقاصد مین کامیاب ہو -

۷ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء صبح کی چار کے بعد ہز مجسٹی پشاور سے روانہ ہوئے - گیارہ بجے دن کے نوشہرہ پہونچے جو اس زمانہ مین ایک مہتم بالشان ترقی پذیر چھاونی ہے جیسے ہی ٹرین نوشہرہ اسٹیشن کے باہر استادہ ہوئی اعلیحضرت نے ایک پورے بریگیڈ کو حاضر پایا - اوتر کر اوسکا معائنہ فرمایا - شاہی سلامی سر ہوئے اور فوج کی بے عیب نقل و حرکت دیکھکر نہایت خوش ہوئے جنرل ولاکس کو طلب فرماکر سپاہیون کی مستعدی - سرگرمی پر مبارکباد دی -

دوسری مرتبہ ٹرین اٹک پر ٹھہری - ٹرین سے نکل کر ہز مجسٹی امیر تیز قدمی سے پل کی طرف روانہ ہوئے - پل کی محراب سے گزر کر اوس آہنی شہتیر کے آخری سرے پر جا کھڑے ہوئے جو بمشکل تین فیٹ چوڑا ہے - اور کسی قسم کا

جنگلہ نہین۔ نکوئی اور صورت حفاظت ہے۔ مزید براٰن اوسکا آہنی زیرین حصہ
میخون وقابلون سے پٹا ہوا سطح دریا سے سو فیٹ ۔۔۔۔ سے کچھ زیادہ بلندی پر واقع
ہے۔ اوسوقت یورپین وافغانی رفقا کی حیرت اور اضطراب کی کوئی انتہا
نہ تھی لیکن کوئی شخص مداخلت کی جرات نہ کرسکتا تھا۔ پھر وہ جگہہ چھوڑ کر اگلی
محراب کے آہنی شہتیر پر روانہ ہوئے جس خطرناک حالت مین ہز مجسٹی امیر
استادہ تھے اسے تبدیل کئے بغیر سر ہنری میکموہن سے گفتگو مین مصروف
ہوگئے۔ اور اسکے بعد ہی بخیر وعافیت گاڑی مین تشریف لے آئے۔

تیسری مرتبہ ہز مجسٹی کی اسپیشل ٹرین سہ پہر کو راولپنڈی مین ٹھیری کمانڈنگ
راولپنڈی ڈویزن اور اونکے اسٹاف نے استقبال کیا۔ باقاعدہ ریویو کے ساتھ
سپاہ نے مارچ پاسٹ کیا جسکو امیر نے نہایت شوق سے ملاحظہ فرمایا۔ توپخانہ
دیکھا۔ پھر چاء آئی ہز مجسٹی نے سپاہ راولپنڈی کی معمول سے زیادہ تعریف کی۔

چوتھی مرتبہ مندرا کے اسٹیشن پر ٹرین رکی اور مغرب کی نماز ادا کی یہان اعلیحضرت
امیر کی خواہش پر تماشائیون مین سے کچھہ غریب مسلمان بھی جماعت نماز مین شامل
ہوئے۔

۸ جنوری ۱۹۰۷ء سرہند سے ایکسومیل کے فاصلہ پر علی الصباح کھڑکی سے
امیر نے دیکھا تو آسمان کو ابر آلودہ اور زمین کو بارش سے تر پایا اسوقت خفیف ترشح ہو رہا
تھا۔ جب ٹرین سرہند کے اسٹیشن پر پہونچی تو آفتاب نکل آیا تھا ریاست پٹیالہ
کیطرف سے ہز مجسٹی کی مہمانداری کے لیے شاہانہ اہتمام کیا گیا تھا۔ اس جگہہ
تشریف آوری کی وجہ مزار حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رح پر فاتحہ خوانی تھی۔ اعلیحضرت
کو یہان صرف بارہ گھنٹے قیام فرمانا تھا ہندو ریاست نے مسلمان بادشاہ کی
خاطر و مدارات مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ہز مجسٹی امیر نے بھی اسپر اظہار مسرت

فرمایا اہلکاران مین ایک صاحب ساکن دہلی تہے جنسے اعلیحضرت نے اپنے
اوس خیال کا اظہار فرمایا جو نسبت قربانی کے موقع عید الضحیٰ پر پہلے سے
قایم کر لیا تھا امیر چند گھنٹون کی استراحت کے بعد باہر تشریف لائے تو موٹور یلوے کا
معائنہ غور سے کیا جسکی لین بخیۃ سڑک کی کچی پٹری پر نکالی گئی تھی۔ ٹرین مین ٹبباانہ فوجی
باربرداری کے خچر جتے ہوئے تہے۔ ان مین ایک نہایت شاندار موٹو گاڈی تھی
جو ریاست نے اسی موقع کے لئے تیار کرائی تھی جسمین توپخانے کے گھوڑے
جتے ہوئے تہے تاکہ ہز مجسٹی اسپر سوار ہوکر زیارتگاہ تک دو میل کا فاصلہ طے فرمائین
لیکن اعلیحضرت نے لینڈو مین مقبرہ تک جانا پسند فرمایا۔ ساڑہے چار بجے سوار
ہوئے اور قریب پانچ معہ اپنے سرداران و نیز منتظم مہمانداری کے مقبرہ پر پہونچے
اعلیحضرت داخل حجرہ ہوکر قریب پونے دو گھنٹہ کے اندر رہے پونے سات بجے
برآمد ہوئے متولی سے بہت سی باتین کین اور ایکہزار روپیہ عنایت فرمایا۔

ہز مجسٹی نے چھوٹی سی فارسی کتاب مین جسکی جلد مطلا تھی مندرجہ ذیل عبارت
پڑہی۔ واضح ہو کہ اس قبر مین فانی پیر شیخ احمد رح کی لاش مدفون ہے۔ شیخ احمد رح موصوف
خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کی اولاد سے تہے اور مجدد الف ثانی کے لقب سے مشہور
تہے۔ شیخ ممدوح کے آبا و اجداد ترک وطن کر کے عرب سے ترکستان آئے ان کے
دادا امام محمد رح خاندان مین پہلے شخص تہے جو سرہند مین قیام رکھکر یہین مدفون ہوئے
شیخ احمد رح غالباً ۹۹۳ھ ہجری عہد اکبری مین پیدا ہوئے۔ انکی شہرت دہلی تک
پہونچی امراء و اراکین ارادتمندانہ حاضر ہونے لگے لیکن جب انہون نے اکبر کے
خلاف فتویٰ دیا تو بادشاہ معہ اعیان سلطنت کے ان سے پھر گیا اور اہانت
کی گئی۔ عہد جہانگیری مین غیر بہر دلعزیزی کا یہ نتیجہ ہوا کہ شاہی قیدی کی حیثیت
سے چہ ماہ تک قلعہ گوالیار مین محبوس رہے اور پھر کچھ عرصہ تک بادشاہ نے

ساتھ رکھا بعدہٗ خلعت دیکر رخصت کیا - اس واقعہ کو جہانگیر نے اپنی تزک مین تحریر کیا ہے - تریسٹھہ سال کی عمر مین اس جہان فانی سے رحلت فرمائی - اورنگ زیب کے بڑے شہزادہ شاہ عالم کی صاحبزادی نے مقبرہ بنوایا - اور ہرطرح کے سامان سے اراستہ کیا - ۱۱۲۲ ہجری مین بندا سکھہ نے اس مقبرہ کو لوٹا پھر ۱۱۷۵ ہجری مین تاراج ہوا - اب ایک معمولی حالت مین ہے - متصل مقبرہ کے پرانا قلعہ وگوردوارہ ہے اس قلعہ مین گوروگوبند سنگھہ کے دو لڑکے فوت ہوئے تھے اعلیحضرت نے گوروداره کو دوسو روپیہ عنایت کئے اور فرمایا کہ مابدولت کابل کے گوروداره کا بھی خاص خیال رکھتے ہین -

بعدہٗ فرودگاہ پر آکر نماز مغرب ادا کی - ۱۰ بجے شب کو اسپیشل ٹرین پر سوار ہوئے اہلکاران وکارپردازان ریاست جو پلیٹ فارم پر حاضر تھے اونکا سلام بخندہ جبینی قبول فرمایا اور داخل سیلون ہوئے -

۹ جنوری ۱۹۰۷ء صبح سات بجے ٹرین جلیسر روڈ پر پہونچی یہان صبح کی چاء پی - خفیف خفیف ترشح ہو رہا تھا - اسوجہ سے خود بدولت باہر تہ برآمد ہوئے مگر سرداران افغانی و برٹش افسران مین اکثر اوترے اونہون نے انتظامی خوبی پر اظہار مسرت کیا - قریب ۹ بجے دن کے ٹرین آگرہ جنکشن پر رکی جہان ہر مجسٹی و مہمانون و افسران ہمراہی نے تبدیل لباس کیا اور وقت سے ایک گھنٹہ بعد ٹرین آگرہ فورٹ پر پہونچ گئی ریلوے اسٹیشن پر - سر جے پی ہیوٹ لفٹننٹ گورنر ممالک متحدہ استقبال کے لئے معہ اپنے اسٹاف دہفتدہم نیزہ واران کے اسکورٹ و سر جان اسٹنلی چیف جسٹس سر الفرڈ گیلی لفٹننٹ جنرل کمانڈنگ معہ اسٹاف و دیگر معزز برٹش افسران دیورپین لیڈیز و جنٹلمین و نیز چند ہندوستانی عمایدحاضر تھے - ریلوے اسٹیشن جھنڈیون و پہولون سے خوب آراستہ تھا

رائل برگیڈ کا گارڈ آف آنر پلیٹ فارم پر سلامی کے لیے موجود تھا - اول مرتبہ
ٹرین سے برٹش افسران ہمراہی اترے اسکے بعد سرداران افغانی اترے اعلیحضرت بدولت
خوشبختی امیر افغانستان قومی لباس میں برآمد ہوئے - مسٹر جان ٹریوٹ نے
ممالک متحدہ کی جانب سے اور دیگر حکام نے پر خیر مقدم کیا - آپ نے ہاتھ ملا کر خیر مقدم
پر اظہار مسرت فرمایا - ڈپٹی کمشنر آگرہ نے اول الذکر کیلئے اور پھر یکے بعد دیگرے
افسران کو پیش کیا - پیش شدہ افسران کی نسبت آپ نے متعدد سوالات کئے
اور ہر ایک سے ہاتھ ملایا - بعدہٗ گارڈ آف آنر کا معائنہ فرمایا - موسیقی نواز دستہ
نے افغانی قومی ترانہ بجایا - اور شاہی سلامی دی اسکے ساتھ ہی اسٹیشن کے
مراسم کا خاتمہ ہوا -

اس کے باہر شاہی گاڑیاں قطار باندھے تیار کھڑی تھیں - تماشائیوں کے
علاوہ سپاہ بھی تھی جو پانچ ہزار گز کی مسافت میں دو رویہ استادہ تھی - ہز میجسٹی امیر
کا موسیقی نواز دستہ سواران بھی حاضر تھا جس نے دروازہ اسٹیشن پر پہونچتے ہی
قومی ترانہ بجایا - اسکے عقب میں افغانی رسالہ باڈی گارڈ تھا - ابر گھرا
ہوا تھا - نزول رحمت باری ہو رہا تھا - ترشح نے کچھ خنکی پیدا کر رکھی تھی باوصف
اسکے سپاہ کے پیچھے تماشائیوں کا اژدہام جلوس میں حد درجہ کی دلچسپی لے رہا تھا -
ہزارہا آدمی دونوں جانب کھلے مقامات پر استادہ - مکانوں کی چھتوں اور کھڑکیوں
سے نگران تھے اہل آگرہ نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا ریلوے اسٹیشن
سے پریڈ تک دو رویہ آدمی اشتیاق زیارت میں ہمہ تن چشم ہو رہے تھے
جہاں اور جو موقع جسکو ملا تھا - اس منظر کا لطف اٹھا رہا تھا - جلوس آہستہ
آہستہ رواں تھا ہر سمت سے نعرہ تحسین و آفرین بلند ہوتے تھے - جسکو
ہز میجسٹی مسرت سے قبول فرماتے جاتے تھے - اہل ہنود آگرہ نے اپنے

خلوص عقیدت کے اظہار مین پھول برسائے ہر جگہہ آداب و تسلیمات بجا لائے
سبت دریچ بارش مین زیادتی ہوتی گئی جسکی وجہ سے مہمانون مہزبانون و تماشائیون
مین بے لطفی ہو چلی۔ ہز مجسٹی نے ہز آنر لفٹننٹ گورنر سے مخاطب ہوکر فرمایا
کہ کابل مین بارش عمدہ شگون ہے۔ عرض کیا گیا کہ اجازت ہو تو گاڑی کا ٹپ چڑہا
دیا جاسے یا حضور اورکوٹ زیب جسم مبارک فرمائین۔ فرمایا کہ شیوہ مردانگی
و مروت کے خلاف ہے کہ سپاہ بھیگے اور مین آسایش چاہون۔ ہجوم تماشائیان
جو محض میرے اشتیاق مین تکلیف اوٹھا رہا ہے اوسکا خیال بھی مجھے ضرور
چاہیے۔ آپکی سپاہیانہ طبیعت نے موسم کی مطلق پروا نکی۔ تمام راستہ نظارون
کی دلچسپی لیتے رہے۔ کیمپ پہونچنے پر برٹش گارڈ آف آنر نے سلامی دی اکتیس
توپون کی سلامی بھی سر ہوئی۔ سر لوئی ڈین معہ ممبران وایسریگل اسٹاف کے انتظار
کر رہے تھے۔ جنسے امیر نے نہایت تپاک سے ملاقات فرمائی اور دوستانہ اخلاق
کا اظہار کیا۔ اکیس ہزار روپیہ بطور ضیافت حضور مین ہز مجسٹی کے پیش کیا گیا۔ ہز مجسٹی
نے ہز اکسلنسی وایسرائے کو خوبی انتظامات کے بارہ مین تحریری اظہار مسرت
کیا۔ جب سر الفرڈ گیلی رخصت ہونے لگے تو آپنے فرمایا کہ مین خود سپاہی
ہون تمہین اور سپاہ کو جو تکلیف ہوئی اوسکی نہایت قدر کرتا ہون اور اونکے
رویہ کی تعریف کرتا ہون۔ ہز مجسٹی اون خیمون مین رونق افروز ہوئے جو آپکے
واسطے ہر قسم کی زیب و زینت سے اراستہ کیے گئے تھے۔ کیمپ کی خوبی و
خوشنمائی قابل دید و ہر طرح لایق تعریف تھی۔ بعدہٗ حکام انگریزی رخصت ہوئے
سر الفرڈ گیلی نے کمانڈ آڈر خاص طور پر شایع کیا کہ ہز مجسٹی امیر نے
جنرل کمانڈنگ ایسٹرن کمانڈ کو ہدایت کی ہے کہ بریگیڈ پر ظاہر کرین کہ ہز مجسٹی
کے آمد کے اعزاز مین افسوس ہے کہ سپاہ بارش سے بھیگی۔ ہز مجسٹی سپاہیانہ

طریقہ کی قدردانی مین یہ ظاہر فرمانا چاہتے ہین۔ چونکہ سیاہ اور کوٹ پہنے ہوئی
نہ تھی اسلیئے ہز مجسٹی نے بھی بارش مین اور کوٹ نہ پہنا"۔ آج کی تاریخ کے واقعات
مین روشنی کا واقعہ قابل تذکرہ ہے۔ روشنی کے لیئے کیمپ مین بجلی کا انجن
قایم ہوا تہا۔ بوجہ بارش وغیرہ سنئے ہونے کے سبب سے یکایک خراب
ہوکر تمام کیمپ مین اندہیرا ہوگیا ہز مجسٹی نے منتظمان مین سے مرزا مستفاو علیخان
کو طلب فرماکر روشنی کے گل ہونے کی کیفیت دریافت فرمائی۔ جو اصلی
واقعہ تھا وہ عرض کیا گیا اور لیمپ وغیرہ کا فی الفور انتظام ہوا تہوڑی دیر
مین انجن درست ہوگیا اور برقی روشنی بھی ہوگئی۔ اسپر طرح طرح کی افواہین
اور لغو شہرتین شہر مین پہیلین جو بالکل بے اصل تہین۔ بعض اخبارون نے
بھی غلط افواہ کا اتباع کیا۔

۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء ہز مجسٹی نے آج ہز اکسلنسی وایسراے سے ملاقات
فرمائی گو آپ نے مشرقی فرمانرواؤن کی طرح تکلفات سے کام نہین لیا محض
سپاہیانہ لباس مین تشریف لائے۔ مگر جلوس کی شان وشوکت شاہانہ تھی
ہز اکسلنسی وایسراے نے عین وقت پر سر لوی ڈین فارن سیکرٹری کے ہمراہی
مین چند ممبران و اسکورٹ رسالہ کو ہز مجسٹی امیر کے حضور مین پیشوائی
کے لیئے بہیجا۔ خیمہ کے دروازہ پر افغان سرداران نے نہایت متانت
و سنجیدگی سے ان سے ملاقات کی اور باقاعدہ ہز مجسٹی امیر کے حضور مین
پیش کرنے کے لئے لے گئے۔ اوسکے بعد جلوس ڈیپوٹیشن کا شروع ہوا۔
راستہ مین دونون کنارون پر جو لوگ استادہ تھے۔ ہز مجسٹی نہایت مسرت سے
اونکا سلام لیتے ہوئے کیمپ وایسراے تک پہونچے۔ درباری خیمہ کے
دروازہ پر لارڈ منٹو گورنر جنرل استادہ تھے جنہون نے خلوص محبت سے مہمان

محترم کا خیر مقدم کیا۔ اپنے ساتھ خیمہ مین لے گئے جو نہایت پر تکلف شاہانہ طور
سے اراستہ تھا۔ ہز مجسٹی امیر نے خدام دربار پر نگاہ ڈالی اور نہ کچھ
خیمہ کی طرف توجہ فرمائی۔ ہز اکسلنسی سے باتین کرتے ہوئے ادن مطلا
کرسیون پر دونون حکمران جاکر جلوہ افروز ہوئے جو ان کے لئے مخصوص تھین
بعد معمولی رسومات کے اعلیحضرت نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنے سردارونکا
آپ سے تعرف کراؤن۔ پھر باری باری افغانی سردارون کا تعرف کرایا
گیا۔ بعدہٗ برٹش افسران مین سے ہر ایک آگے بڑہا اور ہز مجسٹی کو سلام کیا۔
اسکے بعد ترجمان کے ذریعہ سے گفتگو شروع ہوئی ایک سے دوسرے نے اپنے
شوق و تمنا کا اظہار کیا سفر کی دلچسپی و انتظام کی خوبی کا تذکرہ مسرت
و احسامندی کے طریقہ سے ہوتا رہا۔ کلکتہ مین تشریف لانے پر وائسرائے نے
بہت ہی خوشی کا اظہار کیا۔ اس اثنا رمین چاء آئی۔ چاء نوشی کے درمیان
مذاق و محبت کی باتین ہوتی رہین۔ وائسرائے نے بذریعہ ترجمان فرمایا
کہ ہز مجسٹی کے ہندوستان داخل ہونے کی خبر سنکر شہنشاہ بہت خوش ہوئے ہین۔
اس اطلاع کا نہایت گرمجوشی سے ہز مجسٹی امیر نے شکریہ ادا کیا۔ بعدہٗ ہز اکسلنسی
نے نہایت متانت و تہذیب سے کہا کہ مین آج شام کو ہز مجسٹی کے کیمپ مین
بازدید کے لئے مشتاقانہ اؤن گا جسپر ہز مجسٹی نے فرمایا کہ آپکی تشریف آوری
میرے لئے مسرت کا باعث ہوگی۔ پھر ہز مجسٹی امیر دوائسرائے اوٹھے در خیمہ
تک ہز اکسلنسی نے آپکو پہونچایا۔ ہاتھ ملاکر رخصت ہوئے۔ روانگی کے
وقت ۳۱ توپون کی سلامی ہوئی۔

سہ پہر کی بازدید کے لئے وائسرائے کیمپ ہز مجسٹی مین تشریف لے گئے
اعلیحضرت نے بھی اپنے سرداران افغان کو وائسرائے کی خدمت مین پہلے سے

روانہ کیا تھا۔ در خیمہ تک والیسرائے کا حسب دستور مہمانی خود استقبال کیا۔ والیسرائے نے اپنے اسٹاف کو ہز مجسٹی سے انٹرڈیوس کرایا۔ پہر دوستانہ بات چیت کے بعد واپس ہوئے۔ شام کو والیسرائے نے شاہانہ گارڈن پارٹی دی جسمین قریب ایکہزار مہمانون کے مدعو تھے۔ حضور والیسرائے نے ہز مجسٹی کا استقبال کیا۔ لیڈی منٹو۔ لیڈی ایلیٹ کو انٹرڈیوس کرایا۔ والیسرائے نے فرمایا کہ یہ کنبہ بہت بڑا ہے۔ ہز مجسٹی امیر نے جواب دیا کہ وہ آدمی نہایت متبرک و خوش قسمت ہے جسکا کنبہ بڑا ہو۔ لیکن مسکرا کر کہا کہ نہ اس قدر جسکی تعداد بیبیون تک پہونچتی ہو۔

اسکے بعد والیان ریاست سے تعرف کرایا گیا۔ مگر آپنے انکی نسبت زیادہ دلچسپی نہین لی۔ بعض بعض سے گفتگو کی اونکے ملکی و تاریخی حالات بھی بیان فرمائے۔ تھوڑی دیر چہل قدمی کے بعد ہز مجسٹی ایک خاص مقام پر حضور والیسرائے لیڈی منٹو و دیگر مہمانون کے ساتھ بیٹھ گئے اور سامان چا وغیرہ حاضر کیا گیا۔ بڑے لطف سے یہ صحبت ختم ہوئی۔

---

۱۱ جنوری کو والیسرائے نے ہز مجسٹی کی دعوت کی۔ دعوت مین ہز مجسٹی کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے والیسرائے نے فرمایا۔

"آج کی شب ہم ہمسایہ ملک کے لایق حکمران دوست کی رونق افروزی کا اعزاز کرینگے جنکا ملک معظم نے ہندوستان مین تشریف لانے پر خیر مقدم کیا ہے۔ ہز مجسٹی نے ہندوستانی دعوت قبول فرمائی۔ جب وہ افغانستان معاودت کرینگے۔ تو اُنہین یقین ہوجائیگا کہ ہند مین اُنہون نے بہت سے دلی و خالص دوست پیدا کر لیے اور اپنی رعایا کی بہبودی کے لیے نیک خواہشین ساتھ لیجاینگے" جوابمین ہز مجسٹی نے ارشاد کیا "مین اپنے مکان سے اپنے دوست کے گھر آیا مینے اپنا اور اپنی گورنمنٹ کا خاص دوست پایا جو برتاؤ میرے دوستون نے کیا اُس سے مین بیحد خوش ہون

۱۲-۱۳-۱۴-۱۵- جنوری کو دوران قیام آگرہ مین لارڈ کچنر۔ سر ہیوٹ وغیرہ کی دعوتون مین شریک ہوئے۔ فوجی قواعد۔ مصنوعی جنگ۔ و دوسرے کرتبون و روشنی و آتشبازی کو ملاحظہ فرماکر محظوظ ہوئے۔

فوجی حالت سے دلچسپی لی۔ فوج کی تعریف کی۔ مشہور مقامات کی سیر فرمائی۔ جامع مسجد مین خود ہی جمعہ کو خطبہ پڑہا۔ اور امام بنے۔ ایڈریس لیا۔ فتحپور سیکری کے محلات دیکھے۔ حضرت شیخ سلیم چشتی کے مزار پر فاتحہ پڑہی۔

غرضکہ آگرہ کے تفریحی جلسون سے بے حد مسرور ہوئے۔ اور خوشنودی ظاہر کی۔

یہان کے جلسون مین قابل ذکر عطاے خطاب کا دربار ہے جو شب کے وقت قلعہ معلّٰے مین منعقد ہوا۔ اس موقع پر تمام حاضرین والیان ریاست و دیگر معززین و عمائدین کا باوقار مجمع تہا۔ قلعہ مین دربار عام کے نام سے جو مقام موسوم ہے وہان یہہ پُر رونق و باعظمت جلسہ تہا۔

حضور وائسراے گورنر جنرل بہادر ستارۂ ہند گرینڈ ماسٹر کا لباس پہنے اور اعلٰی تمغہ لگاے ہوے رونق بخش اور ہز مجسٹی شاہ افغانستان شان شاہانہ سے جلوہ افروز تہے وائسراے ہند نے یہہ فرماکر کہ مین قیصر ہند کیطرف سے اور انکے ارشاد کی تعمیل مین طبقۂ باتہ کا نہایت معزز تمغہ و خطاب پیش کرتا ہون۔ اعلیحضرت نے اُسے تعظیم کے ساتہہ قبول فرمایا اور کہا کہ یہہ تعظیم شہنشاہ کے لیے ہے۔

فارن سکرٹری نے نئے نائٹ گرانڈ کراس کو نام اور پورے خطاب کا اسطرح اعلان کیا ہز مجسٹی سراج الملۃ والدین امیر حبیب اللہ خان گرانڈ کراس آف دی موسٹ آنریبل آرڈر آف دی باتہہ جی سی۔ بی نائٹ گرانڈ کراس آف دی موسٹ دشنگوآرڈر آف سینٹ مکائیل و سینٹ جارج جی سی۔ ایم جی امیر افغانستان و ممالک ملحقات۔

غرضیکہ اپنی دلچسپیون کو ختم کر کے آگرہ کا زمانہ جشن ختم ہوا اور ہر طرح سے وہان کا اہتمام
اطمینان بخش رہا۔ یہان کے حسن انتظام کے صلہ مین مسٹر بوٹلیہ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر وکلکٹر
متعینہ اسپیشل ڈیوٹی مسٹر ریملے سپرنٹنڈنٹ پولس۔ سید حبیب اللہ خان صاحب بہادر اسسٹنٹ
سپرنٹنڈنٹ پولس۔ اور مرزا منظور علیخان سیکرٹری انٹرٹیمنٹ کمیٹی اپنے اپنے عہدے کے اعتبار و
خدمات کے لحاظ سے مستحق تحسین و آفرین ہین۔

۱۶ جنوری ۱۹۰۷ء آج صبح آگرہ سے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ روانہ ہوئے قریب ساڑھے نو
بجے کے رونق افروز علیگڈہ ہوئے ریلوے اسٹیشن پر صاحب کمشنر میرٹھ
وصاحب کلکٹر علیگڈہ۔ ممتاز الدولہ نواب فیاض علیخان پریسیڈنٹ و نواب محسن الملک
بہادر سیکرٹری و مسٹر آرچبولڈ پرنسپل کالج استقبال کو موجود تھے۔ اسٹیشن سے
دروازہ کالج تک مصنوعی کمرون سے تمام راستہ آراستہ کیا گیا تھا۔ دونون جانب
مخلوق منتظرانہ شوق دیدین بیٹھے ہوئے تھے۔ دروازہ کالج پر ٹرسٹیان کالج و کالج
اسٹاف نے مراسم استقبال ادا کئے۔ نواب محسن الملک نے ہر ایک کا تعرف
کرایا۔ اعلیحضرت نے ٹرسٹیون سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہم کالج کے اخبارات برسے
پہلے سنتے رہے ہین۔ اچھی خبرین ہمین کم ملی ہین۔ مگر شنیدہ دروغ دیدہ راست
پر ہمارا عمل ہے اسی غرض سے مابدولت یہان آئے ہین۔

استقبالی کمیٹی مین ایک بزرگوار شیعہ تھے جن سے اعلیحضرت نے سوال کیا
کہ آپ کی راے مین ہنود بہتر ہین یا سنی المذہب مسلمان وہ ہنوز خاموش تھے
اور کچھ جواب نہین دینے پائے تھے کہ فرمایا مین متعصب نہین ہون لیکن
جانشینان رسول پر جو کوئی طعن کرتا ہے مین اوسے اچھا نہین جانتا۔ اگر یہ بات
داخل تعصب ہے تو مین بلاشبہ متعصب ہون۔ مین نے دل آزاری ہنود کے
خیال سے موقع عید الضحی پر دہلی مین بجاے قربانی گاے کے بکرون کی قربانی کو

پسند کیا ہے۔ اب کیا اس کو نازیبا نہ سمجھین گے کہ جانشین رسول کو برا لکھکر اپنے بھائی مسلمانون کے بڑے گروہ کی دل آزاری کو جایز رکھا جاے۔ یہ فرماکر آگے بڑہے۔ دروازہ سے اسٹریچی ہال تک دورویہ طلبا صفین باندہے عمدہ و صاف لباس مین استادہ تھے۔ جن کو دیکھکر فرمایا کہ مین ان تکلفات کو دیکھکر خوش ہوا لیکن ان کی عدم موجودگی مین اس سے زیادہ خوش ہوتا میرے آنے کی غرض یہ تہی کہ مین تم سے۔ تمہارے کالج کے رنگ مین ملون اور سب کو جماعتون مین بیٹہا ہوا حالت درس وتدریس مین دیکھون نہ کہ تعطیل کی شان مین پھر مسکراکر فرمایا کہ شاید آپ اس امر کو پسند نہ کرتے کہ مین آپ کی تیاری سے پہلے نکتہ چینی کے لئے آموجود ہوتا۔ پھر ٹرسٹیون سے متعدد سوالات مذہبی کرتے ہوئے۔ اور اون کو ایک حالت یاس وانتشار مین چھوڑکر کہانے کے کمرے مین داخل ہوئے۔ کہانے کے بعد کالج کے مکانات ملاحظہ فرمائے پھر نماز ظہر مسجد مین ادا کی۔ غالباً جب سے کالج ومسجد کی بنا پڑی ہے۔ اب تک ایسے پر شکوہ جماعت کبھی نہ ہوئی ہوگی بعد نماز کالج کی جماعتون کا ملاحظہ کیا۔ کتب خانہ دکھلانا چاہا تو فرمایا کہ مین کتابین دیکھنے نہین آیا ہون پڑہنے والون کو دیکھنے آیا ہون۔ نواب محسن الملک ہمراہی مین تھے۔ اسی دوران مین ایک موقع پر نواب صاحب نے عرض کیا کہ اعلیحضرت کالج کی نسبت اپنی راے کا کچھ اظہار فرمائیے۔ جواب مین ارشاد کیا کہ اس سوال کے نتیجہ پر غور کرلیجئے۔ اوس وقت ایسا کیئے اسی طرح دوسری استدعا کی کہ ٹرسٹیون کو اعلیحضرت شام کے کہانے مین اپنا شریک فرماکر عزت افزائی فرمائین اس کا جواب دیا کہ کھانا پینا دوستون کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔

مین ابھی تک آپ کا دوست نہین اگر پہلوِ دوستی نکل آیا تو فبہا ورنہ ما بخیر و شما بسلامت۔

پھر درجون مین طالب علمون سے اسلامی ارکان و مسائل دین کے متعلق بکثرت سوالات کیے۔ جنکے جوابات سے خوشنودی ظاہر فرمائی۔
ایک درجہ مین علی الدین خلف مولوی رفیع الدین صاحب وکیل علی گڈھ کو جو بی۔ اے کا طالب علم ہے۔ قرآن پڑھنے کا اشارہ کیا۔ جسپر طالب العلم نے نہایت خوش الحانی سے ایک رکوع سُنایا۔ قرآن سُننے پر وجد کی سی کیفیت ہوگئی ضبط گریہ کی قدرت نہ رہی۔ امتحان وغیرہ کے بعد اسٹریچی ہال مین جلوہ افروز ہوئے۔ یہ وہ واقعہ ہے جو کالج کی تاریخ مین سُنہری حرفون سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ ایڈریس لیا۔ جواب نہایت عاقلانہ و ناصحانہ دیا ارشاد فرمایا کہ
"مین اس دار العلوم کی بابت مختلف اخبار سُنتا تھا۔ لیکن شکر ہے کہ طلبا اخلاق و عقاید اسلامی سے آراستہ ہین۔
آیندہ جو بدگویون کی زبان بند کرنے والا ہو سکتا ہے تو وہ مین ہون۔
نصائح مین اسپر زور دیا کہ تعلیم مذہبی مقدم ہے۔ اور مشرقی علوم لازمی ہین۔ مین مغربی علوم و فنون کو ضروری جانتا ہون مگر دُرستی عقائد و مذہبی تعلیم کے بعد"۔
اِسی کے ساتھہ پانصد روپیہ ماہانہ برائے دوام و بیس ہزار یکمشت عطا فرمایا۔ اور کہا کہ حقیقت مین جیسا مین چاہتا ہون نہین دے سکتا۔ مین اپنے ملک مین تعلیم کے لیے خود حاجتمند ہون۔ اسکے بعد ہی ارشاد کیا کہ شام کے کھانے پر پچیس[۲۵] ٹرسٹی میرے ہمراہ شریک ہون۔ اب آپ کو امان ندا کہتا ہون۔ یہان کا انتظام ہر طرح قابل تعریف تھا۔
ہم ایک تاریخ بھی جو کالج کی تشریف آوری پر کہی گئی یہان تحریر کرنا مناسب خیال کرتے ہین

تو عزت مدرسہ فزودی	اے زیب دہ سریر کابل
امروز بعرض خیر مقدم	کو لٹہست کہ ہمصفیر کابل
کعبہ بزمین تراست سایہ	کیوان بفلک وزیر کابل
ماہم ودعا وحرف آمین	بر طفل وجوان وپیر کابل

تاریخ ورود ہند این است
درظلِّ ملک امیر کابل

یہان سے دس بجے کے بعد ٹرین روانہ کانپور ہوئی۔

---

۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء صبح ٹرین کانپور پہنچی۔ سرکاری افسران نے باضابطہ استقبال کیا ملازمان وافسران گورنمنٹ بڑی سرگرمی سے مصروف خدمات تھے۔ گاڑیان بکثرت موجود تھین۔ یہان کے حسن خدمات کی انجام دہی مین نواب سیف اللہ خان ڈپٹی کلکٹر خاص طور پر مستحق تعریف ہین۔ لیکن ہمارے انٹرٹینمنٹ کمیٹی کے انتظام مین بہت بڑا موقع نکتہ چینی وشکایت تہا۔
اسجگہ حقیقت مین مہمانون کو تکلیف ہوئی۔ جیار کے ساتھہ دوسری ٹرین کے لیے بسکٹ تک نہ تھے۔ زیادہ تعجب یہہ تہا کہ یہان خود ایک ممبر کمیٹی دوسرے ممبر کے ایک بہائی کرسیون پر بیکار بیٹھے ہوئے بے انتظامی کا تماشہ دیکھہ رہے تھے بڑے شوروغل کے بعد بسکٹ آئے۔ جو ضرورت سے کم اور نہایت ذلیل اور ادنے درجہ کے تھے۔ اعلیحضرت جب کارخانہ جات کو ملاحظہ فرمانے کیلئے سوار ہوے تو راہ مین گاڑی کے ٹپ اُٹہانے چاہے۔ آپ نے فرمایا کیون ایسا کیا جاتا ہے عرض کیا احتیاطاً۔ حکم دیا کہ ہرگز ایسا نہ کرو ہمارا کوئی دشمن نہین ہے۔

اول اونی کارخانے مین قدم رنجہ فرمایا۔ دستکاری سے خام اون کے کپڑے بنتے دیکھے جن کی عمدگی کی تعریف فرمائی۔ پہر کوپر املن کے کارخانے کو دیکھا۔ بوٹ وشو و دیگر چرمی فوجی سامان کو بنتے دیکہہ کر نہایت دلچسپی ظاہر کی۔ یہان فیکٹری کے ایک کاریگر نے تیس منٹ مین بوٹ تیار کردیا اس پر کوئی تعجب نہین ہوا۔ فرمایا کہ کابل مین بتیس منٹ مین تیار ہوجاتا ہے۔ ہر ایک چیز کو ہر جگہہ بغور دیکھا۔ ملون کے انجنیرون سے متعدد سوالات کئے۔ پانچہزار بوٹون کی فرمایش دی اور بہی بہت سا سامان خرید فرمایا۔ ایک کارخانے مین ایک برش ہاتہہ مین لیکر دیکہنے لگے ایجنٹ نے احتیاطاً و ادباً عرض کیا کہ یہہ سور کے بالون کا ہے ہنسکر جواب دیا کہ خشک بالون کے چہونے مین کچہہ ہرج نہین۔

ایک اسلامی ڈپوٹیشن پیش ہوا۔ حافظ محمد حلیم نے ایک قلمی کلام اللہ و دلائل الخیرات پیشکش کئے قرآن مجید کی نسبت عرض کیا کہ عہد عالمگیر مین عارف ہردی نے لکہا تہا جس کے صلہ مین یاقوت رقم خطاب پایا۔ ان ہدایہ کو اعلیحضرت نے بطیب خاطر قبول فرمایا۔

شام کو نمائشی خیمہ کا معائنہ کیا جس مین قسم قسم کے صنعتی اشیا کے نمونے دکہلائے گئے بعدہٗ شب کو ٹرین روانہ گوالیار ہوئی۔

۱۸- جنوری ۱۹۰۷ء کو ہز میجسٹی رونق افروز گوالیار ہوئے۔ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب گوالیار نے معہ اپنے سرداران کے شاہانہ استقبال کیا۔ اپنے سردارون کو پیش کیا۔ سلامی سر ہوئی۔ ہز میجسٹی کو خود مہاراجہ صاحب نے سونے کے پہولون کا ہار پہنایا۔ ریلوے اسٹیشن سے محل تک رجمنٹ رسالہ وریاست کا کیڈٹ کور کا اسکورٹ ہمراہ

تھا۔ سڑک پر دو رویہ فوج صف بستہ اِستادہ تھی۔ اعلیحضرت محل مین جاکر فروکش ہوئے۔ کہانے کے بعد اعلیحضرت نے جامع مسجد مین نماز جمعہ ادا کی۔ شام کو فوجی کھیلون کا تماشہ دیکھا اس موقع پر گوالیار کی فوجی وردی مین شاہان مغلیہ کے وقت سے جواب تک تغیرات ہوئے تھے وہ بھی دکھائے گئے مصنوعی جنگ بھی دیکھی۔ ۲۰ جنوری کو صبح سپاہ کا معائنہ فرمایا بعدہ شکار کھیلا۔ دو چیتے شکار ہوئے۔ اور دراصل گوالیار آنے کی یہی غرض تھی۔ شب کو ڈنر پر ہز ہائنس نے بیان کیا میرے دارالریاست مین اعلیحضرت کے تشریف لانے سے مجھے کمال مسرت ہوئی۔ اُمید ہے کہ جب ہز میجسٹی اپنی سلطنت مین واپس پہنچ جائین گے تو یہان کے مختصر قیام کو فراموش نہ فرمائین گے۔ مین اس موقعہ کو قابل یادگار اور تاریخی سمجھتا ہون کہ ہندوستان کے والیان ریاست مین ہز میجسٹی کی مہمانی کا صرف مجھے ہی فخر حاصل ہوا۔ اعلیحضرت نے نہایت موزون و مناسب الفاظ مین فرمایا کہ مین گورنمنٹ انگریزی کا مشکور ہون کہ جو میرے یہان آنیکی باعث ہے۔ اگرچہ میرا قیام گوالیار مین قلیل رہا تاہم مہاراجہ صاحب ایسے پُرتپاک میزبان کو مین کبھی فراموش نہ کرون گا۔ بعدہٗ مہمانون کے کیمپ سے لیڈیان پارٹی مین شرکت کی غرض سے آگئین ہز میجسٹی امیر ڈیوک و ڈچز آف مانچسٹر کے ساتھ دیر تک گفتگو فرماتے رہے نصف شب کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

۲۱ جنوری ۱۹۰۷ء صبح قریب آٹھ بجے ہز مجسٹی امیر دہلی پہنچے۔ حکام انگریزی رؤسا ہندوستانی

نے استقبال کیا۔

پلیٹ فارم پر پینتیسوین سکھ کا گارڈ آف آنر استادہ تہا۔ ریلوے اسٹیشن نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تہا۔ راہ مین جابجا فارسی مین خیر مقدم کے فقرات نمایان تہے۔ اسٹیشن کے متصل اسلامی مدارس کے طلباء صف بستہ استادہ تہے اُنہون نے جس اسلامی جوش سے سلام ادا کیا۔ اعلیحضرت امیر نے بہی اُسی محبت و خوشی سے جواب دیا۔

یون تو جہان جہان ہز مجسٹی کا اتبک گذر ہوا اور جہان جہان آیندہ ہوگا ہر جگہہ خیر مقدم کی یہی روشن شالین نگاہ سے گذرین اور گذرینگی۔ مگر دہلی مین جو بات ہوئی وہ اسی شہر کا حصّہ ہے۔

مسجد فتحپوری کے قریب یہ ایک شعر خوش قلم آویزان تہا جو مصنّف کی قادر الکلامی کا ثبوت اور مایۂ ناز ہے ؎

دیار ہند خوش ہست از سخای ظلّ اللہ

رسولِ پاک بگفت۔ السّخی حبیب اللہ

راستون کی آرایش۔ فوجی ترانہ۔ مشتاقون کے ہجوم کا نظارہ ملاحظہ فرماتے ہوے قیام گاہ پر رونق افروز ہوئے۔ سلامی وغیرہ کی مراسم شاہانہ بدستور یہان بہی ادا کیگئیں سرکٹ ہوس کا کیمپ نہایت خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا تہا خیمون کے آگے نفیس کیاریان بنائی گئی تہین۔ کٹس کی روشنی کا انتظام تہا۔

دوپہر کو موٹر کار پر سوار ہو کر براہ کشمیری دروازہ اوّل قلعہ معلّی کا معائنہ کیا۔

وہان سے براہ دہلی دروازہ درگاہ خواجہ نظام الدین اولیاء مین گئے۔ بچّون کے باولی مین کودنے کا تماشہ دیکھا۔

اندر جا کر امیر خسرو و حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے مزارات پر فاتحہ پڑہی
خدام نے تبرکات پیش کیے۔ جنمین ایک قرآن مجید نہایت خوش قلم
خانقاہ کی ملکیت تہا اُسے وقف فرماکر درگاہ مین دے دیا۔
بائیس۲۲ اشرفیان بخارا کے سکہ کی خانقاہ مین عطا کین بعدہٗ مقبرہٗ
ہمایون کا ملاحظہ کیا۔ وہان کے محافظ کو پانچ اشرفی مرحمت فرمائین وہانسے
قطب مینار گئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر فاتحہ پڑہی۔
چوالیس۴۴ اشرفی درگاہ مین دین۔ واپسی مین صفدر جنگ کا مقبرہ دیکہا۔

---
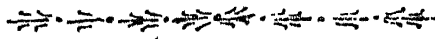
۲۲ جنوری ۱۹۰۶ء۔ کرنال مین بطون کا شکار کہیلا۔ شہر سے ۲۲ میل پر جہیل تہی
نواب رستم علی خان نے قابل تعریف انتظام کیا تہا اعلیحضرت اُن کی
انتظام سے مسرور اور اُن کی خدمات کے مشکور ہوئے۔
واپسی مین اسٹیشن پانی پت پر چند منٹ ٹہیرے۔ عمائد و عوام کا
بڑا ہجوم تہا۔
متولیان و مجاوران مزارات پانی پت تبرکات لیے حاضر تہے۔ صرف
ایک حمائل تحفہ مین قبول فرمائی۔ باقی بزرگوار اپنے اپنے تحایف پیش کرنے
سے قاصر رہے۔ وقت کافی نہ تہا۔ دہلی پہنچکر اُسی شب اجمیر شریف روانہ ہوی

---

۲۳ جنوری ۱۹۰۶ء۔ آج پونے نو بجے اجمیر پہنچے۔ اسٹیشن پر صاحب کمشنر و دیگر
برٹش افسرون نے استقبال کیا باہر دروازہ اسٹیشن کے ممبران میونسپل و آنریری مجسٹریان
وغیرہ کا بڑا ہجوم تہا۔ پہلے خیال تہا کہ ہز مجسٹی اول قیامگاہ پر جائینگے وہانسے درگاہ آئینگے
لیکن سوار ہوتے ہی دہلی دروازہ سے گذر کر درگاہ پہنچے زینۂ درگاہ پر دیوان جی بلند

دروازے پر متولی صاحب بگمی دالان مین خدام تبرکات لیے حاضر تھے۔
ہز مجسٹی گاڑی سے اُتر کر مع جوتے کے بغیر کسی جانب متوجہ ہوئے یا گفتگو کیے اندر داخل ہوئے۔ مزار کا دروازہ بند کرکے مراقبہ مین مصروف ہو گئے۔ جوتہ اُتارنے کی نسبت نہ مجاورون مین سے کسی نے عرض کیا اور نہ او رصاحبون مین کوئی مانع آیا۔
بعد فاتحہ خوانی کے امیر بگمی دالان مین جلوہ فرما ہوئے۔ خدام وغیرہ طلب کیے گئے تحائف مین ایک قبضہ تلوار قبول فرمایا۔ بعدہ اکبری مسجد مین جاکر مدرسہ وطلبار کا حال استفسار کیا۔ پانچسو روپیہ طلبار کو عطا کیے۔ اس کے بعد ڈھائی دن کی مسجد دیکھی جو شکستہ حالت مین ہے۔
بارہ بجے کے قریب قیام گاہ پر رونق بخش ہوئے۔ یہہ بارہ دری سنگ مرمر زمانہ شاہی کی تعمیر آناساگر پر واقع ہے۔ منظر دلکش۔ مقام پر فضا ہے۔ اُسکو نہایت عمدگی سے آراستہ کیا گیا تھا۔
بعد دوپہر کے ایک مندر کا معائنہ کیا۔ زان بعد میو کالج کو دیکھا۔ اور آخر مین ورک شاپ مین تشریف لے گئے۔ دروازے پر ایک یورپین کی لڑکی نے گلدستہ پیش کیا۔ آپ نے دو اشرفی انعام دیا۔ کارخانہ کو بہت غور سے دیکھا۔ کہ ایک گاڑی کی تکمیل مین کتنے مدارج طے کرنے پڑتے ہین۔
چلتے وقت۔ دیوان جی متولی صاحب وخدام کے لیے پانچ پانچسو روپیہ صاحب کمشنر بہادر کو دیتے گئے۔
خدام وغیرہ نے بوٹ پہنکر اندر جانے پر آزردگی کا اعلان کیا۔ مگر یہہ کسی سے نہ ہوسکا کہ اول ہی اسکے متعلق عرض کرتے تاکہ موقع شکایت اُنھین پیش ہی نہ آتا۔ جبکہ ہز مجسٹی غیر اقوام کی دل آزاری

سے پرہیز فرماتے ہین تو اپنے بھائی مسلمانون کو ناممکن تھا کہ وہ رنجیدہ کرتے۔ اسکی تائید مین یہہ کافی ہے کہ جب دہلی مین اطلاع دی گئی تو آپ عیدگاہ و جامع مسجد مین جوتہ اُتار کر اندر گئے۔

۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء۔ آج صبح پونے چھ بجے دہلی واپس تشریف لائے۔ مقامی حکام نے حسب ضابطہ استقبال کیا۔ بعد ناشتہ کے برٹش افسران و افغان سرداران کو ہمراہ لیکر گنیش فلور ملز کا معائنہ کیا۔ کارخانہ کا بیرونی دروازہ جھنڈیون و پھریرون و پھولون اور خیر مقدم کے قطعات سے آراستہ کیا گیا تھا۔ منیجنگ دائرکٹر و منیجر وغیرہ نے رسم استقبال کو ادا کیا۔ منیجر نے کارخانہ کی سیر کرائی۔ ہز مجسٹی نے مشین کے متعلق بہت سے سوالات کیے اس کارخانہ کے بعد ہند و بسکٹ فیکٹری و جمنا کاٹن ملز کو نہایت شوق سے ملاحظہ فرمایا

۲۵ جنوری ۱۹۰۷ء۔ آج روز عید ہے۔ ہز مجسٹی شاہ افغانستان نے نماز عید کی عیدگاہ مین اور نماز جمعہ جامع مسجد مین ادا فرمائی امام عیدگاہ و امام جامع مسجد کو خلعت عنایت فرمائے۔ دونون عبادتگاہون مین جوتہ اُتار کر تشریف لیگئے اسکی وجہہ یہہ ہے کہ اسکے متعلق یہان عرض کیا گیا تھا۔ سرکٹ ہوس جو قیامگاہ اعلیحضرت ہے اُسکے دروازہ پر قطعہ ذیل نہایت خوش قلم تحریر تھا۔

خوشا عیدے کہ نشو میزبان است — خوش و خوشتر امیرش میہمان است
شہ کابل کہ رونق بخش دہلی است — مقام شکر و جای امتنان است

اہل دہلی مین سے چند معززین ہندو و مسلمانون کو دربار عید مین شرف ملازمت بخشا۔

ہز مجسٹی کے اڈیکانگ نے ہرایک کو پیش کیا۔ پہلے خود اعلیحضرت نے عید کی مبارکباد دی۔ علی الترتیب حاضرین نے کلمات تہنیت ادا کیے۔ شمس العلما مولوی حافظ نذیر احمد صاحب نے مصافحہ کے ساتھہ یہہ شعر پڑہا ؎

عیدٌ وعیدٌ وعید صرن مجتمعہ — وجہ الحبیب و یوم العید والجمعہ

(آج کے دن تین عیدین جمع ہوگیئں — ایک وجہ حبیب (اشارہ بجانب ہزمجسٹی) دوسری عید تیسرا جمعہ

جسکو سُنکر اعلیحضرت متبسم و مسرور ہوئے۔ پھر سب لوگونکو کُرسیون پر بیٹھنے کی اجازت دی گئی۔

بعدہ دہلی مین عید ہونے سے جو مسرت ہوئی اُسکا اظہار فرمایا۔ اپنے خیالات بے آزاری و بے تعصبی کا ذکر کیا اور یہ شعر پڑہا۔

مباش درپئے آزار ہرچہ خواہی کن — کہ در طریقت ما غیر ازین گناہے نیست

ہندو مسلمانون کو آپس مین اتفاق سے رہنے محبت سے پیش آنے اور آرام وہ[1] زندگی بسر کرنے کی تحریک فرمائی۔

کارخانہ جات کے تذکرون مین یہہ ارشاد کیا کہ مین سیر و تفریح کی غرض سے کارخانون کو نہین دیکھتا پھرتا مسلمانون سے خاص طور پر فرمایا کہ آپ لوگ یہ سُنکر خوش ہونگے کہ افغانستان مین اسلام کی حالت بہت اچھی ہے۔ وہان ممنوعات شرعی کا ارتکاب کوئی شخص نہین کرسکتا۔

بھنگ۔ چرس۔ شراب۔ زناکاری بند ہے۔ ناچ و باجے کے واسطے ساز ندہ بھی میسر نہین آسکتا۔ محتسب مقرر ہے وہ ان اُمور کی نگرانی کرتا ہے۔ ہندوؤن کو اپنے فرائض مذہبی بجا لانے مین آزادی حاصل ہے اُن کے حقوق کی پوری حفاظت کیجاتی ہے۔

[1] [marginal handwritten note] عدم اتفاق کی متعلق ... بہت ... [illegible]

پھر مسلمانون کو مخاطب کر کے ارشاد کیا کہ میرا عقیدہ تو اسلام مین ایسا محکم ہے کہ جیسا بڑے سے بڑے عالم کا ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر تم عمل کی بابت سوال کرو تو مین جواب دونگا کہ مجھہ سے زیادہ بے عمل دنیا مین شاید کوئی ہو۔ لیکن اسلام کا عقیدہ خوف و رجا کے درمیان ہے۔

انسان کو یہہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اگر تمام عالم کے واسطے جنت کا حکم ہو اور ایک شخص کو دوزخ کا تو اسکو یہہ خوف رکھنا چاہیے کہ شاید وہ شخص مین ہی ہون۔ اسیطرح اگر تمام عالم کو دوزخ کا حکم دیا گیا اور ایک شخص کو جنت کی امید دلائی گئی ہو تو وہ یہہ امید رکھے کہ شاید وہ مین ہی ہون۔

پھر فرمایا کہ ایسی خفیف باتون مین جسپر در اصل اسلام کا حصر نہو ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اپنے ہمسایون کی دل شکنی نہ ہو۔
البتہ اگر کوئی۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکاۃ یا مساجد مین جانے سے روکے یا اُس کی اہانت کرے تو اس بات پر جان تک دیدینا چاہیے۔
اِسی سلسلہ مین کئی مرتبہ برٹش گورنمنٹ کی عطائے آزادی اور ہر فرقہ کے لیے آسانی سے اظہار خوشنودی کیا۔
ہز میجسٹی کی خوش اخلاقی۔ بے تعصبی اور روشن خیالی نے حاضرین کو بیحد محظوظ و مسرور کیا۔ اور خوبی یہہ کہ گفتگو اُردو مین بھی کی۔ سب کے لیے عافیت کی دعا اور امان خدا فرمایا۔
اسکے ساتھہ دربار برخاست ہو گیا۔ درباری اصحاب مین سے ہر ایک کو ایک ریشمی رومال مین شیرینی دروازہ پر افغانی سردارون نے دی۔ یہہ کابل کا خاص دستور ہے۔ بعدہ برٹش افسران متعینۂ کیمپ حاضر ہوے بعد ادائے رسم تہنیت و مبارکباد وہ بھی واپس ہوئے۔

۲۶ جنوری ۱۹۰۶ء کو دہلی سے روانگی ہوئی رستہ مین شام کا کھانا جلیسر روڈ پر ہوا۔

۲۷ جنوری ۱۹۰۶ء۔ صبح کی چار بہرواری ضلع الٰہ آباد مین نوش فرمائی۔ الٰہ آباد اسٹیشن پر چند منٹ گاڑی ٹھہری۔ لیکن پلیٹ فارم پر کوئی اترا نہین البتہ اسٹیشن نینی پر اُترے۔

سہ پہر کی چار دلدارنگر مین اور شب کا کھانا دانا پور مین ہوا۔

۲۸ جنوری ۱۹۰۶ء۔ صبح ہز میجسٹی رونق افروز کلکتہ ہوے گو یہان کی آمد پرائیویٹ تھی۔ مگر ریلوے اسٹیشن پر نہایت سرگرمی وجوش سے استقبال ہوا ریلوے کمپنی نے شاہی رونق افروزی کو شاندار بنانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا تھا تمام دیوارین پھولون۔ پتون۔ وجھنڈیون سے مزین تھین اسٹیشن سے پُل تک سڑک جھنڈیون پھریرون۔ پھولون و سبزے سے آراستہ کیگئی تھی۔ پلیٹ فارم پر یورپین جنٹلمینون ولیڈیون کا ہجوم تھا۔ ہوڑا کے پُل پر ایک سرے تا دوسرے سرے تک تماشائیونکا انبوہ کثیر نظر آتا تھا۔ جسوقت ٹرین پلیٹ فارم پر پہنچی ورود کا نشان بلند ہوتے ہی۔ فورٹ ولیم سے توپون کی سلامی سر ہوئی۔ برٹش حکام ومیونسپل کمشنران۔ گارڈ آف آنر نے اپنے اپنے فرایض ادا کیے عام لوگون نے اپنی مسرت کا اظہار بڑے جوش سے کیا۔

ہز مجسٹی کی سواری پُل ہوڑا سے سٹرینڈ روڈ۔ نیپیر روڈ۔ سینٹ جارج روڈ سرکلر روڈ۔ کورٹ روڈ ہوتی ہوئی ہیسٹنگز ہوس مین پہونچی۔ یہان سیزدہم راجپوت سے ایک سو سپاہیون کا گارڈ آف آنر وموسیقی نواز دستہ موجود تھا۔ جس کا معائنہ فرماتے ہوے

اعلحضرت شاہی مہمان خانہ مین رونق افروز ہوے سرلوی ڈین فارن سکرٹری نے گورنمنٹ کیطرف سے تحائف پیش کیے جسمین اسلحہ ہاے آتش فرشی جھاڑ۔ میز کا سامان آرایشی۔ دیگر خوبصورت وکارآمد و دل خوش کن اشیا تھین
آج ہی ٹکسال۔ عجائب گھر۔ چڑیا گھر کا ملاحظہ فرمایا۔ شیرون وچیتون کو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔
ہنگام معائنہ ٹکسال ایک ضعیف العمر مستری نے بعد ادائے آداب عرض کیا کہ مجھے ٹکسال کابل مین کام کرنے کا فخر حاصل ہے آپ نے نام پوچھا اور انعام دیا۔
شب کو لارڈ کچنر کے ساتھ شریک طعام ہوئے۔
۲۹ جنوری ۱۹۰۷ء۔ آج صبح میڈیکل کالج کو نظر غائر سے ملاحظہ فرمایا مریضون کے امراض کو دریافت کیا۔ عمل جراحی ہوتے ہوے دیکھا۔ کمرۂ تشریح وغیرہ مین گئے وہان طلباء کے کام کو معائنہ فرماتے رہے۔ انسانی دماغ کا ایک عضو اور دیگر اجزا جسم انسانی حیرت سے دیکھے۔
کمیکل ڈپارٹمینٹ مین کپتان بلیک نے ایک تجربہ کرکے دکھلایا۔ کہ کسطرح ہیوک سائڈگیس آگ کو بجھا دیتی ہے۔ بعدہ طب نظری وجسمانی کے صیغو مین خوردبین سے بعض نمونے دکھلائے گئے۔ ہاسپٹل مین پہلے یورپین وارڈ دکھایا گیا۔ دوسری حصہ کی بابت سوال کیا کہ کسکے لیے ہے جواب دیا گیا کہ ہندوستانیون کیلیے پھر استفسار فرمایا کہ اسمین اور دوسرے مین کچھ فرق ہے کہا گیا کہ مطلق نہین۔ مگر جب خود دیکھنے گئے تو فرمایا کہ ہندوستانیون کے لیے برقی پنکھے کیون نہین ہین میڈیکل کالج مین امیر کی گاڑی آتے دیکھکر ایک فقیرنی نے قریب پہنچنے کی کوشش کی مگر پولیس نے روکا اسپر ایک شور مچ گیا اعلحضرت نے آگاہ ہوکر عورت کو طلب کیا! دلی پُر درد کہانی

سُنکر دو اشرفی عطا کین۔

بعد دوپہر پھر میوزیم کو ملاحظہ فرمایا۔ شب کو مع اپنے دو خاص سرداروں کے حضور وایسرائے کے ہمراہ کھانا تناول فرمایا سر لوئی ڈین بھی شریک دعوت تھے۔

ہز مجسٹی امیر نے کلکتہ منیوسپلٹی کا ایڈریس نیر مقدم لینا اور بہت سی دعوتون کو نامنظور کیا۔

وہ شہر کے نظارون کو حتی الامکان خاموشی سے دیکھنا چاہتے ہین مسٹر کارلائل نے ایڈریس کے نہ لیے جانے کے متعلق عام خبر دور کرنے کے واسطے ایک گشتی چٹھی شایع کرائی جس مین تحریر تھا کہ ۹ جنوری کی صبح کو اس مضمون کا تار ملا کہ چونکہ بہت سی جماعتون وانجمنون نے ایڈریس پیش کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اسلیے ہز مجسٹی یہہ کہتے ہین جو بہتر ہین کہ اُنہین کلکتہ مین کسی ایڈریس کے قبول کرنے سے معاف رکھا جاے کیونکہ اسطرح ان کے کلکتہ کے پرائیویٹ قیام مین نقصان پہنچیگا۔

---

۱۳ جنوری ۱۹۰۷ء۔ آج اسلحہ و سامان حرب سازی کے کارخانہ کو ملاحظہ فرمایا ساڑھے آٹھہ بجے ہز مجسٹی مع سرہنری میکموہن اور اپنے دو سرداروں کے موٹر کار پر سوار ہوکر اول کارخانہ کاشی پور مین تشریف لے گئے۔ آنریبل میجر جنرل اسکاٹ وغیرہ نے استقبال کیا۔ ہز مجسٹی نے نہایت غور و توجہ سے کارخانہ کی ہر ایک چیز کو معائنہ کیا بعدہ یہان سے کارخانہ ڈمڈم پہنچے میجر واکر وغیرہ نے استقبال کیا۔ ہز مجسٹی نے گولون و کارتوسون کی ساخت مین بڑی دلچسپی ظاہر کی اُنہون نے کارتوسون پر دہات لپیٹنے کے طریقہ کے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا جب افسر انچارج نے ایک مستری کو دہات کا ٹکڑہ کاٹنے کا حکم دیا تو خود بہ دیتے ہتوڑا

اور چھینی اُس کے ہاتھہ سے لیکر خود بات کو کاٹا۔ کارخانہ سے روانہ ہونے سے قبل اُن سب کا شکریہ ادا کیا جنھون نے پوری توجہ سے ہر ایک چیز کو دکھلانے کی سعی کی تھی۔

بعدہ ڈمڈم انسٹیٹیوٹ مین ٹھہر کر دوپہر کا کھانا تناول کیا۔ تقریباً ایک بجے عیسیٰ پور کے کارخانہ مین رونق افروز ہوئے۔ میجر بلوک نے استقبال کیا۔ ایک توپ ڈہالکر دکھلائی گئی۔

کارخانہ توپ سازی کو نہایت غور سے دیکھا۔ اُن کی ترکیب سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کبھی اس معائنہ سے نہ تھکین گے۔ بعدہ ہز مجسٹی نے لارڈ کچنر کے ساتھہ لیڈی منٹو مینا بازار کی سیر فرمائی۔ فوجی نمایش سے نہایت مسرور ہوئے۔ جلالت مآب کی رونق افروزی کی وجہ سے آج مینا بازار کو بارہ ہزار آدمیون نے دیکھا۔

۳۱۔ جنوری ۱۹۰۶ء۔ آج اعلیحضرت نے خضر پور گھاٹ کا معائنہ فرمایا۔ آٹھہ بجے صبح آپ وارد ہوئے چھہ سردار افغانی و میجر برڈ سر ہنری میکموہن ہمراہ تھے مسٹر الیف۔ ایے۔ بلیک چیرمین پورٹ کمشنر وغیرہ نے استقبال کیا گھاٹ خوب آراستہ کیا گیا تھا ہز مجسٹی نے جہازات کے متعلق بہت سے سوالات کیے یہ کہ وہ کہان جائینگے۔ ان پر کیا مال لدا ہے۔ بعدہ ہز مجسٹی امیر حضور و اسیرای کی دُخانی کشتی ماڈ نامی مین سوار ہو کر عجائب خانہ کو روانہ ہوئے۔

یکم فروری ۱۹۰۶ء۔ آپ کلکتہ مین آزادانہ طور پر سیر فرمارہے ہین کہین آنے جانے کا خاص پروگرام نہین۔ یہان کی سیر سے آپ بہت خوش و محظوظ معلوم ہوتے ہین۔

مینا بازار جانا اور دو کانون سے بمقدار کثیر اشیا خرید فرمانا اُنکے خاص شغلون مین ایک دلچسپ شغل یہہ بھی ہے۔

۲ر فروری ۱۹۰۷ء - ہز مجسٹی سر ہنری مکموہن اور ذاتی اسٹاف کے ممبروں کے ساتھ
مینا بازار میں تشریف لائے - ان کی وجہ سے مینا بازار میں بڑا ہجوم تھا۔
چند منٹوں موسیقی نواز دستہ کا ترانہ سنکر ہز مجسٹی وائسرایگل دکان کی طرف
تشریف لے گئے - جہاں لیڈی منٹو سے ملاقات ہوئی - ہر اکسیلنسی نے
دُکان کی عمدہ چیزیں بنفس نفیس دکھلائیں آپ بہت خوش ہوئے۔
فیاضی سے اشیاء خریدیں - ایک خوبصورت ایرانی قالین بھی خرید کیا۔
لیڈیز وائلٹ - ڈربی ایلٹ - اور ڈیوک اور ڈچز آف مانچسٹر بھی
جبکہ ہز مجسٹی خرید اشیاء میں مصروف تھے - اس دوکان پر آگئے - فوٹو
گرافروں کے خاص فائدے کے لیے ہز مجسٹی امیر و ہر اکسیلنسی
لیڈی منٹو وائسرایگل دوکان کے سامنے تھوڑی دیر کیلئے ٹھہر گئے۔
بعدہ دوکان فوٹو گرافروں کا معائنہ کیا۔
پھر لیڈی منٹو کے ساتھ قہوہ خانہ میں چاء پی - شب کو لارڈ کچنر
کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔
سرحد انگریزی میں داخل ہونے کے بعد صرف لارڈ
کچنر ہی ایسے عہدہ دار ہیں جنسے اور ہز مجسٹی سے تپاک کی
گفتگو و ملاقات ہوتی ہے۔
۳- فروری ۱۹۰۷ء کا دن ہز مجسٹی نے حضور وائسرائے کے ساتھ بارکپور
میں بآرام بسر کیا - شام کو منٹو مینا بازار میں گئے دُکانوں سے اشیاء خرید فرمائیں
۴- فروری ۱۹۰۷ء - آج ہز مجسٹی نے نو ہزار سے زائد کے اشیاء منٹو مینا بازار
میں خرید فرمائیں۔
دوپہر کے بعد چورنگی میں وائٹ اوے اینڈ لیڈلا کی دُکان پر گئے

دوکان کے مختلف حصون کو دیکھا۔ پوستین۔ بچون کے کپڑے ولایتی پلنگ خرید کیے۔ ایک وقت کی نماز بھی یہان ادا فرمائی شام کے بعد دوکان سے مراجعت فرما ہوے۔

۵۔ فروری سنہ ۱۹ ع۔ آج بری و بحری ذخائر کے معائنہ کے واسطے تشریف لے گئے۔ جہان مزید خریداری فرمائی۔

پھر گرینڈ ہوٹل مین جاکر ڈیوک و ڈچز آف مانچسٹر کے ساتھہ ٹفن تناول کیا۔

شب کو اپنے سفارت خانہ مین رونق افروز ہوئے اپنے سفیر کے ساتھہ کھانا تناول فرمایا۔ سفیر صاحب نے تفریح کی خاطر موسیقی کا جلسہ بھی قرار دیا تھا جب اعلحضرت کو اسکا علم ہوا تو دل شکنی کی غرض سے بظاہر صاف انکار نہ کیا۔ لیکن شریک صحبت بھی نہوئے۔ وضو کے لیے ایک کمرے مین پانی رکھوایا۔ نماز عشا کی ادا کی۔ اور پھر دوسرے کمرے سے ہوکر موٹرکار پر سوار ہو چپکے سے تشریف لیگئے۔ حاضرین کو چلے جانے کا اُسوقت علم ہوا جب موٹرکار کی روانگی کی آواز آئی۔

۶۔ فروری سنہ ۱۹ ع۔ آج میسرز براون اینڈ کمپنی کے کارخانہ انجنیری کے معائنہ مین بڑی دلچسپی لی ۳ گھنٹہ صرف فرمائے۔ کارخانہ کو کچھہ فرمائشات دین جنمین بڑی فرمایش جلال آباد مین معلق پل تیار کرنے کی تہی اسکی درمیانی محراب ۵۰ ۳ فیٹ اور پہلوؤن کی ڈیڑہ ڈیڑہ سو فیٹ ہونگی۔ مزید بران دیگر کئی چھوٹے پلون۔ اور آہنی اشیاء کے آرڈر دیے۔

ہوڑا یارڈ کے صیغہ خشت سازی مین اینٹون کے متعلق معلومات حاصل کرنیکی نسبت ہز مجسٹی نے بڑا اشتیاق ظاہر کیا۔ اور کابل مین خشت سازی کا کارخانہ قایم کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ بعدہ مینا بازار تشریف لیگئے جہان موٹر کارونکا معائنہ کیا۔
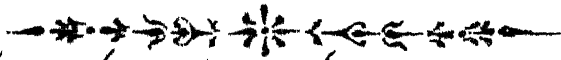
۷- فروری ۱۹۰۷ء۔ آج بہی دوکانون کی سیر فرمائی۔ ہز مجسٹی کی خرید کردہ اشیا آمدہ کیمپ مین فوجی و بحری کارخانہ کی تین کشتیان ہین۔ جو ہز مجسٹی نے شکار و تفریح دریا کے لیے خرید فرمائی ہین۔ آج سہ پہر کو پرنسب گہاٹ تشریف لے گئے اور مارگوریٹہ نامی خوبصورت کشتی مین دریا عبور فرمایا کشتی کی تیز رفتاری سے بہت مسرور ہوئے۔ ڈیوک آف مانچسٹر بہی ہمراہ تہے۔

بعدہ مینا بازار تشریف لے گئے شب کو ہز آنر لفٹننٹ گورنر بنگال کے ساتہہ کہانا تناول فرمایا۔

۸- فروری ۱۹۰۷ء۔ آج ہز مجسٹی اعلیحضرت نے ذکریا مسجد مین نماز جمعہ ادا فرما کر جمعہ گذشتہ کی تلافی کی اور مسلمانون کو کمال مسرور فرمایا۔ دوسری مرتبہ نواب لفٹننٹ گورنر بنگال کے یہان مہمان ہوئے۔ سر ہنری میکموہن۔ مسٹر ڈابس اور متعدد افغانی سردار ہمراہ تہے کہانے کے بعد چند اشعار خوش الحانی سے آپنے پڑہے۔ حاضرین کمال محظوظ ہوئے جب انگریزون نے اسکاچ رقص کیا تو آپ نے بہی خوش ہو کر داد دی۔

۹- فروری ۱۹۰۷ء۔ آج گہوڑ دوڑ دیکہی آج ہی روز روانگی تہا شب کو کمانڈر انچیف کے یہان دعوت تہی دعوت مین دیر تک بیٹہے رہنے پر لفٹننٹ گورنر بنگال نے بیان کیا کہ شب کو ہگلی کا پل کہول دیا جاتا ہے جسکی وجہ سے ادہر کا آدمی اسطرف اور ادہر کا اسطرف رہجاتا ہے اسپر بجاے اسکے کہ اعلیحضرت کو کچہہ گہبراہٹ ہوتی نہایت متانت سے فرمایا کہ کچہہ مضایقہ نہین مین ایک سپاہی ہون۔ فورٹ ولیم کے کنارے کہاس پر

پڑکر رات بسر کرلون گا۔ لارڈ کچنر بھی سپاہی ہین انہین بھی اسکی کچھہ پروا نہوگی البتہ سویلین حکام جو نرم وگرم بچھونون پر جلد سو جانے کے خوگر ہین اُن کو اسکا تردد ہونا چاہیے۔ یہہ سُنکر پھر روانگی مین تعجیل کی کسیکو جرأت نہ ہوئی۔ اور یہہ امر ہز مجسٹی کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔

کلکتہ کے خاص واقعات و دلچسپ حالات

مینا بازار مین مندر و مسجد کے طرز کی برابر دوکانین دیکھکر ارشاد کیا کہ کوئی مقام ایسا نہین کہ جہان ہندو و مسلمان باتفاق نہ رہ سکتے ہون۔

نمایشگاہ مین نذرین قبول فرمانیسے انکار کر دیا۔ ان کی روانگی پر بندے ماترم اور امیر صاحب کی جے کے نعرے بلند کیے گئے۔

فریمیسن لاج مین شرکت فرمائی۔ اسکے متعلق مبسوط بحث ہمنے اسی مضمون مین جداگانہ لکھی ہے۔ یہان صرف اسقدر لکھنا ہے کہ آپ کے فریمیسن لاج مین شریک ہونیسے پہلے ڈیوک آف کناٹ جو ہند کے لاجون کے گرینڈ ماسٹر ہین اور اسوقت کلمبو (سیلون) مین تھے اُن سے اجازت چاہی جنھون نے اظہار مسرت کے ساتھہ بذریعہ تار اجازت اور اطلاع دی کہ ہز مجسٹی کو بہ لحاظ اُن کے مراتب کے اعلیٰ مدارج جو عام ممبران لاج کو تبدریج مدت مدید مین دیے جاتے ہین شرکت کے وقت ہی دیدیے جاوین۔

مینا بازار کلکتہ مین جب لیڈی منٹو ہز مجسٹی امیر کو ساتھہ لیے دوکانون کی سیر کرا رہی تھین تو پھولون کی کمیٹی کی ممبر مس کیمبل نے ہز مجسٹی کے فراک کوٹ کے داہنی جانب ایک پھول لگا دیا۔ آپ نے ایک اشرفی انعام دی۔ پھولون کی نمایش کے سامنے مس ڈم پنی۔ دوسری ممبر نے بائین طرف دوسرا پھول لگا دیا۔ اسے بھی ایک اشرفی دی۔ اسی دوران

مین مسز ہرنگٹن نے جنکا تعلق بہی پہولون کی کمیٹی سے تہا۔ پہولون کی ایک ٹوکری بہری ہوئی مین سے ایک پہول پیش کیا۔ آپ نے قیمت دریافت کی خوبصورت بیچنے والی نے جواب دیا کہ صرف دس روپیہ۔ آپ نے ہنسکر فرمایا بہت زیادہ ہے اور اپنے ایک مصاحب خاص کو طلب فرماکر قیمت کے بارہ مین رائے پوچھی اوسنے عرض کیا کہ بہت ہی ارزان ہے۔ اسپر شہنشاہی خوب ہنسے اور مسز ہرنگٹن سے کہا کہ وہ پہول لگادو۔ مسز ہرنگٹن نے پہول لگاکر کہا کہ اب آپ بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہین آپنے دو اشرفی مرحمت فرمائین مسز ہرنگٹن نے شکریہ ادا کیا۔

یہ کیفیت ورنگ دیکہکر میرزا محمد اکبر علیخان صاحب نے فی البدیہہ یہ شعر موزون فرمایا

بہند ہم شہ کابل جلالتے دارد
بتان بگرد حبیب الہ میگردند

جس کو سرداران افغانی سُنکر پہڑک گئے۔ ۱۰ بجکر ۳۰ منٹ پر کلکتہ سے روانگی تہی مگر ایک بجے کے بعد ٹرین روانہ ہوئی۔

۱۰۔ فروری ۱۹۰۷ء۔ راہ مین باڑہ دانا پور۔ ولدار نگر۔ الہ آباد مین کہانا و چاء وغیرہ ہوئے۔ الہ آباد مین مسٹر میکنیر کلکٹر الہ آباد کی میم صاحبہ کو ایک انگوٹھی عنایت کی جنہون نے ہندوستانی زبان مین رسم سلام ادا کی تہی۔ سہاگپور کا انتظام جو بابو سُسرام کے سپرد تہا کلکتہ سے زیادہ قیام نے درہم وبرہم کردیا اس انتظام کے متعلق ایک خاص امر قابل تحریر ہے کہ اس ہندو منتظم نے اعلیحضرت کے زہد واتقا کا پاس ملحوظ رکھکر اطراف وجوانب کے میلون تک شراب خانے دیسی بند کروادیے تہے۔

۱۱۔ فروری ۱۹۰۷ء۔ بمبئی جاتے ہوے سیتارام پور مین کوئلہ کی کان کا معاینہ

نہ فرما سکے کیونکہ شب کو اس جگہہ ٹرین پہنچی تھی۔

۱۲۔ فروری ۱۹۱۲ء۔ ہز مجسٹی کو ان کی اسپشیل ٹرین کے بمبئی پریسیڈنسی مین داخل ہونے سے پہ ہز اکسیلینسی گورنر بمبئی کا سندرجۂ ذیل تار خیر مقدم موصول ہوا۔

مین ہز مجسٹی کو بمبئی پریسیڈنسی مین تشریف لانے پر تہ دل سے سبارکباد دیتا ہون اور توقع کرتا ہون کہ یہان ہز مجسٹی کی سیاحت خوشگوار ہوگی۔ بجواب اسکے ہز مجسٹی نے مندرجۂ ذیل تار دیا

آپکے پُر محبت خیر مقدم کے جواب مین شکریہ ادا کرتا ہون اور متوقع ہون کہ بمبئی کی چند روزہ قیام کو مین خوش آیند پاؤن گا۔

ٹھیک ساڑھے تین بجے ٹرین وکٹوریہ اسٹیشن پر داخل ہوئی۔ استقبال کیلئے ہز اکسیلنسی لارڈ لیمنگٹن گورنر و دیگر جلیل القدر برٹش حکام موجود تھے۔ ہز مجسٹی مسکراتے ہوی ٹرین سے اُترے اور ہز اکسیلنسی کیطرف بڑھے اسکے بعد سر ہنری میکموہن کی ذریعہ سی باقاعدہ تعرف ہوا۔ امیر البحر چیف جسٹس ممبران کونسل اور لفٹیننٹ جنرل کمانڈنگ ویسٹرن کمانڈ یکے بادیگرے پیش کیے گئے ہز مجسٹی نے ہر ایک سے تپاک کے ساتھہ ہاتھہ ملایا

امیر البحر نے بحری افسرون کی ملاقات کرائی چیف جسٹس نے ججون کو پیش کیا چیف سکرٹری گورنمنٹ نے زاید ممبران کونسل کو ہز مجسٹی سے انٹرڈیوس کرایا لفٹننٹ جنرل کمانڈنگ نے فوجی افسران کی نسبت اس فرض کو ادا کیا۔

بعدہ ہز مجسٹی امیر ہز اکسلینسی لارڈ لیمنگٹن و سر ہنری میکموہن ایک ساتھہ قیامگاہ کو روانہ ہوے حاضرین نے بڑے جوش سے نعرہ خوشی بلند کیے۔ اہل بمبئی اس جلوس سی نہایت محظوظ معلوم ہوتے تھے ہر طبقہ و ہر فرقہ کے ہزارون آدمی خیر مقدم کیلیے راستو پر موجود تھے سلامی حصہ آبادی مین خوب زیب و زینت کیگئی تھی۔ ہز مجسٹی سمندر دیکھتے ہوئے اپنی کوٹھی مین جو موقع و منظر کے لحاظ سے بہت ہی دلکش جگہہ واقع ہے وارد ہوئے۔

پانچ بجے شام کے ہز مجسٹی نے گورنمنٹ ہوس مین ہز اکسلینسی گورنر سی شاہی ملاقات فرمائی

اپنے استقبال کے اعلیٰ انتظام پر شکریہ ادا کیا! ور بمبئی کے دیکھنے سے جو خوشی ہوئی تھی اُسکا تذکرہ فرمایا۔ آج مغرب کی نماز ایک چھوٹی سی مسجد مین ادا فرمائی۔

شب کو شاہی دعوت دی گئی۔ دعوت مین لارڈ لیمنگٹن نے جام صحت علیحضرت امیر کا نوش کرتے ہوئے بیان کیا۔

"کہ ہم سب کے سب یور مجسٹی کو بمبئی تشریف لانے پر خیر مقدم کہتے ہین۔ ہمارے پُر تپاک خیر مقدم کی صرف یہی وجہہ نہین ہے کہ یور مجسٹی نہایت عالیمرتبہ مہمان ہین بلکہ اخبارات کے ذریعہ سے ہم یور مجسٹی کے حالات سیر و سیاحت ہند سے آگاہ ہوتے رہے ہین۔ ہمنے آپ کی تقریرین پڑہی ہین اور آپ کی کاروائیون و طریق پر غور کیا ہی جو ویسا ہی ہمدردانہ ہے جیسا کہ پُر زور ہے اور معلوم ہوا ہے کہ یور مجسٹی کیسے غور و خوض سے ہندوستان کی جدید زندگی کی تعلیمی۔ تجارتی۔ علمی ترقیون کو ملاحظہ فرماتے ہین اور انہین خود اپنی آنکھون سے دیکھنے اور ان کے حالات کانون سے سُننے کے مشتاق ہین۔ نیز یور مجسٹی کی سپاہیانہ صاف دلی اور دلآویز تقریرین یہ تمام باتین اسپر دال ہین کہ یور مجسٹی کی رونق افروزی پر تہ دل سے اظہار مسرت کیا جاوے۔ ہمین امید ہے کہ اس شہر مین یور مجسٹی کو بہت ہی دلچسپ باتین ملینگی۔ صرف بندرگاہ اور سمندر جو ہمین گھیرے ہوئے ہے یہ ان کے لیے ایک نئی چیز ہوگا ہمین امید ہے کہ ہز اکسیلنسی امیر البحر یو ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے جنگی جہازات کی قابلیت اور ان کی کلون وغیرہ کے کچھہ نمونے آپ کو دکھانے مین کامیاب ہونگے۔ مین امید کرتا ہون کہ ہم لوگون مین آپ کا قیام فرحت و مسرت کا موجب ہوگا اور ہماری تمنا ہے کہ کراچی (جو اس پریزیڈنسی کا ایک بارونق حصہ ہے) کا سفر بھی خوشگوار ہو۔ مین آخر مین دعا کرتا ہون کہ سفر آیندہ مین صحت و سلامتی آپ کی رفیق ہو۔ اور یور مجسٹی کی یہ سیاحت اس ملک

اور افغانستان کے درمیان اتحاد مزید تقویت کا باعث ثابت ہو۔

اب لیڈیز و جنٹلمین سے درخواست کرتا ہون کہ آپ ہز مجسٹی امیر افغانستان کی صحت و سلامتی اور وطن کو بسرت مراجعت کی نسبت جام بھر کر نوش فرمائین"

جواب مین اعلیحضرت نے فارسی مین تقریر ذیل فرمائی۔

"ہندوستان مین کیا آیا مین اپنے مہربان دوستون کے ملک مین آگیا ہون ہندوستان آنے سے پیشتر ہم اپنے آپ کو دوست کہتے تھے۔ اب مین یہہ کہنے کے قابل ہون کہ پہلے ہماری دوستی جو بمنزلہ ایک پودے کے تھی اب بڑے درخت کے مانند ہوگئی ہے یہہ ایسا مہتم بالشان درخت ہے کہ ہم سب اس کے سایہ مین بیٹھہ سکتے ہین اور پھل جمع کر سکتے ہین۔ مین اپنے مہربان دوستون کی عنایتون او شفقت آمیز برتاؤ کا کسی طرح شکریہ ادا نہین کر سکتا۔ مین نے ہندوستان مین بہت سا تجربہ حاصل کیا ہے۔ اور توقع ہے کہ مین آیندہ اس سے اپنے ملک کو فائدہ پہونچا سکونگا۔

مجھے یہہ کہنے دیجیے کہ افغانستان کبھی ہندوستان کی دوستی سے منہ نہ موڑے گا۔ جبتک کہ سلطنت ہند دوستی کو قایم رکھنے کی خواہان ہوگی۔ تب تک افغانستان و برطانیہ باہم دوست ہونگے۔

دوران سیاحت ہند مین میرے اس قدر ذاتی دوست ہوگئے ہین کہ مین کہہ سکتا ہون کہ بجائے کسی غیر ملک کے مین اپنے ملک مین ہون

آج ہم سب ہز اکسلینسی گورنر کے مہمان ہین۔ مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ میرے مہربان دوست لارڈ لیمینگٹن کا بہترین جام صحت نوش کرین۔

۱۳-فروری ۱۹۰۶ع - ہمراہی برٹش افسران کے شمالی پنجاب کے توپخانون کا معائنہ کیا - توپون کی گولہ باری سے بہت خوش ہوئے اور خود بھی ایک توپ چلائی - چند گھنٹے بری و بحری اسٹور مین بسر کئے اور [illegible] بھی نمائی

پہر میدان گھوڑ دوڑ مین جا کر وہان کی سیر کی - [illegible] آپ جنرل رچرڈسن کے ساتھ بازیان لگائین - مگر آپ کا انتخاب کیا ہوا کوئی گھوڑا نہ جیتا شرط ہارنے پر آپ خوب ہنسے اور جنرل رچرڈسن کو جیتنے پر مبارکباد دی گھوڑ دوڑ کے میدان ہی مین نماز ادا کی -

بعد نماز لارڈ لیمنگٹن و لیڈی جنکنس کی پارٹی کے ساتھ چاء مین شریک ہوئے - رات کو سر لارنس جنکنس چیف جسٹس کے یہان مہمان ہوئے

شہر مین شب کو چراغان ہوا آپ کو بدیر اطلاع ہونے سے آپ نہ جا سکے مگر اپنے جملہ سرداران کو جانے کا حکم دیا -

---

۱۴-فروری ۱۹۰۶ع آپکے ملاحظہ کے لئے آن یونیورسٹی یا ہائیکورٹ سکرٹریٹ کے دفاتر آراستہ کیے گئے لیکن ہز مجسٹی بری و بحری کارخانہ کو تشریف لے گئے بہت سی اشیاء تھوڑی تھوڑی مقدار مین خرید فرمائین - سہ پہر کو اپالو بندر پر بیڑہ جہازات کا ملاحظہ فرمایا - کمانڈر نے استقبال کیا جہازون سے اتواپ سلامی سر ہوئین - جہاز ڈامڈم پر [illegible] آپنے ایک توپ چلائی - آپ بہ نسبت بری سازو سامان کے بحری سامان حرب و [illegible] کلون مین بہت دلچسپی لیتے ہین -

جہاز ہرمز پر آپنے فرمایا کہ میرے ملک مین سنتری نہین جب مین حکم دیتا ہون کہ کوئی بازار مین نہ چلے تو اسکی تعمیل ہوتی ہے رات کو سرکس کی کرتب معائنہ فرما کر بہت محظوظ ہوئے

۱۵- فروری ۱۹۰۷ء - احمد دلوجی نجار کے کارخانہ فرنیچر مین ایک نہایت نفیس سیاہ چوبی فرنیچر جو ایک ہندوستانی والی ریاست کی فرمایش سے کارخانہ نے تیار کیا تھا اُس کی قیمت دریافت کرکے آپ نے فرمایا کہ فرنیچر کابل بھیجدینے کے لیے فروخت کردیا جاوے اورسکر ارشاد فرمایا کہ ایسا بڑا کارخانہ ہندوستانی والی ریاست کے محل کے لیے فرنیچر کا دوسرا سٹ بہت جلد تیار کرسکتا ہے عرض کیا کہ سٹ بہت جلد کابل بھیجدیا جاویگا۔

آپ اور آپ کے ہمراہی۔ ہندوستانیون کو لکڑی کے کام مین ایسا ماہر اور اعلےٰ درجہ کا صناع و کاریگر پاکر بہت خوش ہوئے اور وعدہ فرمایا کہ وقت ملا تو پھر کارخانہ مین ہم آئینگے۔

بعدہ جامع مسجد مین نماز جمعہ ادا فرمائی۔ وہان سے ٹریچر اینڈ کمپنی کے کارخانہ مین گئے پھر قیامگاہ پر تشریف لائے۔

۱۶- فروری ۱۹۰۷ء - آج عربی گھوڑون کے اصطبل کا معائنہ فرمایا بارہ گھوڑے خریدے۔ وہان سے گھوڑدوڑ مین تشریف لائے۔ رات کو مسٹر سر ارچبالڈ ہنٹر کے یہان مہمان ہوئے۔

۱۷- فروری ۱۹۰۷ء - آج پونا تشریف لیگئے۔ اوّل یہان گنیش کنڈ مین اُترے۔ بعدہ روشرول تشریف لیگئے۔ جو دریا کے کنارے واقع ہے اور پونا کا بہترین مقام ہے شام کو واپس بمبئی ہوئے اور شب کو چیف جسٹس کے مہمان ہوئے۔

۱۸- لغایۃ ۲۵- فروری ۱۹۰۷ء غرضکہ بمبئی مین خوب سیر کی سرکس کا تماشہ دیکھا دوکانون مین آزادانہ جا جا کر ضروری اور خوشوضع و خوبصورت چیزین خرید فرمائین۔ مختلف لباسون مین اپنی تصویرین اُتروائین۔ اعلیٰ عہدہ داران برٹش کے مہمان ہوئے خوش ہوئے اور اُن کو

خوش کیا۔ خصوصاً لارڈ لیمنگٹن گورنر سر لارنس جنکنسن چیف جسٹس ولیڈی جنکنسن وغیرہ نے ہز مجسٹی کو محظوظ و مسرور کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مسجدون مین جاکر نمازین ادا کین۔ غار الی فینٹا کا معائنہ کیا۔ مشہور مخیرہ عجیب وغریب عورت مسماۃ جانکی سے ملکر غریب حاجیون کی امداد و اعانت کے متعلق اُس کی کوششون کا شکریہ ادا فرمایا۔

---

۲۵ - فروری ۱۹۰۷ء۔ سہ پہر کو ساڑھے تین بجے بقصد روانگی کراچی اپولو بندر پر تشریف لائے۔ شاہی گاڑی پہنچتے ہی بڑے جوش وخروش سے چیرز دیے گئے۔ دُخانی کشتی مین سوار ہوکر جنگی جہازات کیطرف تشریف لے گئے۔ سلامی سر ہوئی۔ ہر فرجہاز کو معائنہ کیا۔ بعدہٗ اسٹیمر ڈفرن پر سوار ہوئے جہاز کے متحرک ہوتے ہی دیگر جہازون نے سلامی کی توپین سر کین۔

۲۶ - فروری ۱۹۰۷ء دریا مین گذرا

۲۷ - فروری ۱۹۰۷ء۔ کو ایک بجے دن کے کراچی مین ورود ہوا۔ انواب سلامی سر ہوئین۔ کمشنر سندھ وکمانڈنگ افسر فوج مع اپنے اسٹاف کے استقبال کے لیے موجود تھے۔

پونے پانچ بجے کیپٹن بلیک ڈائرکٹر صیغہ بحرا ور دیگر افسران جہاز ڈفرن ہز مجسٹی کے وداعی سلام کو حاضر ہوئے۔ آپ نے جہاز ڈفرن پر آرام وآسایش کے اعلےٰ انتظام پر خوشنودی ظاہر کی ملازمان جہاز کو فیاضی سے انعام عطا فرمایا۔ اسکے بعد موٹر کار مین سوار ہوکر بندرگاہ کی سڑک سے سرکاری باغات گیے چڑیا گھر دیکھا۔ اچھیلی کی دوکان سے چند اشیا خریدین اور یہین نماز شام ادا کی بعدہ ریلوے اسٹیشن پر وارد ہوئے روانگی سے پہلے کمشنر سندھ اور اُنکی میم صاحبہ کو اپنی ایک ایک تصویر اور میم صاحبہ کو ایک مالا بھی عنایت کی پونے نو بجے کراچی سے ٹرین انکو

پہونچے

۲۸ فروری ۱۹۰۶ء - راہ مین اسٹیشن بہاولپور پر کچھ ٹھرے نواب مرحوم کی تعزیت فرمائی -

یکم مارچ ۱۹۰۶ء - لاہور پہنچے - اسٹیشن خوب آراستہ تھا - ٹرین سے ہز مجسٹی اُترے یورپین حکام و ہندوستانی رؤسا ار استقبال کے لیے موجود تھے - اسٹیشن کے باہر کیمپ کی سڑک پر خلقت کا اژدحام تھا - آج شاہی مسجد مین نماز جمعہ ادا فرمائی مسجد مین عیدین سے بہی زیادہ مجمع تہا مسجد کو عمدہ طریقہ سے آراستہ کیا گیا تہا امام مسجد نے خطبہ پڑہا اور نماز پڑہائی آپ نے امام کی قرأت سے خوش ہو کر خلعت مع زر نقد مرحمت فرمایا موذن کو بہی ایک دوشالا بخشا -

مسجد سے نکلنے پر لوگون نے آپ پر پہول برسائے - مسجد سے سیدہے آپ شہنشاہ جہانگیر کے مقبرہ پر گئے - فاتحہ پڑہی چند منٹ مراقبہ مین رہے کچھ اشرفیان قبر پر رکھکر اُٹھہ کھڑے ہوئے - مالی باغ نے بہی انعام پایا اُس کے بعد چیف کالج گئے جہان پرنسپل و ممبران اسٹاف نے استقبال کیا - معززین طلباء مین خوردسال مہاراجہ پٹیالہ - کمسن راجہ فرید کوٹ - ولیعہد چمبہ - خیرپور سندھ کے خوردسال میر سے ملاقات فرمائی پرنسپل کے ساتھہ تمام عمارات کالج کا معائنہ کیا - کچھہ سوالات کیے اور کتاب مین اپنے معائنہ و مسرت کا تحریری اظہار فرمایا -

کالج کے بعد آپ چھاؤنی میانمیر مین تشریف لائے - لفٹننٹ جنرل والٹر کچنر نے استقبال کیا - سر چارلس ریواز اور شہر و چھاؤنی کے جنٹلمین و لیڈیان بہی موجود تہین - لیڈیون کی ایک کمیٹی جو خیر مقدم کے لیے بنائی گئی تہی وہ حاضر ہوئی - آپ ہر ایک سے نہایت خوش خلقی سے پیش آئے - لیڈیون کو جگنیان - انگوٹھی - چھلّے وغیرہ عنایت کیے - شبکو لفٹننٹ گورنر پنجاب کے مہمان ہوئے -

۲-مارچ ۱۹۰۷ء۔ آپ کے پروگرام مین تہا کہ اعلحضرت آج دوپہر کو سنگ بنیادی اسلامیہ کالج نصب فرمائین گے۔ جسکی وجہ سے اطراف و جوانب سے بکثرت عمائد و خواص جمع ہوے تہے۔ عین وقت پر خبر ملی کہ آپ بجائے آج کے کل شام کو پانچ بجے تشریف لائین گے۔ آج گیارہ بجے تک کیمپ سے کہین باہر تشریف نہین لے گئے۔

بعدہ مسرز رنگ اینڈ کلومی جوہری کی دوکان پر گئے وہان دس ہزار کا مال خرید فرمایا۔ جسکو ہمراہ لائے۔ سہ پہر کو لارنس حال مین ٹنس اور کرکٹ کے کہیل ملاحظہ فرمائے۔ شب کو لفٹننٹ گورنر کے مہمان ہوئے۔

۳-مارچ ۱۹۰۷ء۔ آج امرتسر تشریف لے گئے۔ اسٹیشن سے اُتر کر سیدہے دربار صاحب پہنچے۔ حسب معمول عام جوتہ اُتار کر اندر گئے۔ اندر جانیسے پہلے جیب سے سگار نکال کر پہینکدیا۔ خدام دربار نے وہ چتر جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کے سر پر لگایا جاتا تہا اور کرسی حاضر کی آپنے ان تکلفات کو منظور نفرمایا اور کہا کہ مین فقیر کے دربار مین آیا ہون مجہے یہان شان وشوکت دکہانا نہین۔ پہر آپ گوروصاحب کے اُس تخت تک گیے جہان آج تک کوئی سکہہ بہی نہین جاسکا۔

یہہ آپ کی خصوصیت باعتبار رعایا پرور بادشاہ کے سب دین کی شان ہر مذہب وملت کی حمایت و پرورش ہوا کرتی ہے۔ تمام اہل دربار نے بار بار دلی جوش کیسا تہہ ست سری اکال اور مہاراج کی جے اور بہت بہون نے اشیرباد اشیرباد کے دعائیہ نعرے لگائے (بابا حبیب اللہ کا شاد رہے) آپ نے علاوہ خدام کے دربار کے لیئے جو معتدبہ رقم عنایت فرمائی۔ یہان سے آپ خالصہ کالج تشریف لے گئے وہان بہی کچہہ عطا فرمایا۔ ایک ۱۰ بجے لاہور ہوئے

ٹرین سے اُتر کر ساڑھے پانچ بجے کے قریب اسٹیشن سے سیدھے
اُس موقع پر جہان اسلامیہ کالج کے بنیادی پتھر رکھنے کا جلسہ تھا پہنچے۔
خلقت کا ازدہام خیال سے بہت زیادہ تھا۔ جلسہ کیطرف سے ایڈریس دیا گیا۔ آپنے
جواب مین جو تقریر فرمائی اُسکے لفظ لفظ سے راستبازی۔ مذہبی جوش۔ اسلامی محبت
ٹپکتی تھی یہہ شعر ارشاد کیا۔

ہمچو پرکار یم یکپا در شریعت ستقیم
پائے دیگر سیر ہفتاد و دو ملت میکنم

آپ نے روز گذشتہ کے نہ آنے کی تلافی ایسی فرمائی کہ مسلمان فرط خوشی سے
باغ باغ ہوگئے۔ جوش ارادت مین ہر متنفس کا دل آپ پر قربان ہونے کو چاہتا
تھا۔ اِس کے بعد لوگون نے نظم پڑہنے کی اجازت چاہی جسپر فرمایا کہ کام
کی باتین کرنا چاہیئن۔ فوراً اُٹھکر وہان آئے جہان سنگ بنیادی نصب کرنا
تھا سنگ مرمر کے کتبہ کو اپنے ہاتھہ سے نصب فرمایا۔ اور سوار ہوکر تشریف لیگئے

۴۔ مارچ ۱۹۰۷ء۔ آج شالامار باغ تشریف لے گئے وہان بعض عمدہ درختون کے
بیج افغانستان ہمراہ لیجانے کی خواہش ظاہر کی۔
شب کو مسٹر ڈابس ڈپٹی فارن سکرٹری جو ہز مجسٹی کے ساتھہ شروع سفر سے تھے
اور جنکا رتبہ بعد سر ہنری میکموہن کے برٹش پارٹی ہمراہی مین تھا۔ اُن کی شادی
مین شریک ہوئے جو سر چارلس ریواز کی بھتیجی کے ساتھہ ہوئی۔ اور آج کا قیام
اسی تقریب کی وجہ سے عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ شب کو اکونٹ جنرل کے
مہمان ہوئے اور قریب ایک بجے شب کے لاہور سے روانگی ہوئی۔
۵۔ مارچ ۱۹۰۷ء۔ شام کے بعد ٹرین پشاور پہنچی رات کی تاریکی کیوجہ سے مراسم و تکلفات کما ینبغی ملحوظ نرہ سکے

۶- مارچ ۱۹۰۷ء - شب کی بارش نے راستون کی حالت بدتر کر دی تھی - آج صبح سے بھی خفیف ترشح برابر ہوتا رہا تھا -
کیچڑ پانی سے پیدل چلنے والون کی مٹی خراب تھی زبان حال سے راہگیر یہ کہتے تھے

پاؤن نیچے سے پکڑتی ہے یہان کی کیچڑ
ڈھولین اوپر سے لگاتا ہے تڑاتڑ پانی

دوپہر کو کچھہ مطلع صاف ہوا - اُسوقت ہز مجسٹی موٹر کار مین سوار ہوئے (پھسلنے کی وجہہ سے موٹر کار کو تیز نہین چلایا جا سکتا تھا -) اور آپ اُس مقام پر پہنچے جہان کئی دن سے فوجی کھیل ہو رہے تھے - ہائیلینڈر - برگیڈ کے کرتب ملاحظہ فرمائے - بالخصوص تلوارون کے ناچ سے بہت محظوظ ہوئے - شب کو سر ہرلڈ ڈین چیف کمشنر کے مہمان ہوئے -
۷- مارچ ۱۹۰۷ء - آج زمانۂ سیاحت ہند ختم ہوا - صبح آٹھہ بجے آپ اسٹیشن پیشاور پر وارد ہوئے - پلیٹ فارم پر فوجی وملکی عہدہ داران کا بہت بڑا ہجوم تھا حاضرین مین ہر شخص سے بقدر مراتب رخصتی اخلاق فرمایا اور ٹرین مین سوار ہوئے نو بجے سے پہلے گاڑی جمرود پہونچ گئی - سرحدی توپخانۂ قلعہ نے سلامی سر کی ہز مجسٹی کے اُترنے پر مقامی افسران خیبر رائفل نے استقبال کیا - رخصت ہوتے وقت ان لفظون مین اظہار مسرت وخوشنودی فرمایا -
جمرود در وقت مراجعت از سفر ہندوستان و داخل شدن بخاک افغانستان از دورۂ ہندوستان کہ در شصت وچہار[۶۴] روز بدورۂ مذکور بودم آنقدر محظوظ ہستم کہ از حد بیان بیرون است - انچہ از گورنمنٹ انڈیا خود وجناب وائسراے صاحب و کمانڈر انچیف صاحب وغیرہ افسران نظامی وحکام ملکی ہندوستان ملاحظہ کردم - ہمہ محبت و دوستی بود - و ہمہ شان را

دوست دولت افغانستان و دوست خود یافتم۔ من میتوانم گفت کہ درین قلیل زمان گردش خود در ہندوستان آنقدر دوستہاے صادق براے دولت افغانستان و براے شخصی خود پیدا کردم کہ اگر از افغانستان ہم در ہندوستان می آمدم بیست سال پیدا کردہ نمی توانستم پس امروز ملت افغانستان و خود را مبارکباد میدہم کہ مالک خوب دوستہا ہستم۔ دوست من سر ہنری میکموہن این مضمون نوشتہ براے مدیر اخبارات راجہر بدہند تا در اخبار خود شایع کنند کہ تمام عالم واقف شود امضاء سراج الملۃ والدین

سر ہنری میکموہن کی خدمات کے صلہ مین شکریہ کے ساتھہ تمغہ حرمت و خطاب سرداری عطا فرمایا۔ اور میجر برڈ و میجر بروک کو بھی تمغہ حرمت عنایت کیا۔ کیپٹن ڈرمنڈ۔ میجر ڈیوک و کپٹن ریمزی کو تمغہ عزت اور مسٹر فیلڈ و مسٹر داہی کو تمغہ خدمت مرحمت فرمائے۔

اسٹیپان کے لیئے ایک رقم بالمقطع سر ہنری میکموہن کی تفویض کی کہ آپ علی قدر مراتب جسکو جس قابل سمجھین انعام کے طور پر ہدایۃً بخشین۔

بعدہ ہز مجسٹی اور اُن کے ہمراہی متعدد گاڑیون مین سوار ہوئے خیبر کے راستہ کا انتظام کافی تھا۔ ساڑھے بارہ بجے رونق افروز لنڈی کوتل ہوے قلعہ سے سلامی سر ہوئی۔ یہان دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ بے تار کی تار برقی کا کچھہ تجربہ کیا۔ ساڑھے چار بجے ایک اسپ سرنگ پر سوار ہوکر اور لنڈی خانہ سے انگریزی اسٹاف کو واپس کر کے مع الخیر اپنے ملک کو تشریف لیگئے

ہز مجسٹی شاہ افغانستان کے اخلاق و صفات

اعلیحضرت مین جو جو قابلیتین و خوبیان پائی جاتی ہین وہ ایک ایشیائی فرمانروا کی ذات واحد مین مشکل سے جمع ہوتی ہین۔ خداوند عالم نے خوبیان و صفات عطا فرمانے مین اُن کے ساتھہ اپنی فیاضانہ عنایت سے کام لیا ہے۔ وہ دانشمند۔ ذہین و ذکی رحمدل روشن خیال۔ حلیم۔ خلیق۔ مستقل مزاج۔ متین۔ متواضع۔ غیر متعصب۔ ظریف۔ سخی جری۔ صاحب علم۔ خوش بیان۔ علوم و فنون کے شایق۔ اسلامی خیالات، و مذہبی عقائد کے لحاظ سے وہ ایک پاکباز اور نیک کردار مسلمان ہین۔

اون مین دو صفات اعلی درجہ کی ہین۔ اوّل یہہ کہ جو بات دل مین ہے وہی زبان پر

ظاہر و باطن یکسان ہے۔ ریاکاری جو بدترین خصائل انسانی مین سے ہے اُن مین نہین۔ دوسرے حسد نہین بہانہ ڈہونڈ کر کسی کو سزا نہین دیتے بلا وجہ کسی کے خواہان زوال نہین مسائل دینی کی بصیرت مین اُن کا مرتبہ کسی طرح ایک فقیہ سے کم نہین۔ طلبا ر علیگڈہ کالج و ٹرسٹیان سے متعدد سوالات مذہبی کا دریافت کرنا ہمارے اس بیان کی قوی حجت ہی قرآن پاک سننے پر رقت طاری ہونا اور گریہ کا ضبط نہ کرسکنا نرمی دل و خوف خدا کی بیّن دلیل ہے۔

بیان مین روانی - راستی و سلاست ہے جس موقع پر جو کچہہ فرمایا وہ نہایت صاف و سچا و مناسب وقت تہا۔ اون کی گفتگو مین بناوٹ کو دخل نہین۔ اُن کا بیان راست و سنجیدہ ہوتا ہے۔ اونہون نے بعد ملاحظہ علیگڈہ کالج جو تقریر فرمائی وہ ہر طرح حیرت انگیز تہی۔ وہ ایک فقرہ اسپیچ کا فارسی مین فرماتے تہے۔ ترجمان اُسکا ترجمہ اُردو مین سُناتا تہا۔ اسی طرح ٹہر ٹہر کر اسپیچ ختم ہوئی مگر تسلسل واقعات و خوبی بیان مین فرق نہ آنے پایا یہ وہ صفت ہے جس کی تعریف مشکل سے ہوسکتی ہے۔

تعلیم و تربیت ابتدائی تعلیم آپ کی ممالک روس مین ایسی ہوئی جیسی کہ حالت و زمانہ کے اعتبار سے ہونی چاہیے جب امیر مرحوم سریر آرائے تخت کابل ہوئے تو پہر باقاعدہ تعلیم مذہبی اخلاقی - عربی و فارسی زبانون مین شروع ہوئی اور ساتہہ ہی انگریزی بہی سکہلائی گئی۔ تعلیم سے زیادہ آپ کی تربیت ہوئی۔

فارسی و پشتو تو آپ کی مادری و ملکی زبانین ہین - عربی کے بہی ماہر ہین۔ روسی و انگریزی زبانون کو بقدر ضرورت جانتے ہین۔ اُردو کو بخوبی سمجہہ لیتے ہین۔ اور اُسمین مطلب بہی ادا فرما لیتے ہین۔

امور سیاست کی تربیت جس خوش نصیب شخص نے امیر عبدالرحمن خان مرحوم جیسے مدبر حکمران سے پائی ہو اُس مین کیا کمی رہ سکتی ہے جس سعی بلیغ سے مرحوم نے تربیت

معاملات سلطنت و پولیٹکل مصالح سے آپ کو باخبر کیا ہے۔ اُس سے بہتر ناممکن نہین تو دشوار یقینی ہے۔

تہذیب و شایستگی | اعلیٰحضرت کی تہذیب و شایستگی نے اہل مغرب کو متحیر بنا دیا۔ آپکی صحبت ذی علم اشخاص مین سے ملاؤن کے ساتھہ رہی لیکن سفر ہندوستان مین ہر موقع پر آپنے ثابت کر دیا کہ آپ پکے مسلمان ہین۔ مگر تنگ خیالات کے مسلمان نہین جس قوم مین آپکی پرورش ہوئی اُس پر نئی تہذیب کا سایہ نہین پڑا مگر مہذب قومون سے تسلیم کرا دیا کہ آپ کی تہذیب ہرگز کسی اعلیٰ درجہ کے مہذب تعلیم یافتہ شخص سے کم نہین۔

شاہ افغانستان کی شائستگی نے اُن کے ہر ملازم کو شایستہ بنا دیا ہے افغانی سپاہی مغربی سولجرون سے زیادہ مہذب ہین اُن کی تہذیب و شایستگی ترکون کی تہذیب کا کچھہ ذوق مین دعوے کرے گی۔

افغانی جنگجو بدویانہ زندگی بسر کرنے والی قوم جسپر نہ ہنوز مغربی سایہ پڑا اور نہ جسکو دنیا کی سیر و سیاحت کا موقع ملا اُسکا اس حالت تہذیب پر اسقدر جلد پہنچنا محض اعلیٰحضرت کی کرامت تہذیب کہنا چاہیئے۔ ورنہ کہان ملک افغانستان اور کہان یہ موجودہ تہذیب و شایستگی۔

اخلاق | ہز مجسٹی امیر خلق مجسم ہی کا نمونہ ہین۔ عام طور پر اخلاق برتنا۔ لوگون کیساتھہ خندہ جبینی سے پیش آنا۔ یہ صفت اُن کی طبیعت ثانی ہے۔ گفتگو مین ایسی دلکشی ہے کہ مخاطب ہمہ تن شوق بنجاتا ہے۔ ایک انگریزی اخبار رقمطراز ہے کہ ہز مجسٹی امیر کابل ایسے اعلیٰ پایہ کے شخص ہین جنپر ایشیا بھر کو فخر کرنا چاہیئے ایک اور انگریزی اخبار کا بیان ہے کہ ظاہر کی طرح آپ کا باطن بھی نہایت شاندار ہے۔ وہ فطرتاً تواضع۔ مہربانی۔ خلق۔ اور تمام انسانی خوبیون سے آراستہ ہین۔ وہ مطلق متکبر نہین۔ وہ تمام امتحانون مین پورے اُترے اُنکا خلق امیرون و غریبون کے ساتھہ یکسان ہے۔ مسلمان۔ عیسائی۔ بنگالی۔ پارسی اور عام ہنود۔ سب ہی ایک زبان ہوکر اُن کے اخلاق کے ثناگر ہین۔

ذہن وذکا ذہانت وذکاوت کیلئے یہ دلائل کافی ہین کہ لنڈی کوتل پر بے تار کی خبر رسانی کے
متعلق اور کانپور مین کارخانون کے انجنیرون سے جو سوالات آپ نے کیے اُن کے جواب مین
ماہرین فن نے بھی اپنی عاجزی کا اعتراف کیا۔

مستعدی ہز مجسٹی نہایت محنتی اور جفاکش ہین۔ تمام زمانۂ سیاحت ہند سے اسکا ثبوت ملتا ہے
کاروبار سلطنت مین جب آپکی مصروفیت ہوتی ہے تو ایک مستعد و باخبر حکمران کے مثل ہوتی ہے
بغیر ختم کیے کام کے وہ آرام نہین فرماتے. بعض کا بیان ہے کہ وہ کام کم کرتے ہین مگر جب
اور جسقدر کرتے ہین وہ مکمل کرتے ہین سفر ہند سے جاتے ہی انہون نے دورہ ملک
شروع فرمادیا اور یون بھی وہ ہمیشہ اور اکثر دورہ فرماتے رہتے ہین لوگون کی شکایتون
اور عرضداشتون کو سنتے ہین لیکن احکامات کے اجرا مین تعویق کی جاتی ہے
اگر یہہ سچ ہے تو اس نقص کو رفع فرمانا چاہیے۔ بہی خواہان اسلام کی آرزو ہے کہ کسی
قسم کا نقصان نہ باقی رہنا چاہیے۔ اصول قانون ہے کہ انصاف مین دیر کرنا حکومت
کو ضرر پہونچاتا ہے۔

تواضع وتمکنت مامون الرشید خلیفہ کا قول ہے کہ شریف کی بڑی پہچان یہہ ہے کہ چھوٹے سے
دب جائے اور بڑے کو دبالے۔ تواضع و خودداری مین امیر کی ہی شان ہے تمکنت شاہی
کو عاجزون کے مقابل کام نہین فرماتے۔ برابری کے موقع پر اعتدال رکھتے ہین۔
ایک غریب لڑکے سے بے تکلف باتین کرنے مین مضائقہ نہین کیا۔ مجلس مین اپنے لیے
امتیاز کی جگہہ کو گوارا نہین کرتے۔ عام مسلمانون سے زیادہ مستحق اپنے آپ کو نہین جانتے
دوستون کی صحبتون مین بے تکلف جانا۔ ماتحتون سے مسرت کے ساتھ ملنا اُن کا
خاص طریقہ ہے۔ لیکن افسرون سے سرکاری طور پر ملنے کا جب اتفاق ہوتا ہے تو اُس
وقت امتیاز مد نظر رکھتے ہین۔ چنانچہ والیسراے کی بازدید ملاقات پر اسکا پورا ثبوت دیا۔
جیسے کہ خودداری کو خود عزیز رکھتے ہین ویسے ہی دوسرے کی واقعی عزت کا لحاظ

فرماتے ہین۔ اگرہ کا ذکر ہے کہ حضور والیسراے نے تقریر کی ہز مجسٹی کا ترجمان اُس کا
ترجمہ فارسی مین سُنانے لگا اور والیسراے کے ہر قول کے آغاز مین کہا کہ والیسرای عرض
میکنند تو امیر نے سرزنش کی کہ بگو فرمانرواے ہند مے فرمایند۔ دوبارہ ٹوکنے پر ترجمان
سنبھلا اور اُس نے عرض میکنند نہ کہا۔

جو اعلیٰ خطاب برطانیہ اعظم و ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کیطرف سے امیر کو دیا جانا
قرار پایا تھا وہ اعلیٰ خطاب خود والیسراے کو حاصل نہ تھا اس اعتبار سے والیسرای عطاے
خطاب کا منصب نہ رکھتے تھے۔ لہذا فارن سکرٹری نے ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کا ایک
خاص فرمان پڑھا جس مین حضور والیسراے کو بہ نیابت خود خطاب دینے کا اختیار دیا گیا
تھا جب فرمان پڑھا جاچکا اور فارن سکرٹری نے فرمان حضور والیسراے کو دے دیا
تو لارڈ کچنر و لفٹننٹ جنرل سر جارس ایجرٹن ہز مجسٹی کو عطاے خطاب مین مدد دینے کو
حسب ایماء والیسراے اُٹھے۔ اُسوقت ہز مجسٹی اپنے تخت سے جو حضور والیسراے کی
دہنی جانب تھا ایک دو سیڑہی نیچے اُترے اور بآواز بلند انگریزی زبان مین یہ فقرہ فرمایا
کہ "یہہ تعظیم ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے لیے ہے"۔ جو لوگ رموز سلطنت و کلام ملوک سے
واقف ہین وہ اس برمحل فقرہ کا مطلب بخوبی سمجھ سکتے ہین۔

یورپ کے شاہان ہمعصر بھی ایسے موقعون پر عطا کنندہ خطاب پادشاہ کا اسی طرح
احترام کرتے ہین۔ اپنی لاعلمی کی وجہ سے عوام کا کوئی دوسرا خیال ہو تو اُن کی ناواقی کا نتیجہ ہے

دلیری اور شجاعت

امیر مرحوم اپنی تزک مین لکھتے ہین کہ جب مین قندہار اور ہرات کے قضیہ
کو پاک کرکے کابل پہنچا تو مجھے پروانہ خان و حبیب اللہ خان کی خدمات سے نہایت خوشی
ہوئی۔ ان دنون حبیب اللہ خان بالکل بچہ تھا لیکن اُس نے بڑا کام کیا کہ میری غیبت
مین سپاہیون مین جاکر میری طرف سے جوش دلایا۔ نہ پریشان ہوا نہ لڑائی کا خوف کیا بلکہ
ہر بات و مشورے مین پروانہ خان۔ عبدالحمید خان و دیگر افسرون کے جن کو مین نے اسکی

نگرانی کے لیے مقرر کیا تھا برابر شریک ہوتا رہا اور کوہستان حسارک کے قبیلوں محمود دکتاری عبدالرشید۔ جمعہ خان۔ محمود حسین کو نہایت جسارت کے ساتھ غدر سے باز رکھا۔

جب ہز مجسٹی امیر جوان ہوئے اور امیر مرحوم کے زمانہ میں بغاوتیں ہوئیں یا کافرستان پر حملہ کیا گیا ان میں سے جس معرکہ میں ہز مجسٹی شریک ہوئے نہایت شجاعت سے لڑے اور فوج کو لڑایا کبھی جنگ اور دشمن کی طاقت کے وسوسہ کو دل میں نہ آنے دیا جلال آباد میں بندوق پھٹ جانے سے انگلیوں میں صدمہ پہنچا عمل جراحی کے وقت ڈاکٹر نے جب انگلیاں قطع کیں تو آپ اخبار پڑھتے رہے اور چتون پر میل نہ آنے دیا۔ دریای اٹک کے پل کا واقعہ سب کو معلوم ہے۔

ان واقعات سے اُن کی دلیرانہ طبیعت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ وہ شجاع و شجاع دوست و دلیرانہ دلیرانہ صفت کے شیدا ہیں انہیں صفات نے اونہیں سپاہ میں نہایت عزیز بنا رکھا ہے۔

بے تعصبی جب کوئی شخص اپنے مذہب کا احتیاط و سختی سے پابند ہوتا ہے تو مخالف کو اُس سے ضرور ایذا پہونچتی ہے۔ اسی ایذا رسانی کا نام تعصب ہے۔ پادشاہ کے حق میں یہ تعصب خراب نتائج پیدا کرتا ہے۔ حکمران میں جو ہر دلعزیزی کی صفت ہونا چاہئے اُس کو نقصان پہونچتا ہے۔ اعلیحضرت کا دامن اس عیب سے پاک ہے۔ افغانستان میں سُنی شیعہ۔ ہندو سکھ۔ پارسی وغیرہ اپنے مراسم مذہبی کو نہایت آزادی سے بجا لاتے ہیں اُن کے معاملات و تنازعات اُنہیں کے مذہبی قانون کی رو سے فیصل ہوتے ہیں۔

عہد امیر مرحوم میں سیاسی و ملکی بنا پر قبائل ہزارہ سے جو مذہباً شیعہ ہیں جنگ ہوئی اس لڑائی کو گو مذہب سے کوئی علاقہ نہ تھا تاہم شیعہ قبائل کے اکثر افراد کو یہہ شکایت رہی کہ اختلاف مذہب اس خونریزی کا باعث ہوا۔ اس لیے اُنھوں نے باوجود اطاعت کے اس خیال کو دل سے دور نہ کیا لیکن امیر موجودہ نے سریر آرای سلطنت

ہوکر اُن کے ساتھہ وہ بے تعصبانہ حسن سلوک برتا جس سے وہ پُرانا خدشہ اُن کے
دل سے دور ہوگیا۔ آپ صرف اپنی سلطنت ہی مین بے آزار و بے تعصب نہین
ہین۔ بلکہ دل آزاری و تعصب سے آپ کو طبعی نفرت ہے۔ موقع عید الضحی پر بمقام دہلی
بجاے قربانی گاے کے بکرے و دُنبے کی قربانی کو ترجیح دینا بے تعصبی کی کافی تائید ہے۔
اسی کا نتیجہ ہے کہ دہلی کے ہندوؤن کے دل خصوصاً اور ہندوستان کے ہندوؤن
کے عموماً ایک سرے سے دوسرے سرے تک اُن کی بے تعصبی شاہانہ کے ثبوت
مین گواہی دے رہے ہین۔ اس صفت نے بنگالیون کا بھی اُنھین ممدوح بنا لیا۔
اس بات کا صحیح اندازہ کہ غیر قومون کو مذہبی آزادی۔ رسومات مذہبی ادا کرنے مین آسانی
جان و مالکی حفاظت کیسی ہے وہی شخص خوب کرسکتا ہے جسکو افغانستان جانے۔ اور
وہان کی غیر قومون کی آسایشی زندگی دیکھنے کا موقع ملا ہو۔ تاہم واقعات سفر ہندوستان
سے بھی اسکا پتہ چلتا ہے۔ وہ تعلیم یافتہ ہندو جو مسلمان بادشاہون کی شکایتون کے
راگ گایا کرتے ہین۔ وہ بھی تو ہز مجسٹی امیر کی تشریف آوری و بے تعصبی کا حال سنکر
اپنے جوش مسرت کو نہ دبا سکے۔ خیر مقدم مین بڑی خوشی سے شریک ہوئے۔ جا بجا آپ کی
بے آزارانہ پالیسی پر اظہار شکر گذاری مین ریگولیشن پاس کیے۔ تارون کے ذریعہ سے اپنی
شکر گذاری کی اطلاع دی۔ اکثر جگہہ سواری پر پھول برسائے۔ اُن کی وجہہ سے مکانات کو
آراستہ کیا۔ بلا تحریک غیرے روشنی کی۔ یادگارین قایم کرنے کی تجویزین ہوئین۔ اس
سے زیادہ ہز مجسٹی کی بے تعصبی اور ہندو صاحبون کی مسرت کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔

عفو یہہ صفت ہز مجسٹی مین خاص پایہ کی ہے۔ اس بارہ مین وہ اپنے پدر عالیقدر کی
سیاست سے جداگانہ طرز عمل رکھتے ہین۔ خاص خوبی یہہ ہے کہ جن لوگون کے قصورون
سے درگذر فرماتے ہین وہ اسکے مستحق بھی ہوتے ہین۔ عفو و درگذر کے موقع کو جیسا کہ
آپ سمجھتے ہین کوئی مدبر سے مدبر بادشاہ سمجھیگا تو اُن سے بہتر نہ سمجھہ سکیگا۔ اُن کے

درگذر کی روشن مثالین یہ ہین کہ جلاوطن و فراری افغان اسی صفت کی بدولت افغانستان مین جلیل القدر مناسب پر معمور ہین۔

ایک دانشمند بادشاہ کی حکایت ہے کہ تین مجرم ایک ہی جرم کے اُس کے روبرو پیش ہوے۔ بادشاہ نے تینون مجرمون کے قیافہ کو بغور دیکھا۔ اُن مین سے ایک شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہہ بات تمہارے لیے نازیبا تھی۔ دوسرے کو خفیف سرزنش کی۔ تیسرے کو پوری سزا دی۔ دوسرے دن معلوم ہوا کہ جسے زبانی فہمایش کی تھی وہ مرگیا۔ جسکو خفیف سزا دی تھی اُس نے جلاوطنی اختیار کی۔ اور جسکو پوری سزا دی تھی وہ شہر مین خوش پھر رہا تھا۔

اعلیحضرت کا درگذر ایسے لوگون کے ساتھہ ہے کہ جو اپنے معافی قصور کی قدر کرتے ہین نہ اُن گنہگارون کے ساتھہ جو معافی کے بعد جسارت کرین۔

ترحم | امیر عبدالرحمن خان مرحوم کی نسبت داستانین قہاری و جباری کی مبالغہ کے ساتھہ مشہور تھین مگر وہ حقیقت مین ایسے نہ تھے۔ افغانستان کی حکومت جس حالت مین اُن کو ملی تھی اوسکا اقتضا اور ملکداری کا تقاضا یہ تھا کہ سیاست سختی سے کام لین اسوجہہ سے امیر مرحوم کی نسبت شہرتین رحم کے خلاف تھین۔ لیکن ہز مجسٹی امیر حال موجودہ شروع سے ہی رحیم مشہور ہین۔ جو مجرم امیر مرحوم کے سامنے آنے سے خوف کرتے تھے اُن کو موجودہ امیر کا رحم درگذر کے لیے حاضر کر دیتا ہے۔

آپ کے رحم کی ایک حکایت قابل سُننے کے ہے۔ آپ نے ۱۹۰۱ء مین ہنگام شکار ایک ضعیف العمر شخص کو آپنے اپنے ہاتھہ سے کٹی کرتے دیکھا۔ اُس کے پاس جاکر از راہ مراحم شاہانہ فرمایا کہ تم اس عالم پیری مین کیون اتنی تکلیف گوارا کرتے ہو۔ کیا کوئی اولاد نہین۔ اُس نے عرض کیا کہ مین گھر مین تنہا ہون۔ ایک لڑکا ہے وہ فوجی خدمت انجام دیتا ہے۔ یہ سُننے کے بعد آپ اُس کو اپنے ساتھہ جاتی فیام

پر لائے اور اپنا شریک طعام کیا۔ بعدہ اُس کے لڑکے کو بلوا کر بڈھے کی خدمت مین مامور فرمایا اور ساتھہ ہی دو ہزار روپیہ عنایت کیا۔ لڑکے سے ارشاد فرمایا کہ جب تم اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے ہو تو تمپر ملازمت سے زیادہ تمہارے ضعیف باپ کی خدمت کا حق ہے

فیاضی

اعلیحضرت امیر مین صفت سخا اعتدال کے ساتھہ ہے وہ سخی ہین لیکن اہل استحقاق و اہل حاجت کو دیتے ہین اُن کی فیاضی و اُلوالعزمی کے کارنامے نگاہ قدر سے دیکھے جانے کے قابل ہین اور تاریخ مین سنہری حرفون سے جگہہ پانے کے لایق ہین مجسٹی نے یہہ بتا دیا کہ حکیمانہ مصارف خیر کے کیا موقع ہوتے ہین ۔

تعلیم مین محمڈن کالج علیگڈھ و حمایت الاسلام لاہور مین یتیمون کی پرورش کے لئے ایک رقم کثیر دوامی و نیز یکمشت عطا فرمانا اور اوس کے ساتھہ راستبازی سے یہ کہنا کہ مین اپنے ملک مین تعلیم کے لئے خود حاجتمند ہون اور جو کچھہ دیتا ہون وہ میری خواہش سے بہت کم ہے - یہہ اُن کی اصلی فیاضی - وجدانی خیر اور نیک نیتی کا کافی ثبوت ہے - یہہ آپ کا وہ صدقہ جاریہ ہے جس سے ہندوستان مدت العمر فیضیاب و مرہون منت رہے گا ۔

ہز مجسٹی نے جہان معابد و مزارات اسلامی کے محافظون کو عطیات عنایت کئے وہان ہندوؤن و سکھون کے منادر و گوردوارون کو بھی نظر انداز نہ کیا اور نہ مسیحی مصارف خیر کو ہاتھہ سے جانے دیا - (منٹو فیٹ) مینا بازار کلکتہ مین جو فیاضی برتی وہ مسیحی مصارف خیر کا کافی ثبوت ہے - تہذیب یافتہ قومون کی ہر بات مین جدت ہوتی ہے - مغربی قومون کو جب کبھی مصرف خیر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو وہ چندہ کے علاوہ ایک نمایش کے طور پر بازار قایم کرتی ہین - جسمین بڑے بڑے امرار و روٴسا حصے کہ فرمانرواؤن کی لیڈیان و مسین اپنے اپنے ہاتھہ کی مصنوعات و نیز دیگر خوشنما اشیا سے دوکانین سجاتی ہین - وہان کھیل و تماشے بھی کیے جاتے ہین - خوشحال

صاحب مقدرت لوگ شریک ہوتے ہین - اس ذریعہ سے جو منافع ہوتا ہے وہ سب
غربا و حاجتمندون کے مصرف خیر مین صرف کیا جاتا ہے اقبالمند قوم کی ہر ادا لطف
اور ہر کام دانشمندانہ ہے - کس خوبصورتی و آسانی سے نیک کام انجام دیے جاتے ہین
اسی طرح سرہند کا گوردوارہ امرت سر کا دربار - قطب مینار کے قریب مندر جوگ
باباجی وغیرہ - خدام مزارات مجدد الف ثانی - حضرت سلطان الاولیا - حضرت خواجہ
بختیار کاکی - حضرت خواجہ الہند اجمیری وغیرہ و [illegible] و امام جامع مسجد دہلی -
پرانے قلعہ کی مسجد مین کنوئین کی مرمت - مسجد مہابت خان پشاور - وغیرہ وغیرہ ہین
عطیات - ہندو و مسلمانون کے لیے روشن فیاضیان ہین - ہندو و عیسائیون نے اس
عطیہ کو نگاہ قدر سے دیکھا - لیکن مجاوران مزارات چندان خوش نہ پائے گئے اسکا سبب
یہہ دریافت ہوا کہ امیر صاحب کی تشریف آوری پر جہان مختلف خیالات پیدا ہوتے
تھے وہان شعرا و مجاوران مزار مین بڑی شد و مد سے چرچے تھے کہ جہان امیر کا گذر
ہو جائیگا اور جسکو شرف حضوری ملجائیگا وہ پشتون تک - ورنہ کم از کم اپنی زندگی کے
لیے تو ضرور معاش سے بے نیاز ہو جائیگا -

مگر امیر جھوٹی تعریف کے مخالف اور شاعری کو مد فضول خیال فرماتے ہین علماے
یونان نے بھی اپنی جمہوری انتظام مین شاعرون کے گروہ کو بیکار محض سمجھکر آبادی سے
خارج رکھا تھا - اور دلیل یہہ کہ ان سے کوئی غرض وابستہ نہین حالانکہ ہر ادنی [illegible]
اہل حرفہ کسی ضرورت کو نکالتا ہے - اور شاعری بیکاری کے سوا کسی کام نہین آتی - مگر
ہم کو اس سے پورا اتفاق نہین - بعض بعض موقعون پر جو کام شعرا نے دیا ہے وہ فوجون
سے بھی نہین بن پڑا - پھر فنون[1] لطیفہ مین شاعری کا مرتبہ سب سے اعلی ہے اس لیے کہ
بعض مین ظاہری خوبیان ہین اور بعض مین باطنی - مگر شاعری مین دونون خوبیان بدرجہ کمال
پائی جاتی ہین - ظاہری - خوبی موسیقی کی اور باطنی خیال کی وسعت و جذبات کے اظہار کی

[1] فنون لطیفہ مین شاعری - موسیقی - نقاشی - مصوری + فن [illegible] شامل ہین موجودہ زمانہ مین رقاصی و اکٹ[illegible]

دونون اس مین ملی ہوئی ہین۔ زندگی خوشگوار نہین ہوسکتی جب تک کہ شعرا اوسکو خوشنما کرکے نہ دکہائین۔ نیچر کی خوبیان تمہارا دل نہین لبہا سکتین جبتک کہ شعرا اُس کے حُسن و جمال کی تصویر کہینچکر نہ لائین۔ قوم کی محبت دلون مین پیدا نہین ہوسکتی جب تک کہ شعرا تمہارے اندرونی جذبات کو نہ اُکسائین۔

موجودہ زمانہ مین ایشیائی شاعری نگاہِ قدر سے نہین دیکہی جاتی۔ امیر بہی اسیوجہ سے اسکے دلدادہ نہین۔

مجاوران مزارات کی طبیعت مین بزرگان دین کی قربت معنوی کا افتخار سمایا ہوا ہے وہ اپنے مقابلہ مین دیگر مستحقین کے ساتھ احسان کرنا خیرات بیمعنی خیال کرتے ہین۔ ان خیالات کے ساتھ جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ ایک ایشیائی با اختیار حکمران ہماری گورنمنٹ کا مہمان بنکر آرہا ہے اُسکے تمام اخراجات سفر و مہمانداری گورنمنٹ نے نہایت فراخ حوصلگی سے اپنے ذمہ قبول فرمائے ہین۔ بادشاہ مہمان بہی خزاین کے صندوق اپنے ہمراہ لیے ہوئے ہے جس نے پشاور پہنچتے ہی جامع مسجد مین دس ہزار روپیہ عطا فرمادیا۔ علی گڈھ کالج کو چہہ ہزار سالانہ دوامی اور بیس ہزار یکلشت بخشدیا۔ وہ خوش اعتقاد مسلمان بادشاہ مجاوران درگاہ ... متولیان مزار کو جو کچھہ بہی نذر کرے وہ کم ہے۔

یہہ روئداد ایک تمنائے بیجا کی محرک تہی۔ مگر نہ وہ امیر کی دانشمندانہ خیرات سے باخبر۔ نہ اُن کی روشن دماغی سے آگاہ نہ ملکی آمدنی و اخراجات سے واقف نہ اُن کی قابلانہ پالیسی سے مطلع تہے۔

مقربان مزارات زائرین سے اپنا حق وصول کرنا واجب جانتے ہین اور یہہ عادت اُن کی طبیعت ثانی ہوگئی ہے اس لحاظ سے وہ معذور بہی ہین۔ مانا کہ خاص و عام کے مقابلہ مین جو وہ اپنا حق سمجہتے ہین وہ کسیقدر بجا ہو یا اخلاقی اعتبار سے

وہ ہمارے لیے مایۂ ناز بھی نہون۔ مگر اس سے یہہ لازم نہین آتا۔ کہ ہم شکایتون کا الزام اپنے ذمہ لین۔ اگر ہم سے ہو سکے تو ہمپر واجب ہے کہ اُن کی اصلاح حالت وخیالات مین سعی کرین اُن کے بہتر بنانے مین امکانی کوششین بجالائین۔ وہ اُن بزرگان دین کے چشم وچراغ وخدام ہین جن کے طفیل ہندوستان مین رونق اسلام ہوئی غیر اقوام ہمارے سامنے انہین حضرات کو نمونتاً پیش کرینگی۔ اور جو خوبیان اُن مین ہونگی وہی ہماری جماعت کا معیار حسن وقبح قرار دیا جائیگا۔ لہذا ان کے حالات و مزارات کی اصلاحین ایک خیر خواہ اسلام وبہی خواہ مذہب کے لیے بہت کچھ محتاج توجہ ہین اگر مواقع عرس پر زوایدات کا ترک ہوکر مسلمانون کی صلاح وفلاح پر تہوڑا غور ہوتا رہے اسلامی بہتری کی تدابیر سوچی جائین۔ آمدنی نذر ونیاز واوقاف کے ایک حصہ سے مدارس قایم ہون جنمین یتیمون مسکینون کو تعلیم مذہبی کے ساتھہ صنعت وحرفت سکھائی جائے۔ اختلاف مٹائین۔ اتفاق پہیلائین۔ اقتضاے زمانہ ومصلحت وقت سے کام لین۔ صوفیاے کرام کے ملفوظات کو بیکار نہ ہونے دین۔ عوام جہلا کو تعظیم وپرستش مین فرق بتائین۔ تاکہ ناواقف زائرین مزارات کو صنم خانہ نہ بنائین۔ تو آج یہہ مزارات مسلمانون کے دینی ودنیاوی اغراض کے سرچشمے نہ بنجائین اور میلون کے بجای اُن کو اسلامی کانفرنس ومذہبی ایکزبیشن کے نام سے نہ موسوم کرین۔

ایک عیسائی فاضل کنان ٹیلر نامی کہتا ہے کہ۔ اس بات کا سمجھنا آسان ہے کہ کیون یہہ اصلاح شدہ یہودی مذہب (یعنی اسلام) اسقدر جلد افریقہ وایشیا مین شایع ہوگیا۔ افریقی وشامی علما نے مسیح علیہ السلام کے دین کی جگہہ وشواہ فلسفی مسائل پیدا کردیے۔ اپنے زمانہ کی بدکاریون کا مقابلہ اُنہون نے اس طرح کیا کہ تجرد کی آسمانی خوبیون کو اور کوارپنے کے ملکی اوصاف کو پیش کیا۔ ترک دنیا تقدس کی راہ ٹہیری اور میل مٹی آسمانی پاکیزگی کا خاصہ سب لوگ مشرک تہے شہیدون۔ ولیون کو پوجتے۔ ملائکہ کی پرستش کرتے

تھے بڑے درجہ کے لوگ عیش پرست و بدراہ تھے۔ متوسط الحال محصولون کے بارمین دبے
تھے۔ غلام ایسے تھے جنکو حال و استقبال دونون سے مایوسی تھی۔ خدا کی جھاڑو یعنی اسلام
نے ان فرخرفات و اوہام کے کوڑے کو جھاڑ دیا۔ اسلام ان خالی خولی مناظرون کے خلاف
ایک ہنگامہ تھا۔

اسلام۔ تجرد کے پُرزور دعوے کے مقابلہ مین کہ وہ تقدس کا تاج ہے ایک مردانہ
اعتراض تھا۔ اسلام نے دین کی لازمی اصولون کو یعنی توحید و خدا کی بزرگی اُس کے رحم و
انصاف کہ اس بات کو کہ وہ اپنی مرضی پر سب کی اطاعت یعنی توکل و ایمان چاہتا ہے۔
سب کے سامنے پیش کیا۔ اسلام نے انسان کی ذمہ داری کا اعلان کیا۔ آینوالی زندگی
انصاف کے دن اور سخت عذاب کو جو گنہگارون پر ہوگا پکار کر بتا دیا۔ نماز۔ روزے۔ زکاۃ
وسخاوت کے فرائض کا فرمان جاری کیا۔ بناوٹ کی نیکیون۔ دینی فریبون منقلب اخلاق
خیالات اور کٹھ حجتیون کی باریک لفظی حجتون کو اسلام نے دھکے دیکر نکال دیا۔ رُہبانیت
کی جگہہ مردانہ روش پیدا کی۔ غلام کو امید بخشی۔ بنی نوع انسان کو اخوت دی اور انسانی
فطرت کے اصلی شرائط کو پہچانا۔

اسلام محکمہ مسیحی عالمون اور ملاؤن وغیرہ کا رد کرنیوالا تھا۔ یہہ محکمہ قیصر کے دربار کو خدا
کی آسمانی دربار کی نقل سمجھتا تھا۔ امید ہے کہ زمانہ شناس مصلحان قوم ان باتونپر غور فرمائینگے
کہ موجودہ اسلام اور خصوصاً رنگ مزارات کن اصلاحون کا محتاج ہے۔ اور اصلاحون
کے بعد کیا کیا فوائد دینی و دنیوی مسلمانون کو پہونچ سکتے ہین۔

بچون پر شفقت

ہز مجسٹی امیر کو بچون کے ساتھہ غیر معمولی الفت ہے۔ زمانہ قیام آگرہ مین تاج گنج
کی سیر فرماتے ہوئے ایک انگریزی رجمنٹ کے اسکول ماسٹر کی چار پانچ سالہ لڑکی کو گود مین
اُٹھا لیا دیر تک پیار اور پیار کی باتین اُس سے کرتے رہے ایک قیمتی ہار اُسے منگوا کر دیا
علی گڈھ مین کالج کا گشت کرتے ہوئے خان بہادر مولوی سید زین العابدین سب جج مرحوم

نواسی کو دیکھکر شفقت فرمائی اور ایک اشرفی عنایت کی۔ کلکتہ مین فوجی و بحری کارخانہ مین ایک یورپین بچہ کو اُٹھالیا۔ انگریزی مین باتین کین پانچ اشرفی کھاد نے خریدنے کے لیئے عطا کین۔ گھوڑ دوڑ بمبئی مین ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو لیڈی جنکنسن امیر کے حضور مین لائین آپ نے ایک اشرفی لڑکے کو اور دو اشرفیان لڑکی کو عنایت کین۔ اسٹیشن بمبئی پر تماشائیون مین ایک چھوٹی سی لڑکی کو نوکر لیئے ہوئے تہا۔ امیر لڑکی کو دیکھکر اُس کے قریب گئے اور مسکراکر اُسے ایک اشرفی عنایت کی اور فرمایا کہ جو شفقت مین اپنے ملک مین بچون پر ظاہر کرتا ہون وہ یہان کیون نہ ظاہر کرون۔

بچے حقیقت مین دل کی برابر عزیز ہوتے ہین۔ عزیز کیون نہ ہون ان کے ننھے سے قد اصل مین دل کی برابر ہین۔ جب سامنے آجاتے ہین تو گود مین اُٹھائے اور پیار کیے بغیر نہین رہا جاتا۔

روسار ہند اور والیان ملک۔ شاہ افغانستان کی دانشمندانہ فیاضی سے عمدہ سبق حاصل کر سکتے ہین۔ ہمارے ملک کے روسار وامرا بخیل نہین۔ وہ بہت کچھ صرف فرماتے ہین لیکن موقع خیر و محل نیک کا لحاظ نہین رکھتے۔ اُن کے صرف کا زیادہ حصہ بے ضرورت بیموقع ہوا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اُن کی فیاضی کے کارنامون پر حجاب پڑے ہوئے ہین۔

سیاست — امیر مرحوم اکثر بدخواہان امن و مخالفان سلطنت کو آہنی پنجرون مین بند کرواکے درختون مین لٹکوا دیتے تہے۔ آپ نے بہی باوجود صفات حلم و ترحم و عفو کی چند راہزنون کے حق مین جو راستون کے لیے خوفناک ہو رہے تہے پدرانہ طریقہ کا عمل جائز رکھا مجرمون کو آہنی پنجرون مین بند کراکے جن راستون کو لوٹا کرتے تہے انہین راستون پر عبرتاً درختون مین لٹکوا دیا۔

مشرقی ممالک مین عبرتاً جو سزا تجویز ہوتی ہے وہ مؤثر ہوتی ہے بعض اُس قسم کی سزائین عمل مین آتی ہین جنکا تذکرہ مہذب ملکون کے قانون مین صاف طور پر نہین پایا

جانا مگر اثر و صورت کے لحاظ سے ایسی سزائین عبرتناک اور حقیقت مین زیادہ موثر ومفید ہوتی ہین۔

ظرافت | باوجود علم وفضل ومتانت۔ مزاج مین خوش طبعی بھی ہے۔ باتون مین ظریفانہ جھلک پائی جاتی ہے۔ پشاور مین بموقع دعوت سرہرلڈ ڈین چیف کمشنر۔ باجہ بجانیوالے امیر صاحب کی کرسی کے پیچھے کھڑے تھے۔ سر ایڈورڈ ڈبیرو نے عرض کیا کہ مجھے امید ہے کہ یور مجسٹی کو یہہ باجہ ناگوار خاطر نہ ہوا ہوگا۔ اعلیحضرت نے فرمایا کہ نہین کابل مین میرے یہان ایسے باجہ بجانیوالے موجود ہین مین اسکو پسند کرتا ہون لیکن ہنسکر فرمایا کہ مین اپنی کرسی کے اسقدر قریب نہین کھڑا ہونے دیتا۔

موقعہ دیگر بمقام دہلی رائے بہادر شیو پرشاد منیجنگ ڈائرکٹر ہند وبسکٹ فیکٹری سے فرمایا کہ کل آپ نے ہمین عمدہ بسکٹ کھلائے۔ یہہ حسن اتفاق تھا کہ اشتہا کے وقت ہمارا جانا کارخانہ بسکٹ مین ہوا جس سے آنکھہ اور پیٹ دونون کو راحت پہنچی۔ اگر لوہے یا لکڑی کے کارخانہ مین جاتے تو وہان کیا کہا سکتے تھے نہ لکڑی نہ لوہا۔

دہلی مین مزار حضرت نظام الدین اولیا پر باولی مین لڑکون کے کودنے کا تماشہ معائنہ فرمارہے تھے ازراہ مذاق ایک معزز یورپین حاکم کو لڑکون کی جانب دھکا دیکر فرمایا کہ حوالہ شما کردم جس سے حاضرین دیکھے بیحد مسرور ہوے۔ ساتھہ ہی متانت ووقار بھی اس پایہ کا ہے کہ باوصف ظرافت کے مخاطب حدود ادب سے قدم باہر نہین رکھہ سکتا۔

پابندی مذہب | اعلیحضرت کی پابندی مذہب ایک راستباز وصاف باطن مسلمان کی سی ہے۔ زمانۂ حال مین امارت و پابندی مذہب ایک دوسرے کی ضد خیال کیے جاتے ہین۔ اس زمانہ کے امرا اپنے آپ کو اگر شریعت سے مستثنےٰ نہین بیان کرتے۔ تو عملاً مستثنیٰ ثابت ہوتے ہین۔ یہہ ظاہر ہے کہ جس کے مذہبی عقائد ٹھیک نہین

اُس کے دوسرے معاملات بھی درست نہین ہوتے۔ امیر مین یہہ بڑی خوبی ہے کہ نہین کوئی دنیوی دلچسپ مشغلہ یادِ خدا و مذہبی احکام سے غافل نہین کرسکتا۔ باوجود مشاغل سلطنت کبھی اور کسی حالت مین نماز قضا نہین فرماتے۔ حالت سخت بیماری مین جبکہ طاقت نقل و حرکت نہ تھی نماز ترک نہین کی۔

پشاور مین ایک کھیل کے موقع پر وقت نماز عصر تنگ ہو گیا اوسوقت کی بےچینی امیر کا اندازہ صرف دیکھنے والے ہی کر سکتے تھے۔ نماز کے ساتھہ دیگر مذہبی احکام کا اطباع ایک روشن خیال سچے پابند مذہب کی طرح کرتے ہین۔ امیر نہایت وسیع الخیال ہین۔ جن باتون کو مسلمان تشبہ باغیر سمجھکر معترض رہتے اور قومی ترقی کی رفتار کو دھیما کر دیا امیر ایسے اوہام مین نہین پڑنا چاہتے۔ نعلین پہنے نماز ادا کرنے مین وہ کوئی ہرج شرعی نہین جانتے۔ دہوپ و فوجی قواعد کے وقت وہ انگریزی ٹوپی کو کار آمد سمجھکر پہنتے ہین۔ غیر قومون کی مجالس تفریح مین شامل ہونے سے تکلف نہین کرتے۔ نمایشی تورع و ریاے زہد سے اُن کو ویسی ہی نفرت ہے جیسے کہ سچے اتقا سے صادق شغف۔

کابل مین ایک مقام ہے جسکا نام پات خاؤشانہ ہے۔ یہان ۰ مزار ہین۔ مزارات کے قریب دو پہاڑی چشمے جاری ہین جنمین مچھلیان بکثرت ہین۔ مجاوران مزار و نیز عوام مچھلیون کے پکڑنے کے مانع ہوتے ہین اور خود بھی احتیاط کرتے ہین کہتے ہین کہ انگریزون نے مچھلیان شکار کین اِسلیے وہ یہان حکومت نہ کرسکے۔

ایکمرتبہ امیر کے آنے کا اس جگہہ اتفاق ہوا۔ مچھلیون کا شکار کرنا چاہا تھا اور حسب عادت مانع ہوئے۔ آپنے فرمایا کہ مچھلیون کو صاحب مزار سے کیا نسبت۔ خیر تمھاری خاطر سے ہم قریب مزار کے شکار نہ کرینگے دوسری سمت سے سہی۔ چنانچہ مچھلیان پکڑوائین۔ کباب بنوائے اور خوب کھائے۔

علی گڈھہ و لاہور مین جو اسپیچین کین اُس سے اُن کے مذہبی عقائد کا کافی ثبوت ملتا ہے
وہ مذہبی تعلیم کو سب پر مقدم و فرض خیال کرتے ہین۔ اُن کا مضبوط عقیدہ ہے کہ انسان اسلامی
عقائد پر مطلع ہونے کے بعد جادۂ راستی سے منحرف نہین ہو سکتا۔ آپ نے زور کیساتھہ
طلبار کو ہدایت کی کہ تم کو اول مذہبی تعلیم حاصل کرنا چاہیئے بعدہ کچھہ خوف نہین جسطرف چاہو
جاؤ۔ وہ علوم و فنون مغربی کے شایق فلسفہ و سائینس کے قدردان ہین مگر علوم دینیہ کے
بعد اسکی تعلیم کو ضرور جانتے ہین۔ یہ بالکل سچ ہے کہ جب انسان کے دل مین ایکبار
مذہبی عظمت قایم ہو جاتی ہے تو پہر اُسپر کسی تحریک خلاف کا اثر نہین پڑ سکتا۔ تمام یورپین
مورّخ اور فاضل مصنّف اس امر پر متفق ہین کہ مذہب اسلام جہان پہونچگیا پھر
وہان سے نہ نکلا۔

امیر منشّی اشیاء کے سخت مخالف ہین۔ شرابی کے لیے عبرت انگیز سزا مقرر ہے
کوئی دوکان شراب کی کابل مین نہین۔ ورک شاپ کے انجنیر و دیگر کاریگر جو دوسری قوم
و مذہب کے اشخاص ہین اُن کے لیئے شراب بنائی جاتی ہے۔ مگر کسی مسلمان کی نسبت
پتہ چل جائے کہ وہ شراب خوار ہے یا کبھی مرتکب ہوا تو ایسی سزا سخت دیجاتی ہے جس سے
اُسکا جانبر ہونا دشوار ہے۔

قبل از ورود بمقام لنڈی کوتل منتظمان دعوت کو جو حکم ہزمجسٹی کا ملا وہ یہہ تھا کہ
میز پر وہ ظروف جو مخصوص شراب کے کام مین آتے ہین ہرگز نہ آنے پائین۔ غالباً
اس حکم سے یہہ منشا و اشارہ تھا کہ برٹش افسران جو متعلقہ ہدایات ہین وہ خود باخبر
ہو جائین اور انگلش پارٹی کے اشخاص کو بھی مطلع کر دین کہ موقع دعوت پر کوئی ایسی چیز جو مذہب
اسلام مین ممنوع ہے میز پر نہ آنے پائے۔ یہ ایک حکیمانہ ہدایت و مہذب طریقہ ممانعت کا
تھا۔ ہزمجسٹی جیسے کہ خود احکام شریعت بجا لاتے ہین ویسے ہی اپنی رعایا و فوج اور
ارکان سے چاہتے ہین۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ افغانی اصحاب ادائے فرائض مین

تساہل نہین کرتے اُن کے جملہ ہمراہی کیا سردار کیا سپاہی کسی کو بھی ہمنے تارک الصلوٰۃ نہ پایا۔ بازارون۔سیرگاہون۔میلون۔تماشون مین جہان وقت نماز آیا اور انہون نے ادا کی۔ جسقدر اعلیحضرت ترک نماز سے نارضامند ہوتے ہین اسدرجہ دوسری غلطی سے نہین۔تارک الصلوٰۃ کی یہ سزا ہے کہ جیب خاص سے کچھ دیکر بانس منگواے جاتے ہین اور حکم دیا جاتا ہے کہ ان بانسون کو تارک الصلوٰۃ پر توڑو اگرچہ وہ جان بحق کیون نہو جاے ایسی سزاے سخت کی حالت مین ترک نماز کی جراءت کیونکر ہوسکتی ہے۔

غرضکہ اعلیحضرت امیر محبوعی خصائل وعادات حسنہ مین کل فرمان روایان کابل پر گوی سبقت لے گئے ہین۔رفتار زمانہ سے باخبری وتدبیر مین وہ اپنے پدر بزرگوار کے پہلو بہ پہلو ہین امیر عبدالرحمن خان مرحوم کے پرزور ہاتھون سے جسطرح افغانستان کے زبردست و سرکش قبایل کو رام کیا۔اسی طرح اب امید ہے کہ اُن کے خلف الصدق ہز مجسٹی امیر کا نرم سلوک وفرزانہ برتاؤ انہین ہمیشہ کے لیے مطیع ومنقاد بناے رکھے گا۔موجودہ حالت ملک بحد اطمینان وہ ہے رہزن وقطاع الطریق۔ڈاکو انکا نام ضرور ہے مگر وجود بمنزلہ عدم کے ہے جعلسازی کو وہان لوگ نہین جانتے۔ زنا کا نام تذکرہ کے طور پر زبانون پہ آتا ہے لیکن مرتکب کا وجود شاید ہی ملے۔ اسکا سبب سزا اُن مین سختی۔ اصلی ملزمون کی سزا یابی۔ جھوٹی شہادت کی عدم موجودگی۔ اور وکلا کی کمیابی ہے جسطرح اہل ملک کسی بیگناہ کے پھانسنے سے متنفر ہین اوس سے زیادہ گنہگار کے بچانے کو گناہ جانتے ہین۔ پھر وہان کی پولیس مین مقدمہ سازی کا عیب نہین۔سب سے بڑی بات یہہ ہے کہ جوش انتقام بے قصورون کے پھنسانے کا محرک نہین۔ اگر انتقام لینا چاہتے ہین توجان لیکر یاجان دیکر فیصلہ ہوجاتا ہے مگر کوئی متنفس جھوٹا مقدمہ نہین دائر کرتا اور اس سے زیادہ عیب کسی اور بات کو نہین جانتا۔ برٹش گورنمنٹ کے اصول کی نظیر دنیا مین نہین مگر ہماری شامت اعمال اور ہماری ہی بدولت عمل اصول کے پہلو بہ پہلو

نہین۔ دوسرے ممالک مین جو اصول ہین اُن سے عمل بہتر ہین۔
امیر کی تاریخ دانی و واقفیت حالات بڑے پایہ کی ہے۔ اعلحضرت نے والیان ملک ورؤساء ہند مین جس سے گفتگو کی اوس کے ملکی و ذاتی حالات بھی بیان فرمای اور وہ ایسے واقعات تھے جن کی صحت مین صاحب حالات کو کلام نہین ہوسکتا گو کسیقدر بے خبری ہو۔
جناب بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہا کے موقع ملاقات پر غالباً گارڈن پارٹی مین یہ شعر بھی پڑھا ؎

نہ انجیر شد نام ہر میوۂ ٭ نہ مثل زبیدہ ہست ہر بیوۂ

مصرع اولی محتاج بحث نہین لیکن مصرع ثانی کسیقدر ضرور صراحت چاہتا ہے۔
حضرت زبیدہ خاتون خلیفہ ہارون الرشید اعظم کی عزیز بی بی نہایت پاکدامن صاحب عفت و عصمت زاہدہ۔ بڑی عابدہ اعلیٰ درجہ کی سخی و کریم تھی۔ نسب خاندان نبوت ﷺ سے وابستہ تھا۔ زبیدہ خاتون کی ایک سو کنیزون کو قرآن پاک حفظ تھا۔ اُن سو کنیزون مین سے ہر ایک تین پارے روز پڑھا کرتی تھی حضرت زبیدہ کا محل ہر وقت قرآن خوانی کی صدا سے گونجتا رہتا تھا۔
یہہ بات حضرت زبیدہ خاتون ہی کی فیاضی و سخاوت کا صدقہ ہے کہ پاک شہر مکہ مین اول ہی مرتبہ بکثرت پانی بہم پہنچایا گیا۔ اور اب تک وہ فیض نہر زبیدہ کے نام سے جاری ہے اور امید ہے کہ قیامت تک جاری رہیگا۔ علاوہ ازین اُس سڑک پر جو بغداد سے مکہ معظمہ کو جاتی ہے زبیدہ خاتون نے بہت چاہات کھدوادیئے۔ حجاج کی راحت و آرام کی غرض سے متعدد کاروانسرائے بنوائیں یہہ بیان مسٹر پامر انگریز فاضل مؤرخ کا ہے۔ مثل اسکے ہزارہا فیاضیان وخوبیان حضرت زبیدہ خاتون کی ایسی ہین جنکی تفصیل کو ایک مطول تالیف درکار ہے جسکی یہان گنجائش نہین

اب حضور بیگم صاحبہ بھوپال کے حالات پر ایک سرسری نظر ڈالیئے اُن کی قومی وملکی احسانات سے قطع نظر صرف اُن کا سفر حجاز ہی اس مسئلہ کو صاف کردیگا۔

اس موقع مبارک پر کیا باعتبار احترام وعزت اور کیا بلحاظ مدارات و احسانات وکیا بنظر تحائف و ہدایا شرفائے عرب و ترک و اہل حجاز نے اُن کے ساتھ جو مدارتیں ملحوظ رکھیں وہ بات والیان ملک میں سے جو ہندوستان سے اب تک حجاز گئے ہیں اُن کی جدہ مرحومہ بھی شامل ہیں کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

اس کے عوض جو کچھ جناب بیگم صاحبہ ممدوحہ نے کیا۔ اُس سے انگریزی و ترکی دونوں گورنمنٹیں۔ برٹش سفارت استنبول۔ کونسلیٹ برطانیہ جدہ۔ تمام اہل حجاز بعض بعض اہل مصر و ترک۔ خدیو۔ جناب ممدوحہ کے ہمراہی اور خود اُن کی ذات عالی ہم سے زیادہ واقف ہے۔ ہم صراحت سے بہتر اسی اجمال کو خیال کرتے ہیں۔

ہمکو بیگم صاحبہ کی قابلیت و خوبیوں کے اعتراف میں تامل نہیں وہ اپنی ریاست کے لائق فرمان روا ہیں۔ بے کسی بات میں کسی سے کم نہیں ہیں۔ اب جبکہ ہم نے اُن کو حضرت زبیدہ خاتون سے تشبیہ دی ہے تو اُن کو زیبا ہے کہ وہ ملکی و قومی کوئی ایسی خدمت فرمائیں جو پبلک اُن کو زبیدہ ہند کہنے پر مجبور ہو جائے ہم اُنکے حضور میں دو صلاحیں پیش کرتے ہیں ایک حجاز ریلوے میں معقول چندہ عطا فرمانا جس سے اسلام و اسلامیان تا قیام قیامت ممنون رہینگے۔ جو بات نہر زبیدہ نے حضرت زبیدہ کے حق میں پیدا کی وہ اس چندہ سے بیگم صاحبہ کے لئے قائم ہوگی

دوسری۔ پھر تکلیف سفر حجاز گوارا فرما کر شرف حج دوبارہ حاصل کریں اور ابکی بار اپنی جدہ مرحومہ کی سخاوت کو یاد دلا دیں۔ دنیا مزرعۂ آخرت گذشتنی و گذاشتنی ہے سب برسر راہ سفر ہیں جس سے جو کچھ اور جسقدر جلد بن پڑے کرلے۔ مذہبی اصول یہ نیک صلاح دینا کسی غلطی کی تلافی پر اصرار کرنا داخل سخاوت ہے۔ جو شخص دوسرے

کو نیکنام بنانے کی تدبیر بتائے اور خود غرضی شامل نہو وہ خیر خواہ ہے اُس کی صلاح منظور کرنا دانشمندی ہے۔

بیگم صاحبہ کے ملکی انتظامات بہت سی دیسی ریاستون سے بہتر ہین وہ جو کچھ اپنے ملک کے لیے تکلیف گوارا فرماتی ہین وہ قابل تعریف ہے لیکن تنہا والی ملک کا قابل ہونا اور تکلیف اُٹھانا بہبودی ملک کے لئے اُسوقت تک کارآمد نہین ثابت ہوسکتا جبتک تمام ارکان ریاست دلسوز۔ خیرخواہ اور اپنے کارمنصبی کے اہل نہون اور اُن سے بھی ویسی محنت نلی جائے جیسی کہ خود فرماتی ہین۔

اکبر اعظم۔ ہارون الرشید کو جس نے نامور بنایا۔ وہ ارکان سلطنت کی قابلیت اور اُن نامورون کی قدر افزائی تھی۔ اس اصول کو مدنظر رکھین اور اپنی ریاست مین مناسب مقامون پر ضروری کارخانہ کھلوائین جس سے رعایا کی مفلسی دور ہو۔ بے شغل رعیت کاروبار مین مصروف ہوجائے۔ تعلیمی حالت پر بہت توجہ درکار ہے صنعتی و حرفتی مدارس کی بنیاد ڈالنا خوشحالی ملک کے لیے ایک عظیم الشان مسئلہ ہے۔ تاکہ ریاست کی ضرورتین ملکی صنعتون سے پوری ہون۔ ہمسایہ ریاستون سے دولت کھنچکر آئے۔ معدنیات کی تلاش مین متالی افسر مصروف رہین وغیرہ وغیرہ

یہان پر اس بارہ مین بحث کیطول دینا بے محل ہے۔ زمانہ نے اجازت دی توکسی دوسرے وقت اسکے لیے محنت کی جاویگی۔

یہان ہم ہز مجسٹی شاہ افغانستان دام ملکہ وحشمتہ کے حضور مین بھی ایک التماس رکھتے ہین اعلیحضرت نے جہان سفر ہند فرمایا۔ برٹش گورنمنٹ کی مہمانداری کے لطف اُٹھائے وہان لبیک کہتے ہوے خدا کی مہمانی کا شرف حاصل کرین۔ یہان شاداب ملک دیکھا وہان خشک و دھوپ سے جلے ہوئے صحرائے ملک کو معائنہ کرین۔ کلکتہ و بمبئی کی نمایش و سیرگاہین ملاحظہ کین۔ حجاز جاکر۔ اسلامی کانفرنس۔ مذہبی ایجیٹیشن

(حج بیت اللہ وزیارت مدینۂ طیبہ) کی شرکت سے جھولیاں بھر بھر ثواب لائین۔ یہان ہر فرقہ کو اپنی دانشمندانہ تہذیب وحکیمانہ ترکیب کا مداح بنایا۔ وہان بھی اپنے قابلانہ خیالات کا اثر ڈالین جس سے روئے زمین کے مسلمان مستفیض ہون۔
اپنی اُلوالعزمی اور استقلال کا ثبوت دین۔ مصائب سفر جو بلحاظ حالات ملک پیش آتے ہین برداشت فرمائین۔ وہان کی اصلاحین سوچین۔ حضور شریف مکّہ و دیگر شرفائے عرب کو تعلیم وصنعت وحرفت کی رغبت دلائین۔ اگر ہماری یہہ عرض درجۂ قبولیت کو پہونچی تو روے زمین کے مسلمان مرہون احسان ہونگے۔ اور جو اجر مذہبی طور پر ملیگا اُسکا تو حساب ہی نہین۔ یہہ بارِ حکومت انعام الٰہی ہے اس عطیۂ بزرگ کا شکریہ بندگان خدا کے ساتھہ احسان اور خصوصاً اپنی قوم کیساتھہ جو دنیا کی تمام قومون مین سب سے زیادہ حاجتمند ہے سلوک کرنا ہے۔
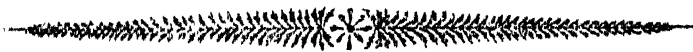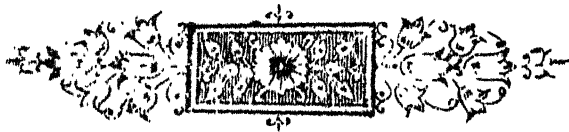
دربارِ عید الضحیٰ دہلی

ہندو مسلمان دونون کو دل آزاری کی ممانعت اور آپس مین موافقت سے زندگی بسر کرنے کی ہدایت

بروز عید الضحیٰ شاہ افغانستان نے دہلی کے عمائدین ہندو و مسلمانون مین سے بعض کو شرف ملازمت بخشا۔

وقت ملاقات فرمایا کہ آج ہمکو معظم ترین شہر ہند مین نماز عید ادا کرنے سے بڑی مسرت۔ اپنے دوست کے گھر مین عید ہونے سے نہایت خوشی۔ اپنے مسلمان بھائیون کے ساتھ نماز پڑہنے سے کمال فرحت و عید ہوئی۔

اہل ہنود صاحبان کو مخاطب کرکے ارشاد کیا کہ افغانستان مین دربار عید کے موقع پر ہم نہایت خوشی سے ہندوؤن کو شریک کرتے ہین۔ آج قربانی گائے کو محض دل شکنی ہنود کا باعث سمجھکر ملتوی کیا اور اُسکے بجائے دُنبہ و بکرے کی قربانی مناسب خیال کی ہم اخبار پڑہتے رہتے ہین ہمنے افسوس کے ساتھ اُن خبرون کو پڑہا جو ہندو مسلمانون نے ایک دوسرے کی آزاردہی و توہین کی غرض سے حرکات لغو کین۔ مسلمان۔ ہندو ایک ملک کے باشندے ہین ایک گورمنٹ کی رعایا ہین جس نے اُنہین ہر طرح کی آسانی و مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ ہندو و مسلمانون کے تعلقات ملکی تجارتی وغیرہ جسمین ایک دوسرے کا نفع ہے بکثرت ہین۔

دونون فریقون کو ہرگز ایسی بات نہ کرنا چاہیے جو کسی کی دل آزاری اور دلشکنی کا باعث ہو۔ آپس مین موافقت کے ساتھ رہنا اُن کی بہتری کا سبب ہے۔

اس نصیحت کو بڑی مسرت سے لوگون نے سُنا اور اعلان کیا۔ آپس مین اتفاق کی بنیاد مستحکم کرنے کے لیے انجمنین تجویز ہوئین۔ خدا کرے یہ ہدایت کارگر ہو۔ دنیا مین اتفاق سے بڑھکر کوئی خوبی نہین۔ کون شخص ہے جسکو اتفاق کی خواہش نہ ہو۔ اُس سے زیادہ بداندیش ملک و قوم نہین جو اسکا مخالف ہو۔ مگر حالات ملک اسکے

گواہ حال ہین کہ ہمکو ادہر سے مایوس رہنا چاہیے۔

کیا اتفاق ممکن ہے

انتظام عالم اسکا مقتضی نہین کہ تمام انسان یکدل ہو کر اپنی زندگی بسر کرین۔ اختلاف شروع دنیا سے چلا آتا ہے اور ختم دنیا تک اسی طرح چلا جائیگا۔ خیر یہہ تو ایک جداگانہ بحث ہے۔ ہندوستان مین ایک صوبہ تو بڑی چیز ہے۔ ایک شہر ایک قصبہ۔ ایک قریہ ایک محلہ۔ ایک خاندان کا تو پتہ دیجئے جسمین اتفاق ہو۔ اس زمانہ مین تو دو حقیقی بھائیون مین محبت پائی جائے تو وہ بھی حسن اتفاق ہی سمجھی گا۔ گاوکشی۔ اردو ناگری۔ انتخاب میونسپل و لوکل بورڈ کے جھگڑے۔ مشرقی بنگال کے آپس کے فسادات صاف بتا رہے ہین کہ ہندو مسلمانون کے خیالات ایک دوسرے کیطرف سے کشیدہ ہین تعجب اسکا ہے جو اپنے آپ کو حامی اتفاق بیان کرتے ہین انہین کی ذات سے یہہ جھگڑے پیدا ہوتے ہین اس قسم کے جھگڑون کی ابتدا سربرآوردہ ہندو یا مشیران کانگریس کیطرف سے ہوتی ہے۔ یہہ لیڈران اتفاق زبانی باتون کا طوفان کی بہت کچھہ سناتے ہین مگر عملاً ثابت کر رہے ہین کہ وہ مسلمانونکی قومی خاصیت بلکہ اُن کو صفحہ دنیا سے مٹا دینے یا جلاوطن کرنے مین اپنی بھلائی سمجھتے ہین۔ بعض ہمارے ہموطن بھائی فرماتے ہین کہ مسلمان ہندوستان کے باشندے نہین ہین جیسے باہر سے آئے تھے اُدھر ہی چلے جانا مناسب ہے جبکہ اہل ملک ناراضمند ہون تو اپنا بوریا بدھنا باندھکر چلتے پھرتے نظر آئین۔ ملک ہندوؤنکا ہے انکا ادب کرنا ہے۔ ورنہ یا جب یہہ کم تعداد جماعت متحد ہو کر رہنا۔ ملکر کام کرنا پسند نہین کرتی تو بہتر ہے کہ اپنے ہم مذہب بھائی حکمرانون کی آبادی کو چلی جائین۔ انہین بھی آرام۔ ہندوؤن کو بھی آسایش۔ یہہ ہر خطرے سے بچ جائینگے۔ بات تو معقول ہے۔ گذشتنی نہین ہم جائین بھی تو گورنمنٹ مانع ہوگی۔ مطیع فرقہ تو گورنمنٹ کا قوت بازو ہوا کرتا ہے۔ جلاوطنی باغیون کا حق ہے جنہین خوف ہو وہ اپنا بندوبست کرین ہمین کوئی خطرہ نہین۔ بن بلائے کی بھی ایک ہوئی۔ جو قوم کسی وقت فاتح کی حیثیت سے آتی ہے اُسے کسی کی اجازت کی کیا ضرورت جو مار کر آئے گا وہ مر کر بھی نہ جائیگا۔

خطرہ کی بابت ایک امریکن اخبار کی رائے ہے۔ اگر انگریز انتظام چھوڑدین تو ہندوستان کے پانچ کروڑ چیتے ہندوؤن کو پھاڑ کھائین۔ اسپر ایک نیک خیال مسلمان نے جواب دیا کہ پانچ کروڑ چیتے کیسے چھ کروڑ شیر ہین مگر شریف و محسن پرست۔

اس سے سمجھہ جائیے کہ بیرونی دنیا مین کس سے کسکا خطرہ سمجھا گیا اور سوچئے کہ آپ کے خیال سے باہر آپ کی طاقت کا تخمینہ کیا جاتا ہے۔

روشن خیال مسٹر گوکھلے نے اس کمزوری کو اسطرح تسلیم کیا ہے کہ ہندو گو تعداد مین زیادہ ہین مگر نیچ قوم جنکا چھونا درکنار اونکی سایہ سے ہندو بھاگتے ہین جن مین ایک ہی جسکو نہین اُن کو مستثنیٰ کردینا چاہیئے۔ پس دوسرے ممالک مین جس گروہ کی کمزوری کا خیال ہو اور جسکو اُس قوم کے لیڈر تسلیم کرین جو موجودہ باامن سلطنت کی قدردان نہو۔ اب خیال کیجیے کہ کافرنعمت ناشکرگذار کمزور کون ہے۔ اور کس کے خیالات ہموطن۔ ہمسایون کی محبت و اتحاد کی بیخکنی کر رہے ہین اور کس کی ریائی پالیسی کی گردن پر اتفاق نہ ہونے دینے کا خون ہے۔

اُردو ناگری کی بحث نے اچھی طرح ثابت کر دیا کہ آپس مین کسقدر اجنبیت و بے لطفی ہے۔ اُردو زبان جسکے متروک ہوجانے سے مسلمان اور ہندوؤن کو برابر نقصان پہنچیگا۔ کل ہندو تعلیمیافتہ جماعت جنکی تعداد مسلمان تعلیمیافتہ گروہ سے بہت بڑی ہے اُردو زبان بولتے اور اپنے تمام علمی اور روزمرہ کے کامون مثل خط و کتابت وغیرہ مین اُردو حروف ہی کو استعمال کرتے ہین۔

اُردو زبان مسلمانون کی میراث نہین۔ ضرورت زمانہ سے ہندوؤن اور مسلمانون کو ایک زبان اختیار کرنی پڑی۔ اب وہ زبان کل باشندگان کی مادری زبان ہوچکی ہے ہندی سیکھنے مین دونون قومون کو برابر دقت ہے۔

خاص گروہ ہنود جو اُردو کو مٹاتا اور پھر بھاشا کو بجاے اُردو کے عدالتون مین

جاری کرانا چاہتا ہے۔ اُسکی کوششین وگرمجوشی دو وجوہ پر مبنی ہین۔ اول وجہہ محض خیالی اور سخت افسوس کے قابل ہے۔

ایک روشن خیال محب ملک کو سفر ریل مین دو تعلیمیافتہ ہند و صاحبون کی گفتگو سُننے کا اتفاق ہوا۔ ایک صاحب نے جو غالباً کالستھہ قوم کے تھے اپنے ساتھی سے دریافت کیا کہ آپ لوگ اُردو زبان کی مخالفت پر کیون اسقدر آمادہ ہین۔ آخر ہم لوگون کی بھی مادری زبان اُردو ہی ہے۔ اور اس تبدیلی سے ہم لوگون کو بھی اسیقدر دقتین برداشت کرنا پڑینگی جسقدر مسلمانون کو۔ دوسرے صاحب نے جو یقیناً برہمن قوم کے تھے جواب دیا اسپر نہ صرف مسلمانون بلکہ ہند و صاحبون کو بھی افسوس کرنا چاہیے۔

برہمن صاحب نے فرمایا کہ اصلیت تو یہہ ہے کہ مسلمانون نے ہمارے ساتھہ جو جو ظلم و تعدی کی تھی اُن کو بھولنا ہمارے اختیار سے باہر ہے اُن کی حکومت کی تاریخ ایک خار ہے جو ہر وقت ہمارے پہلو مین چھبتا ہے۔ اُردو اُسی نامبارک زمانہ کی ایک نشانی ہے۔ اُسکو دیکھکر ہماری آنکھون مین خون اُترتا ہے جب تک یہ صفحہ ہستی سے نیست و نابود نہ ہولے اُسوقت تک ہم کو چین نہین۔ یہہ خیال ہے جسنے اُردو کی مخالف ہندی کے حامی گروہ کو اپنی کوششون مین دیوانہ بنا رکھا ہے۔

گو مسٹر سرندرناتھہ بینرجی نے اپنے خط مین جو ڈیلی ٹیلیگراف مین شائع ہوا ہے مفصلۂ ذیل الفاظ مین اپنی قوم کو نصیحت کی ہے "گذشتہ مسلمانون کی فوقیت کی ہر ایک نشانی کو مٹا دینے کا خیال۔ جو ہماری طرف منسوب کیا جاتا ہے ایک ایسا خیال ہے جو سوا ے ایک مجنون آدمی کے اور کسیکے دماغ مین نہین آسکتا یہ خیال اُن یادگار کو قایم رکھنے والی عمارات سے جو دہلی اور آگرہ مین باقی رہ گئی ہین اور منجملہ اس دیرپا مدبرانہ یادگار کے جو آئینہ اکبری مین محفوظ ہے۔ اور بلحاظ اُس مفید پالیسی کے جو سب سے بڑھکر شریفانہ یادگار ہے اور جو اگرچہ کسی کتاب مین نہین پائی جاتی لیکن

جسکا نقش ہمارے دلون پر بہت گہرا ہے اور جو اُس محبت آمیز عزت مین مضمر ہے جو ہم گذشتہ زمانہ کے اکابر اہل اسلام کی نسبت اپنے دلون مین پاتے ہین۔
اور جو موجودہ زمانہ کے ہمارے ہموطن مسلمانون کی اس خالص محبت کے پیرایہ مین ظاہر ہوتی ہے جو ہمکو اُن سے ہے"

جس تعصب کا علاج اس قسم کی مصلحت آمیز نصیحتون سے بہی ناممکن ہو اُس کو اُردو کے مخالف گروہ کی ایسی بیماری کیطرف منسوب کرنا چاہیے جو لاعلاج ہو۔

دوسری بڑی بہاری وجہہ جو معاونین ناگری اور مخالفین اُردو کو اپنی قوم مین جوش پہیلانے کے لئے مستعد کر رہی ہے۔ وہ میدان مقابلہ مین مسلمانون کو زک دینے کا خیال ہے۔ بقائے زندگی کی کشمکش اور فوقیت نوع کا جد وجہد دن بدن بڑہتا جاتا ہے۔ ایک قوم یا گروہ دوسری قوم یا گروہ کو پس پا کرکے آگے بڑہنا چاہتا ہے۔ اگر مقابل قوم یا جماعت بودی یا غافل ہوئی تو لامحالہ وہ اُسکو روندتی ہوئی آگے نکلجائیگی دنیا ایسے بہیڑ کا مقام ہے جو ہمسے آگے ہین ہماری راہ روک رہے ہین۔ جو پیچہے ہین دبا رہے ہین۔ اگر ہم آگے نہ بڑہے تو پچہلے روندتے ہوے نکلجائین گے۔ اس لیے بغیر آگے بڑہے مفر نہین۔ مگر ہم خواب ناز کے متوالے پڑے ہوئے باد سحر کے مزے لے رہے ہین بڑہنا کیسا اُٹہنا دشوار ہے۔

مسلمانون مین اگر کوئی بات رہ گئی ہے جس سے اُن کی قوم مین زندگی کی رمق باقی ہے وہ اُردو زبان ہے اُسی زبان مین اُن کا لٹریچر ہے۔ اُسی زبان کے ذریعہ سے اُن کو مذہب کے اصول سکہلائے جاتے ہین۔ زمانہ موجودہ کے روشن خیال مصلحان قوم کی تصانیف جو بیدار کرنے والی بچون کے لیے فرائض کی کتابین اسی زبان مین ہین۔ ان کتابون کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے جو مسلمانون کو کچہہ دن اور زندہ رکہنے کے لئے کافی ہے۔ اگر کوئی ایسی تدبیر ہو کہ اُردو زبان بالکل کمزور اور متروک

ہو جائے تو اُس کیساتھہ ساتھہ اُن کے قومی ولولے و مذہبی جوش بھی رخصت ہو جاینگے گو
پھر میدان جیت لیا مسلمان انگریزی مین ہمسے پیچھے ہین - اُردو زبان محض بلازمت کی لالچ
مین پڑھتے ہین - نوکری پیشہ لوگ ہندی حروف مجبوری سے حاصل کرینگے لیکن اس
زبان مین کوئی بات ایسی اُن کو نہ ملیگی جو اُن کی غفلت پہ تازیانہ کا کام دے - یا اُن کو
اپنی تاریخ یاد دلا دلا کر پھر اُبھرنے پر آمادہ کرے - اور عوام الناس تو بنگال اور دیگر
صوبجات ہند کے مسلمان کاشتکارون کیطرح اپنی اصلیت کو بھی رفتہ رفتہ بھول جائینگے
اور شودرون کیطرح اعلیٰ اور متمول قومون کی خدمتگزاری مین نہ اُن کو کسی قسم کی عار ہوگی
اور نہ کبھی ہمسری کا دعویٰ -

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہندوؤن کا مطلب مسلمانون کو زک دینا یا پامال کرنا نہین ہے
بلکہ ضرورت کی وجہہ سے کوشش کر رہے ہین تو اسکے جواب مین بجز اسکے اور کچھہ عرض
نہین کیا جاسکتا کہ وہ شخص یا تو دانستہ غلط بیانی کرتا ہے یا اصلی واقعات سے بیخبر ہے
اُسکے خیال کی تردید اس سے ہوسکتی ہے کہ آج تک کسی اہل ضرورت نے کبھی کوئی
شکایت اُردو زبان کی نسبت نہین کی - اب وہ لوگ اُردو زبان کے ماہر ہین کے
گھر مین اُردو زبان مروج ہے جن کی مادری کے علاوہ کاروباری زبان بھی ہے
ان کا گورنمنٹ مین شاکی ہونا اور بلا امتیاز قوم مین جوش پھیلانا کسی ضرورت پر مبنی
نہین ہوسکتا -

اس کو ہم قبول کرتے ہین کہ نہ مسلمان ہندوستان مین آتے نہ اُردو کا وجود
ہوتا - تو محض اس خیال سے کہ اُسکے باعث مسلمان ہوئے کوشش کیجائے نیست و
نابود کر دینے اور اُس یکجہتی کے پاکیزہ خیال کو جو دو متضاد مذاہب اور اجنبی قومون
مین اس زبان کے طفیل پیدا ہوا کھو دینے سے بڑھکر کوئی ناپاک یا ناشائستہ سلوک یا
شریف دل انسانون کے لیئے ہوسکتی ہے -

۱- ترقی انسان کی بڑی باعث حمیت ہے۔ جس قوم مین یہہ نہین وہ بالکل مردہ قوم ہے۔ جو نشانیان جس قوم سے منسوب ہین اُن کی حمایت کرنا اُس قوم کا فرض ہے صفحہ دنیا سے جب وہ یادگارین مٹ جاتی ہین تو وہ قوم ایک تاریخی واقعہ رہجاتی ہے اُردو زبان اور حروف مسلمانون کی قومی عظمت کی زندہ یادگار ہین اُن کا مٹجانا قومی زندگی اور قومی حمیت کے خاتمہ کی علامت ہے۔

۲- اُردو مین جو علمی ذخیرہ ہین وہ بنگالی۔ مرہٹی۔ گجراتی اور دیگر زبانون مین نہین۔

۳- ہندو مسلمان۔ انگریز جس زبان کو بآسانی حاصل کرسکتے ہین وہ اُردو ہے۔ یہی وجہہ ہے کہ امتحان سول سروس مین اُردو داخل ہے۔

۴- اُردو عام ملکی زبان ہے اُس مین عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ سنسکرت۔ بہاشا۔ انگریزی حتے کہ دیہاتی سب قسم کے الفاظ موجود ہین۔ یہی ایک ایسی زبان ہے جسکے ذریعہ سے ہندوستان کے خاص باشندے خواہ ہندو ہون خواہ مسلمان علمی ترقی بآسانی حاصل کرسکتے ہین۔

۵- برج بہاشا ایسی زبان ہے جو اسوقت ہندو مسلمان سب کے لیے اجنبی ہے

۶- سنسکرت کی نسبت یورپ کے عالمون کا خیال ہے کہ وہ کبھی ہندوستان مین بولی نہین گئی ہمیشہ کتابی زبان رہی۔

سر انٹونی میکڈانل نے جو رزولیوشن ۱۸ اپریل ۱۹۰۰ء کو پاس کیا اُسکی پابندی مین وکلا متعصب نے ناگری دان محرر رکھے عرائض نویس تنخواہ دار مقرر کیے تاکہ درخواستین بلا اُجرت ناگری مین لکھا کرین۔ سیکڑون آدمی وعظ کرتے پھرے کہ اُردو کو بالکل بھول جاؤ۔ اُردو پڑھنا قوم سے عداوت کرنا ہے۔

اس کارروائی سے مسلمان وکلاء و اہل اسلام فریق اور ججون کو سخت ایذا پونہچی اور بجائے آسانی کے دقتین پیش آئین۔ مخالفین کو فائدہ نہ ملا۔ ہارتہک کر انہین

خود ہی کمی کردی۔ اب بجز دشمنان اتفاق اور بدخواہان ملک کے کوئی اس وقت خیر عمل کی پاس نہین پہٹکتا۔

ملکی بہلائی پر ذاتی اغراض کو ترجیح دینا اور جس صورت مین فائدہ ذاتی نہ ہو ایک نہایت کمینہ خیال ہے۔ گورنمنٹ ایسے لوگون پر کیا اعتماد کرسکتی ہے جو ذاتی عناد متعصبانہ خیال سے ملکی اتفاق۔ قومی بہبودی کو چہوڑ دین۔ جو ذلیل نفع پر برادران ملکی کی دل آزاری پر آمادہ ہون۔ جو پرائے شگون پر اپنے خوبصورت شکل کو بدنما بنا ئین۔ جو محبان وطن کو روحی ایذا پہنچائین۔ وہ آڑے وقت مین گورنمنٹ کا کیا ساتہہ دے سکتے ہین اور کیونکر ملک مین اتفاق پیدا کراسکتے ہین۔

بعض کوتہ اندیشون کا یہہ بہی خیال ہے کہ ایسے جہگڑے جو ہندو و مسلمانون مین نا اتفاق کا باعث ہین مصلحت ملکی کی بنا پر بعض حکام گورنمنٹ خود ان کے بانی مبانی ہوتے ہین بفرض محال اسکا کوئی وجود ہے تو وہ گورنمنٹ کی کمزوری کو ثابت کرتا ہے۔ رعایا کی شکایات پبلک کی نارضامندی حکومت کی غیر اطمینانی کا سبب ہے۔ جن حکام کا ایسا ذلیل خیال ہو وہ بنیاد حکومت کو نقصان پہنچاتے ہین۔ اب یون لیجیے کہ ایسے جہگڑے جو آپس مین نا اتفاق پہیلاتے ہین کسی زبردست قوت کی تحریک ہی سے پیدا ہوتے ہین جسکی تسلیم کرنے مین ہر ذی شعور کو تامل ہوگا۔

تو ہماری کسدرجہ حماقت و کمزوری اخلاق ہے کہ ہم جان بوجہکر ان تحریکون کی تائید کرین۔ اس لحاظ سے تو خود بچنا چاہیے تاکہ تیسری قوت کو ہم مین نا اتفاقی پہیلانے اور ہمارے زوال قوت کا موقع ہی نہ ملے۔

گر یہہ صرف کہنے کی بات ہے مقصد اور ہی کچہہ معلوم ہوتا ہے۔ ہم اردو ناگری کے متعلق ایک روشن خیال شاعر کی نظم لکہتے ہین جو اس بحث پر عمدہ روشنی ڈالتی ہے۔ ؎

بعضون کی یہہ ہے راے کہ مسدود ہو اُردو
دفتر سے نہین ہند سے نابود ہو اُردو
اور دفتر سرکار سے مفقود ہو اُردو
ہندی کی ہو توسیع تو محدود ہو اُردو

تا شیخ رہے کوئی نہ اور خان ملازم
تہوڑے بہت اب ہین جو مسلمان ملازم

جب لشکر اسلام مین اُردو ہوئی شائع
شامل ہوئین اس مین بہی بزرگونکی طبائع
بہاشا نے ترقی کے دیے اسکو ذرائع
سعی اپنی بزرگون کی عبث کرتے ہین ضائع

صرف ان کی گلستان کی نہین فاختہ اُردو
ان کی بہی تو ہے ساختہ پرداختہ اُردو

جب یہہ ہو اُردو خط ہندی مین ہو تعلیم
ہو فارسی حرفونکی اگر لکہنے مین کچہ بیم
حصہ شکر زبان ہند کی اُردو ہوئی تسلیم
بہتر ہے کہ انگریزی ہی حرفون مین ہو ترسیم

کچہ ہیچ ہی کا ثمرہ ہے نہ کچہ بونٹ کا پہل ہے
اس کہیت مین گر ہے تو یہی پہوٹکا پہل ہے

دنیا مین رقابت نہین یورپ کی برابر
ہنگامہ نیا روز ہے یان گاؤکشی پر
تلوار لئے لیکن نہ دکہائے کبہی جوہر
تیار ہین سر پہوڑنے کو مسند و ممبر

کے جنگ برادر بہ برادر بسر آمد
در جنگ دو کس فائدہ تیر گر آمد

ہندی مین بہی واقع ہو اگر نقطہ کی تاخیر
کاتب کرے ماترہ یا نقطہ جو تحریر
تقصیر کو پہر آپ ہی پڑہ سکتے ہین تکبیر
کاتب کی ہے تقصیر زبان کی نہین تقصیر

اجمیر گیا کوئی تو غلطی سے مہاراج
کیا آپ سمجہ لینگے کہ وہ مر ہی گیا آج

ہندی ہو کہ سندی کہ فقط حرف ہون مسطور
ممکن نہین کل کام ہو اور عملہ بدستور

سنسکرت کا عنصر موجود ہے جسمین دونون کے بلکہ اورون کے لٹریچر و خیالات کے سمانے کی گنجایش ہے جسمین بڑہنے پہیلنے اور ہر قسم کی صلاحیت ہے اُسے نہ مٹائین ضد کو چہوڑین۔ یہہ پچہلی غلطیون کی تلافی کا وقت ہے۔ یہہ تدبیر اتفاق کی بہت آسان و مفید ہی۔ آسانی تو ظاہر ہے کہ زبان کے لحاظ سے دونون قومین ایک حالت مین ہین اور مفید اسلئے ہے کہ اس سے دونون قومون مین بہت جلد مضبوط اتّحاد کی توقع ہے۔ اسکے سوا اپنے قصّون کو فسانہ سمجہین۔ محمود غزنوی کی حملون کو مہابہارت سے بہی پہلے کی خیال کرکے بہولجائین۔ بزرگان دین پر طعن و بادشاہان اسلام کی توہین سے احتراز کرین۔ ہر مجسٹی شاہ افغانستان کے اخلاق سے سبق لین۔

بابر۔ ہمایون۔ اکبر اعظم۔ جہانگیر۔ شاہجہان کے ہوتے ایک اورنگ زیب کا تذکرہ ہی کیا۔ اگر اورنگ زیب ہی کو یاد کرنا ہے تو اسطرح یاد کیجیے کہ اُسکے سفری[۵] خیمہ گاہ کے ہمراہ کم و بیش تیرہ سو[۱۳۰۰] ہندو امرار و اہل دفتر ہمیشہ رہتے تہے جن کی مناصب یکصدی ذات سی لیکر چار ہزاری پنجہزاری ششہزاری ہفتہزاری ہوا کرتے تہے۔ اورنگ زیب نے بیشتر امرا ہنود کو بات کی بات مین دس[۱] دس[۱] لاکہہ روپیہ اور اشرفیان انعام مین دیدین۔ کابل کے صوبہ پر راجہ جسونت سنگھ کو حکمران کر دیا جس نیک نیت راجہ نے اپنے لیاقت و اخلاق سے اہل کابل کی دلون کو تسخیر کرلیا ہے

سلاطین بابریہ نے نہ فقط ہمارے ہموطن بہائی ہنود کے اجداد کو مثل امرار اسلام کے مناسب عالی پر ترقی دیکر اُن کا اعزاز و پایۂ اعتبار بڑہا دیا نہ فقط ایک بڑے رقبۂ ملک پر اونکو حکمران و فرمانروا بنا دیا نہ فقط لکہوکہا اہل ہنود کو راج کے راج۔ تعلقہ کے تعلقہ دوامًا عطا کر کے زر مالگذاری و مطالبہ سی ہمیشہ کیلئے بری کر دیا جسکی وجہ سی آجتک ہمارے ہموطن ہندو بہائی راج رج رہے ہین بلکہ انہین سلاطین نے مذہب ہنود کی بنیاد کو بجد قوی اور دنیا مین نمودار کر دیا۔

سب کو معلوم ہی کہ اہل ہنود مین مذہبی تعلیم براہمہ کے علاوہ اورون کیلئے ممنوع تہی اسلئے عام طور پر نہ اسکا رواج تہا۔ نہ مذہبی کتابون کی اشاعت۔ یہان تک کہ جب بودھ مت کی حکومت ہندوستان مین چارطرف پہیلی اور جابجا جنگ و جدل نے مذہب برہم کا تسلّط معدوم کر دیا تو اُس کی

اورنگ زیب کا بڑا بھائی داراشکوہ اس بات میں اکبر اعظم سے بڑھا ہوا تھا۔ اکبر اعظم نے باوجود
تسلط تمام صرف چند ہی مذہبی کتابوں کے ترجمے کرائے جو بلا شبہ نہایت کمیاب تھیں۔ لیکن
اُس اولوالعزم داراشکوہ نے تو وہ کام کیا کہ شاید ہی کسی علم دوست سے بن پڑے۔ اُسنے سوچا کہ
مذہب ہنود اسوقت تک مبہم و نامعلوم ہے جبتک اس مذہب کی کتابیں مقدس جمع کر کے حسب تحقیق
نہ شائع ہو۔ اسنے خیال کیا کہ اصل اصول مذہب ہنود بھی توحید ہے اور وید کے معدوم ہوجانے سے چونکہ توحید
والا اس مذہب سے رخصت ہوگئی ہے باقی بت پرستی باقی رہ گئی ہے اسلیے بہت سی غلط فہمیاں ہندوؤں کو مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو
ہندوؤں کی نسبت ہو گئی ہیں اور یہی بڑا سبب ان دونوں قوموں کے تفرقہ کا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی
مثنوی کے ایک شعر میں کہتا ہے ؎

کفر و اسلام در رہش پویان — وحدہٗ لاشریک لہ گویان

اور یہ اشارہ ہے وید مقدس کے اس فقرہ کی جانب۔ "ایکو برہم دوتیونا ستی" یہ فقرہ
بعینہ لا الٰہ الا اللہ کا ہم معنی ہے۔

داراشکوہ نے عنفوان شباب زمانہ ولیعہدی میں اپنے آسایش و آرام سے دست بردار ہو کر
محض نیک نیتی اور اپنی قوم کی اصلاح مذہبی کی دھن میں بنارس آیا۔ مدتوں قیام کرکے زبان سنسکرت
کو حاصل کیا پنڈتوں اور بڑے عالموں کو بڑے بڑے وظیفے دیکر بنارس میں قرار دیا گیا پھر تحقیقات کیں جسکے پاس
جتنے اشلوک زبانی یا تحریری وید کے تھے سب کے لیے اتنی ہی جستجو اور جانفشانی پر قناعت نہیں
کی بلکہ جب کاشی سے اس ... مہابھا کو جمع کر چکا تو دکن۔ کشمیر و کوہستانی شمالی ہند کے سفر کی
بیسوں زحمت گوارا فرمائی۔ اور جس جہاں تک تارک الدنیا کوہ و صحرا نشینوں سے جو جو اشلوک پائے سب جمع
کیے اور نہایت دقت نظر سے بڑے ذات حکمای مذہب براہمہ کی اعانت سے چاروں ویدوں کی تدوین کر کے
اسکا ترجمہ زبان مروجہ سلیس فارسی میں کیا اور سرّ اکبر نام رکھا جس سے یہ بات کھل گئی کہ ہندو مسلمانوں
کے باہم جتنا تفرقہ نسبت اصل اصول مذہب سمجھا گیا ہے وہ صحیح نہیں۔ چنانچہ سرّ اکبر کے دیباچہ
میں خود لکھتا ہے۔ مطالعہ قدیم ہند را بر وحدت انکارے و بر موحدان گفتارے نیست۔

غرض اسوقت جو وید مقدس کے ترجمون کی اشاعت اس کثرت سے ہے اور مذہب اہنود کے فلسفہ کو رونق وہ سب اسی محسن بنی نوع انسان شہزادہ داراشکوہ کو گران بہا احسان کا سبب ہے۔

مذکورۂ بالا کی اگرچہ اور بہی شواہد و سندین ہین لیکن طوالت کی خوف سے صرف کتاب الکھہ پرکاش مولفہ رای کنہیا لال الکھہ دہاری کے دیباچہ کے چند فقرات نقل کیے جاتے ہین وہ کتاب مذکور کی صفحہ ۱۶ مین لکھتے ہین "جب ہند سے سنسکرت کی تعلیم و تلقین جاتی رہی سمجھنا چاہیئے کہ وید محجوب و مفقود ہو گئی تہی اس عرصہ مین ہزارون راجے مہاراجے ہند و پت ہو گذرے مگر کسیکو اسطرف توجہ نہ ہوئی کہ اس آبحیات کو خاص و عام کیواسطی سبیل کرتا۔ آفرین صد آفرین شہزادۂ عالی ہمت اور بلند مرتبت داراشکوہ بہادر دارین کو کہ جو نعمت و دولت پہلے خاصون کو نصیب نہ تہی وہ عام کو بے منت بخشدی یعنی تمام اوپنکہدون کا جو گیان کے متعلق تہین محنت گوارا۔ لاکہون روپیہ خرچ اور صدہا پنڈت اور سنیا سیون کو جمع اور کشمیر و کاشی کی سیر سیاحت۔ اور متعصبان کے طعن کو تحمل کر کے سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کیا گویا دسترخوان صلح کل عام و خاص کیواسطے بچہا دیا اور دروازۂ جیون مکت و بدیہہ مکت کا کس و ناکس کیلیئے کہول دیا۔ اور نفسانیت کو مطلق دخل نہ دیا اور ہر مفلس کو شہنشاہ دارین کا بنا دیا اور اپنے پر دادا اکبر بادشاہ کے نام کو روشن کیا ؀

ناظرین انصاف دوست ملاحظہ کرین کہ مذکورۂ بالا بے تعصبی و رفاہ طلبی سے بڑہکر کیا ہو سکتا ہی کہ غیر مذہب کی بنیاد (باوجود مخالفت اعتقادات کے) اسطور سے بہزار کوشش و کاوش جما جائے کہ ابد الاباد تک قایم و دایم رہے۔

اگر سیواجی عالیشان مندر تعمیر کرجاتا اور کرورون روپیہ کی جاداد اُن کے لیے وقف کر دیتا تو بہی اس مسلمان شہزادہ کے اس نہایت پایدار و مفید کام سے بڑہکر نہ ہوتا۔ کاش جہان جہان کسی مسلمان بادشاہ کے تعصبات مذکور کیے جاتے ہین وہان اس گرانقدر حال کو بہی یاد رکہین تو بعید از انصاف نہین ہے اور نگ زیب پر مذہبی عناد و تعصب کا الزام دلیل کوتاہ نظری اور تاریخ سے بیخبری کی ہے۔ اسکو سنیئے۔ پنڈت وپچاری وظیفہ خوار داراشکوہ کہنے بے انتہا مدت

وہ عاگو تھے جب اُن کو داراشکوہ کے حالات کی خبر ملی تو بیحد صدمہ ہوا۔ اور اپنے بھجنوں مین اورنگ زیب کے مظالم اور داراشکوہ کی نیکیان و مظلومیت کے مضامین داخل کر کے گانا شروع کر دیا۔ اِسکی خبر اورنگ زیب کو لگی۔ چنانچہ تاریخ مراۃ العالم مین لکھا ہے۔

ہنگامیکہ رایات ظفر آیات باستحصال شورش شہزادہ شجاع بہ ہمت دیار شرقی بحرکت آمد کہ از دیرباز وظیفہ خواران و خیر طلبان شاہزادہ داراشکوہ اند بہ معتقدان خود را باظہار مظالم بادشاہ جمجاہ بہ بیعت و اعانت شہزادہ شجاع می کشند و شجاع نیز با ایشان رسل و رسائل دارد۔ قہر و غضب سلطانی زبانہ کشیدن گرفت بہ منعم خان سپہ سالار حکم محکم بہ نفاذ پیوست کہ بہ تعجیل ہر چہ تمامتر با فوج قاہرہ رو بہ شہر بنارس آوردہ آن بیچارگان را با تمامی بتکدہ ہا با خاک عدم برابر سازد۔ بہارامل حجابت نمودہ عرض کرد کہ اگر ہمان بتکدہ ہا و پنڈتان را بیاسا رسند کہ مرتکب این ہنگامہ پردازی و فساد اند قرین انصاف است عرض او پذیرای یافت۔ باصغای این خبر مہیبت اثر کل معتکفان و برہمنان بمقتضای الفرار مما لا یطاق بتکدہ ہا را خالی گذاشتہ رہ پیمای ادبار شدند۔ منعم خان چند بتخانہ ہا را کہ مشہور بہ وظیفہ مالی بود شکستہ از سنگ و خشت آنہا مسجد آراست۔

اس بیان سے بخوبی ثابت ہے کہ بنارس کے بعض بتخانون کے توڑ ڈالنے کا سبب بھی مذہبی تعصب نہین بلکہ پولیٹکل وجہہ تھی۔ اسکے ساتھ ہی یہہ ہویدا ہے کہ سردار بہارامل کی واجبی استدعا قبول ہو کر حدود انصاف کے اندر کارروائی کا حکم دیا گیا اور پھر بتخانہ کے بجای بھی عبادتگاہ ہی تعمیر ہوئی۔

لہذا حرکات مورث اختلاف سے پرہیز۔ خلوص محبت کی حاجت۔ اور منافقانہ دوستی سے حذر واجب ہے۔ اتفاق ناممکن ہے جب تک ہمارے دل صاف نہ ہون۔

ہندو مسلمانون کے پولیٹکل اغراض و حقوق یکسان نہین۔ اگر کوئی فریق بلا مزاحمت و ضرر رسانی دوسرے کے اپنے حقوق کے تحفظ کی معقول تدبیر کرے تو وہ مورد الزام نہین تمدن و معاشرت مین برادرانہ تعلقات ہون اور اتنا لحاظ ہمیشہ رہے کہ بالقصد ہم دوسرون کو

نقصان نہ پہونچائین۔

اگر اتفاق سے مراد خود غرضی۔ مذموم طریقہ سے سودیشی تحریک ناعاقبت اندیشون کے اقوال کی تائید۔ گورنمنٹ کی مخالفت مین اپنے حقوق کو بڑھانا۔ پبلک مین بدگمانیان پھیلانا حکومت کے جوے کو گردن سے اُتار پھینکنے کی آرزو ظاہر کرنا ہے تو صاف نہین ملک گیری کا دعوے اسے اتفاق نہین نفاق فرمائیے۔ مسلمانون کو جو ... اپنے ... ظاہر ... پہنچے اور پہنچتے رہتے ہین اُسکا اقتضا ہے کہ احتیاط سے کام لین۔

اور پھر جس قوت سے ہماری دینی و دنیوی اغراض وابستہ ہین اُنکا اقتضا ہے کہ ... طرف ... آپ اعتقاداً و قدرتاً ہونا چاہیے ہمسے اُس خیال کی امید رکھنا جو ہمکو کافر نعمت بنائے یا احسان فراموش ٹھہرائے قطعاً بیجا ہے۔ وفاداری ایک فیاض دلسوزی ہے جو انسان کے شریف طبقہ کو اپنی جان و مال کی۔ انصاف دوست حکمران یا خاص ذات پر وقف کرنیکی ترغیب دیتی ہے۔

برٹش گورنمنٹ موجودہ زمانہ مین اسلامی دنیا کی بڑی فرمانروا ہے ازروے تحقیق جس قدر مسلمان حکومت برطانیہ کے زیر فرمان ہین حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے نہین۔ اس لحاظ سے ہمین کتنا بڑا تعلق اپنی گورنمنٹ سے ازروی مذہب ہوگیا۔ تمام دنیا سے زیادہ اسلام کو ہر طرح کا واسطہ برٹش گورنمنٹ سے ہے۔ جہان جہان عملداری برطانیہ عظمیٰ کی ہے علانیہ تعلیم عقاید اسلامی کیلیے کوئی معترض نہین۔

مسلمان اگر انگلینڈ مین جاکر ترویج عقائد اسلام مین کوشش کرین تو کسی قسم کی ممانعت نہین اطمینان و آسایش سے ارکان دین کی تعمیل جو ان دونون ہم کرسکتے ہین کبھی نصیب نہ ہوئی جس دور حکومت مین ازروئے مذہب یہہ آرام ہو کوئی ایسا بیوقوف ہے جو اُسے غنیمت نہ سمجھیگا جو آزادی و آرام عثمانی سلطنت مین غیر مذہب والون کو اس زمانہ مین حاصل ہی وہی ہمین اسوقت یہان نصیب ہے۔

رہی دنیاوی آسایشین وہ تو حد شمار سے خارج ہین مختصر یہہ کہ ہمین ہر طرح آزادی حاصل ہے کہ بحیثیت رعایا کے واجبی حقوق طلب کرین۔ بے تکلف علانیہ رسوم و ارکان مذہبی بجا لائین

اپنے ماہر نکایت کا بذریعہ عرضداشت چارہ کار رہا ہین۔ دختر کشی نابود ستی موقوف۔ ٹھگونکی جماعت مفقود انسانی قربانی بند۔ ڈاکہ زنی کا عمدہ انسداد۔ شاہراہین صاف و بےخطر۔ نہرین بکثرت۔ ریل و جہاز کیوجہہ سے بری و بحری سفر کی سہولت تار کے سبب سے تجارت کو ترقی۔ پوسٹ آفس نہایت خوبی سے کمی محصول پر جاری۔ اسکول و کالج و یونیورسیٹیون کے باعث تمام علوم کے خزانے پیش نظر۔ بلحاظ قابلیت ہر شخص کو ملازمت کا حق حاصل۔ حصول انصاف کا بلا لحاظ قوم و مذہب عدالتون مین قرار دیا جانا۔ شفاخانے خیراتی موجود۔ چھاپہ خانے بے انتہا۔ اخبارات کو آزادی کی نعمت میسر۔ چیچک کی حفاظت کے لیے ٹیکے کا محکمہ ۔ امراض متعدی کیواسطے خاص انتظامات قیدیون سے جیلخانون مین مہذبانہ سلوک باہر جاکر معاش کے لیے پیشون کا سکھایا جانا۔ بذریعہ نلون کے پانی بہم پہنچانا۔ شہرون اور قصبون مین صفائی کا پورا انتظام تعلیم نسوان کی تحریک وغیرہ وغیرہ

غرضکہ ایک انصاف پسند شخص کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ انسانی ہمدردی مین۔ رعایا کی آزادی مین۔ رعایا کو مہذب بنانے مین دنیا کی کوئی گورنمنٹ انگریزی گورنمنٹ کو نہین پاتی۔

برٹش گورنمنٹ کی سلطنت کا حسن سلوک اسوقت پوری طور سے اندازہ ہوسکتا ہی جب ہم دوسری سلطنتون کے سلوک رعایا کے ساتھہ اسکا مقابلہ کرین۔ مثلاً حکومت روس وسط ایشیا مین۔ روس گو یورپ کی حکومتون مین ایک قدیم اور مہذب سلطنت کہلائی جاتی ہے مگر اسکے قانونون کا میلان اور نتیجون کا طرز عمل برٹش گورنمنٹ کی مقابلہ مین اگر وحشیانہ کہا جاوے تو بیجا نہین۔

یہود کے ساتھہ جو جابرانہ و ظالمانہ عمل کیے جاتے ہین انکا جواب شاید مذہبی اختلاف ماضیہ کی بنیاد پر مل سکے۔ مگر مسلمانون کیساتھہ خاصکر جو سلوک جابرانہ کیا جاتا ہے۔ وہ سننے کے قابل نہین اور بجد نفرت دلانیوالا ہے ان کے مذہب کی ادائی رسوم مین علانیہ روک ٹوک ان کی مدارس اور اوقاف مین دیدہ و دانستہ سنگ اندازی۔ ان کی تجارتون کیلئے ہر طرح سد راہ ہین۔ ان کی آسائیون کے بجے صرف ان کے راستون مین دقتین۔ اصلاح نہ کی جا بجا ان کی آسائیشون مین خلل ڈالے جاتے ہین ناکاقی بنیادون پر قتل و جلا وطن کیئے جاتے ہین۔ ان کی جائدادین ضبط۔ ان کی

مال ومتاع بیوجہ قرق مظلوم ومجبورون کو جان بچانے کے لیے دوسری سلطنتون سے امداد کی ضرورت۔ اور دوسری ملکون مین جاکر آباد ہونے کی حاجت پڑتی ہے۔

ایک راستباز روشن خیال ذی علم سلمان باشندہ قزان مملکت روس نے جن مظالم کا ہمسے استنبول مین تذکرہ کیا ہم اگر اُسکی تفصیل یہان بیان کرین تو اہل ہند مین سے ہر شخص کی آنکھون سے آنسو روان ہون۔

سلطنت مین شریک ہونا۔ اُسکے قانونون مین مشورہ دینا۔ اُس کی مجالس تک رسائی اِسکا تو ذکر ہی کیجیے حقیقت مین مملکت ہندوستان دارالامن اور روس دارالفرا ہے۔

برٹش گورنمنٹ مین اگر وہ جمتین مستثنیٰ کردی جائین جو ہندوستانیون کو خود ہندوستانیون کے ہاتھہ سے پونہچتی ہین تو یہہ کہنا بیجا ہوگا کہ دنیا مین کسی اجنبی سلطنت کے سایۂ حمایت مین یہہ امن وآسایش میسر نہین آسکتی۔ ناحق شناسی ہے اگر رعایائی ہند عموماً اور مسلمانان ہند خصوصاً اس نعمت کی قدر اور اپنے افعال واقوال مین سچی احسانمندی ظاہر نہ کرین۔

اپنی حاجتون اور ضرورتون کو بطرز معقول سلطنت کے کانون تک پہونچانا اور امید اصلاح رکہنا بیشک ایک قومی فرض ہے مگر آداب سلطنت اور حقوق فرمانروا کو نگاہ نہ رکہنا نہ صرف سوء ادبی ہے بلکہ علامت شقاوت ہے۔

کسی قوم سے اختیارات سلطنت خدا نہین لیتا جب تک وہ پایۂ انسانیت سے گر نہ جائے اور کسی قوم کو اختیارات سلطنت[۱] دست قدرت سے نہین بخشے جاتے جبتک اوس مین وہ اوصاف حمیدہ نہ پائے جائین جس سے ودیعت سلطنت اپنا ادا کرسکین۔ ان دو درجون کے فرق کو جب تک کوئی رعایائی مفتوح اچھی طرح نہ سمجھے گی حفظ مراتب نہین کرسکتی

---

[۱] پارہ ۱۷ - سورہ انبیاء ع ۷ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ خدا فرماتا ہے کہ ہم زبور مین نصیحت کے بعد یہہ بات لکھہ چکے ہین کہ ہمارے نیک بندے زمین (کی سلطنت) کے وارث ہون گے۔

چھوٹا اپنے بڑے یا بہتر سے اُسیوقت خالص حمایت مدد کی امید کر سکتا ہے جب ادب کیساتھہ اپنی کمی کو تسلیم کرتا رہے اور طلب ترقی مین خلوص عقیدت کو واسطہ گردانتا رہے۔ ہم اپنے ملک کے ہندو و مسلمان بھائیون سے خالصانہ التماس کرتے ہین کہ وہ اگر اپنی اور اپنے ملک کی بہبودی چاہتے ہین تو صحیح طریقے اور صحیح مزاج اختیار کرین اور بیجا شور و غوغا سے باز آئین۔ اور اُن لوگون کے کہنے پر عمل نہ کرین جنکی سند تفوق صرف یہی ہے کہ غیر ملکون کی زبان کے الفاظ روان طور پر بول سکتے ہین یا لکھہ سکتے ہین۔ مگر جن کو اس بات کا تجربہ یا اندازہ نہین کہ سلطنت کے مفید ہونے یا اُسکے امور مین شریک ہونے کے لیے رعایا کو کیا کیا صفات درکار ہوتی ہین۔

مدارس کے امتحان مین کامیاب ہونا۔ یا تجارت اور دیگر پیشون کو کامیابی سے کرنا اس بات کو نہین بتا سکتا۔ افراد منتشر اور مختلف الاعمال و خیال ہرگز شیرازہ قومی حاصل نہین کر سکتے جبتک وہ انضمام طبعی خواہ بجانب قدرت خواہ بجانب تربیت پیدا ہو جسکو انگریزی مین آرگنیک اور ہماری زبان مین حیات ترکیب کہتے ہین۔ مثلاً جہان ایسے افراد بکثرت ملتے ہون جو دوسرے افراد کو خواہ اختلاف مذہب خواہ خود غرضی۔ خواہ عداوت کی بنیاد پر نقصان پہنچانیکے لئے مستعد ہون وہان سب افراد ملکر ایک مجموعہ متفق الاغراض جسکو قوم کہتے ہین کیسے بنا سکتے ہین۔ اسلیئے نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جبتک ہندوستانی رفتہ رفتہ ترقی کر کے استحکام و توافق کیریکٹر حاصل نہ کرلین ایسی رعایات کے متقاضی یا متمنی نہ ہون جسکا عمل بلا امتیاز ہر کہ و مہ سے متعلق ہو۔ شخصی فضیلت بیشک ایسی چیز ہے جسکا امتیاز ہر وقت ضروری اور مفید ہے۔ اس امتیاز شخصی سے مستفید ہو کر اُن کا فرض ہے کہ ایک خاص حد کے علو کیریکٹر پیدا کرین اور اوس کے بعد قومون کی فہرست مین اپنا شمار کرین۔ مگر کسی صورت مین یہہ جائز نہین کہ کفران احسان کرین۔ یا سوء ادبی اُن محسن فرمانرواؤن کی شان مین برتین جن کی بدولت ہندوستان کو مغربی روشنی سے استفادہ کی نوبت پونہچی ہے۔ تجدد و مساوات کے شوق و حرص مین نابینایانہ دوڑ پڑنا۔ اور حفظ مراتب کا لحاظ چھوڑ دینا ہندوستان کے لیئے سیدہا راستہ تباہی و بربادی کا ہے۔ امتیاز

مساوات وغلبہ تفضیل اور شان برتری ایسی چیز نہین کہ دام دیکر خرید کی جاوے یا اپنے دوست سے
مانگی جائے۔ یہ انعام خداوندی ہے جب دو شخص برابر ہونگے۔ قانون قدرت ہے کہ ایک
دوسرے کا اعزاز کرے۔ اور جب ایک دوسرے سے بہتر ہوگا تو ضرور ہے کہ کمتر بہتر کو از خود
اعلے سمجھے۔ یہ امتیاز اور رعایتین جو سندات اور فرمانون سے حاصل نہین ہوتی ہین۔
قدرت از خود ان قومون سے عمل مستحکم و میز کردیتی ہے ہ

کل سہی۔ کالج سہی۔ ریل سہی۔ تار سہی — ہر طرح کے نئے ڈھنگ کے ہتیار سہی
صنعت وحرفہ سہی دولت بسیار سہی — سامان شیشہ وچین دسلے ہی تیار سہی

اہل یورپ مین تو ہر بات ترقی کی ہے
پر کہو ہند نے کیا اس مین ترقی کی ہے

ہند کے واسطے کافی نہین یورپ کی نظیر — ایک ہو سکتے ہین کیونکر یہ غریب اور وہ امیر
بات مین ان کی تو باقی ہے ہی ایک لکیر — روز وشب سینہ ہے بیٹھے ہین یہ ہو کر فقیر

وہ بھی اب ہاتھ سے چھن جانے کی تدبیر ہوئی
خوب ہمدردی تری ایک قیامت پہ ہوئی

اعتراضات کی تفصیل اور اُن پر ریویو

رموز سلطنت سے عوام ناواقف ہوتے ہین اس بنا پر اُن کے اعتراضات فرمانروایان ملک کے بابت ہین قابل عفو ہین مگر غلط فہمی پہیلانے خود ایک امر قبیح و تخم تفرقۂ امت ہے۔ لہذا ہم کشف غطا کے طور پر چند دخل مقدر و متذکرہ یعنی اُن حجابون کے اُٹھانے اور بدگمانیون کی بیخ کنی کی کوشش کرنا چاہتے ہین جو اعتراض کی شکل مین لوگون کے ذہن نشین ہین یا جن کا تذکرہ زبانون پر آچکا ہے اس مین نہ عوام سے مناظرہ کا ارادہ نہ کسی سلطنت کی خوشامد منظور۔

زبان خلق ایک عجیب بیچین چیز ہے اور نہ معلوم یہ بات کس عالم متنفس کی عیب و ثواب پر بحث ہو

قیل ان الله ذو ولد	قیل ان الرسول قد کهنا
ما نجی الله والرسول معا	من لسان الوری فکیف انا

مگر خداوند عالم کی عجیب قدرت ہے کہ معترضین کے اعتراض بجائے اسکے کہ پاک لوگون پر دہبہ لگائین اُن کی عظمت کو نگاہ خواص مین بڑھاتے ہین۔

مجالس لیڈیز کی شرکت | اہل یورپ اور اصلی باشندگان ہند کے لیے تو کوئی موقع نکتہ چینی کا نہین مگر بعض ہندوستان کے اور شاید اہل کابل کے نادان دلون مین یہہ خدشہ گذرا ہے کہ اعلیحضرت شاہ افغانستان نے بعض ایسے صحبتون مین شرکت کی جہین عورات بھی شریک تہین۔ اسکو وہ ایک امر خلاف شریعت اور نیز منافی شان امیر کے بتلاتے ہین۔ ہمکو اس موقع پر وکالت کا کام منظور نہین بلکہ ایک محاکمہ لکھنا چاہتے ہین جس سے معلوم ہو کہ شریعت کی قیدین کہانتک عورتون کے ساتھ معاشرت مین محدود ہین۔ اور آیا امیر نے کوئی فعل ایسا کیا کہ جس سے کسی قید شریعت یا اُن کی شان امارت مین خلل آیا۔ اس محاکمہ مین ہمارا روی سخن اُن ناعاقبت اندیش اور امور شریعت ناشناس عوام سے نہین جن کو یہہ خبر نہین کہ فحوائے احکام شریعت کیا ہے اور جو وہ اپنی زبان سے کہتے ہین یا دماغون مین پکاتے ہین نفس بحث سے متعلق ہے یا نہین۔

تمام احکام شریعت کے تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر محرم مرد اور عورت کو معاشرت مین ایک خاص حد محدود سے گذرنا عام طور پر نامناسب اشاطیر قدرت ہے۔ مگر اُسی کیساتھہ شریعت مین جو مراعات حقوق سلوک نسوان مین ہر اُس کی وسعت کی کسی قانون دنیا مین مثال نہین ہم یہان پر اپنے قلم کو اس استفار مین ٹھہراتے ہین کہ کوئی محقق مذاہب ہمارے اس دعوی کے بطلان کی کوشش فرمائی۔ اُسکے بعد بیہ دریافت کرنا چاہتے ہین کہ آیا شریعت مین کوئی ممانعت ایسی ہی کہ باوقار معزز عورتون سے اجتناب کلی کیا جاوے یا کوئی دیوار خیالی درمیان مین حائل سمجھی جاوے۔ اُن عوارت کو جو پابند شریعت ہین بیشک حکم ہے کہ نامحرم مردوان سے آزاد طور پر مرابطت نہ رکھین۔

قانون ۵۷

یہ مضمون احتیاط کو خداوند عالم اپنے کلام پاک مین اس آیت سے بتلاتا ہے۔

۵۸ ۱۰۰ سورۂ نور

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا الخ

اس مین مومنین و مومنات دونون کے لیے ارشاد ہے کہ وہ اپنی نگاہون اور شرمگاہون کی حفاظت کرین۔ اسی کیساتھہ کلام ربانی مین صاف ارشاد ہے "لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا" ورنہ تمام دنیا مین چاہیے تہا کہ حرام ہوجاتا عورتون کا یا عورتون سے مردون کا بیع و شری۔ اور دنیا کے آدہے کام تقریباً مسدود ہوجاتے۔

اسیطرح غلامون کی بیع و شری ہی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ امتناع یا نہی صرف بغرض انسداد فتنہ و خرابی ہے۔ شلاً شریعت کہین ممانعت نہین کرتی کہ جس عورت سے خطاب نکاح ہو اُسکو مرد نہ دیکھہ لے یا مرد کو عورت نہ دیکھہ سکے۔ اسیطرح طبیب و مریض یا شہادت و حکومت کے معاملات ہین وہ حکم کلی امتناعی بے استثنٰے کیے بڑھا نہین جاسکتا۔ بلاد اسلام مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ۔ استنبول۔ دمشق۔ بیت المقدس۔ بیروت وغیرہ مین تمام معزز خواتین اسلام

بذات خود بازارون مین جاکر خرید و فروخت کرتی ہین۔
اسکے برعکس شریعت مین کہین ممانعت نہین ملتی کہ دوسری ملت و قومون کی عورتین جو اپنی رسم و رواج اور مذہب کے موافق پردہ نشینی کی پابند نہین اُن کے حضور سے بضرورت ملکی بحالت سیاحت۔ بصورت میزبانی و مہمانی اجتناب قطعی کیا جاوے۔ اصول فقہ ہے الضرورات تبیح المحظورات یعنی ضرورت ممنوعات کو بھی مباح کردیتی ہے۔ یہہ سرسری ملاحظہ باعتبار قیود شریعت کے ہے۔
عقلاً تھوڑے سے غور کے بعد معلوم ہوگا کہ ایشیا اور یورپ کے طرز معاشرت و عوارات کے عقل و دانش مین کیا فرق ہے اور ایشیای مردون کو۔ یورپ کی باوقار معزز عوارات کے حضور سے کیا استفادہ کی ضرورت ہے۔
ایشیا مین عورتین اپنی کم علمی اور دنیا کی ناتجربہ کاری کیوجہہ سے تمام امور مین بجز خانہ داری کے ایک صنف بیکار رہی ہین۔ مگر یورپ کے حالات جاننے والے جانتے ہین کہ عوارات یورپ اور خاصکر طبقات عالیہ مین کس مرتبہ پر ہین موازنہ صحیح سے معلوم ہوگا کہ یورپ کی ترقی مین آدہا حصہ یا بلہ غالب عورتون کی وقار و عالیمرتبی کا نتیجہ ہے۔
ایشیا مین آٹھہ دس برس تک کے لڑکے جبتک مدرسے و مکتبون مین نہین جاتے علم کے حصے سے محروم قطعی رہتے ہین۔ یورپ مین تعلیم یافتہ عوارات کی بدولت اُن کے بچپن کا سچا زمانہ تعلیم و تربیت ایام مہد سے شروع ہوتا ہے۔
ایشیا مین نوجوانون کی جوانی کا زمانہ سب سے خطرناک ہی اُس مین گمراہی کا بڑا اسباب ایشیا کی عورتون کی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ یورپ مین اُس کے برعکس شباب خواہ مرد کا ہو خواہ عورت کا تشکل معقول وہان کی عوارات کی زیرکی و ہوشمندی سے صورت پکڑتا ہی جو تمام عمر اُن کی خصائل حسنہ کا ذمہ وار رہتا ہے۔ ایشیا کی نوجوانون کو جو موقع عورتون کی پردہ نشینی کیوجہہ سے جادۂ اعتدال سے گذرنے کے میسر آتے ہین وہ یورپ کی تجربہ کار قابل بیبیون کی نگہداشت سے

مسدود رہتے ہین اس تمہید کی بعد مباحث ذیل فیصلہ طلب معلوم ہوتے ہین۔

اوّل آیا ہر مجسٹی ہیرنے کوئی صحبت خود ایسی تلاش کی جسمین کوئی امر خلاف شریعت تہا مثلاً مشارکت نسوان یا ایسے جلسہ مین شریک ہونا ایک امر ناگزیر یا ناجائز میزبان یا پاس تہذیب تہا

دوم۔ آیا ایسی خاص حالتون مین شریک اُن مجالس کا ہونا جہان لیڈیز بہی جمع ہون کسی حکم شریعت کے خلاف تہا۔

سوم آیا ایک باخبر والی ملک کو جسے اپنے ملک مین سلطنت ترقی دینا ہے ایسی صحبت خالی از مفاد یا ضروری تہی۔

امر اوّل[ا] پروگرام کے دیکہنے سے شک باقی نہین رہتا کہ کسی جلسہ مین امیر کی طرف سے کوئی ایسا اشارہ نہ تہا جس سے اُن کی منشا لیڈیز کی مشارکت کے باب مین پائی جائے نہ اُن موقعون پر اعلیحضرت کے افعال یا اشارات سے کوئی بات ایسی مترشح ہوئی جس سے اُن کی طبیعت کا میلان یا حظ لاینبغی پایا جاتا ہو۔

یورپین تہذیب کے موافق جس جلسہ مین لیڈیز شریک نہون وہ خلوص محبت سے خالی ہوتا ہے اور لیڈیز کی شرکت گوارہ نہونا۔ اُن کے قانون تہذیب مین بدترین شان وحشت ہے۔ سوائے اُن باضابطہ مواقع کے جہان محض مجالس امور سلطنت سے متعلق ہون یورپ مین کوئی صحبت لیڈیز سے خالی نہین ہوتی۔ اور نہ معزز سمجہی جاتی ہے جبتک وہ شریک صحبت نہون۔ ایسی صورت مین جب اعلیحضرت کو۔ گورنمنٹ اور وائسرائے کی مجالس معاشرت مین شریک ہونا قرین مصلحت ہوا۔ تو اُن کو بجز اتباع قواعد میزبانان اور کیا چارہ تہا۔

عامہ خلائق کی کسی رواج عام کی خلاف ورزی خالی از قباحت نہین چہ جائیکہ دائرہ آداب سلاطین ایسے موقعون پر شاہون وشہنشاہون کی چہوٹی سے چہوٹی ترکات وسکنات معترضین کی نگاہ کے سامنے ہوتی ہین اور اُن کے ملکون کی نیکنامی وبدنامی اُن کے دانشمندانہ سلوک پر منحصر رہتی ہے۔ ایسے وقت مین عوام کو ایک مہذب رمز شناس فرمان روا

آداب پر نکتہ چینی کرنا نہ صرف خلاف عقل بلکہ سوء ادبی ہے۔ ٥

رموز مصلحت خویش خسروان دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

امر دوم | شریعت کے تمام اوامر و نواہی متعلق بمعاشرت نسوان پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت میں قید پردہ داری صرف مسلمان بیبیون کے لیے کیگئی ہے اور سد نامحرمی اونہین کے لیے حائل ہے مردون کے لیے گو بجا صحبتون سے اجتناب تبلایا گیا ہے مگر کہین یہہ قید نہین لگائی گئی کہ دوسرے ملک اور قومون کے رواج جو اسکے برعکس ہون اُن کی وجہہ سے کوئی مسلمان اپنے کاروبار بیع و شرا و ربط و ضیافت سے حذر کرے۔

مثلاً اگر ایسے ملک یا قوم مین گذر ہو جہان بیع و شری بواسطہ عورات ہوتا ہے تو کیا شریعت ایسے بیع و شری سے مانع ہے۔ یا ایسے احباب مین ضیافت کی نوبت آئے جہان قید شریعت کی پابندی نہین۔ وہان قانون میزبانی و مہمانی سے خلاف ورزی کی جائے۔

ایسے خدشے اُن تنگ دل تنگ نگاہ اور تنگ خیالون کے ذہن مین گذر سکتے ہین جو شریعت کو ایک تنگنائے ضوابط تصور کرتے ہین۔

شریعت وہ قانون وسیع ہے جو رہبانیت سے نفرت اور وسعت اخلاق و تہذیب نفس اور دنیا مین زندگی بسر کرنے کے آرام دہ و عمدہ اصول مطابق زمانہ سکھلاتی ہے ایک محلہ یا قریہ خاص کے رہنے والے مسلمان ایسے تنگ خیالون مین بسر کرسکتے ہین مگر وہ سیاح جن کو دنیا مین پہرنا ہے اور وہ والیان ملک جنکو قوم کی خدمت کرنا ہے اپنی فرض منصبی کو بغیر شرکت [illegible] معاشرت اقوام مختلفہ ادا نہین کرسکتے گو عوام نا آشنا ہون

امر سوم | بحث آخر الذکر شاید اول الاہتمام ہے۔ دنیا مین [illegible] سے دنیا آباد ہے تکو روانات کی تعداد برابر بتائی ہے۔ کسی خاندان یا محلہ یا قوم مین [illegible] نہ ہو مگر جب عالم کے [illegible] موجودات دیکھے جاتے ہین تو دونون قسم زن و مرد [illegible]

ملتے ہین اس سے ثابت ہے کہ دنیا مین رنج وخوشی مصیبت وراحت۔ ترقی وتنزل ہر طبقۂ جمعیت مین برابر ہوتے ہین۔

ترقی کرتی ہوئی قوم یا ملک مین عورتون کی قابلیت ہمیشہ نصف کی حصہ دار ہوتی ہے اسیطرح زوال یا قیام کی حالت مین انحطاط یا امتناع اُسی نسبت سے عورات کی ناقابلیت سے متعلق ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کسی قوم مین زوال آتا ہے تو جسقدر مردون کی ناقابلیت وجہ ہوتی ہے عورتون کی ناقابلیت بھی اُسی درجہ تک اسکا سبب ہوتی ہے۔ یا کوئی قوم یا خاندان ترقی نہین کرسکتا تو جسقدر مردون پر الزام لگایا جاسکتا ہے اوسیقدر عورات پر۔

جس روشنضمیر والی ملک کو اپنے ملک مین ترقی کی بنیاد ڈالنا ہو کیا وہ کوششون مین کامیاب ہوسکتا ہے اگر صرف مردون کے حالات پر نظر ڈالے اور عورات کے حالات نظر انداز کرے۔ فلسفہ کا معمولی ابتدائی مسئلہ ہے۔ تعرف الاشیاء باضدادھا مثلاً جس سردار نے توپ وگولے کی حقیقت کو نہین سمجھا اور نہ دیکھا وہ کیا سمجھ سکتا ہے کہ اُسکے سپاہی جن کے پاس محض تلوار ہے وہ میدان جنگ مین کسقدر معرض خطر مین ہونگے اسی طرح جس مدبر کے ذہن مین اصلاح قوم اور ملک ہو وہ اگر دوسری قومون کے مرد وعورتون کی تہذیب وترقی کو نہ سمجھتا ہو وہ اپنے ملک کی بیبیون کی حالت کی جو تنقیص تہذیب مین ہون کیا اصلاح کرسکتا ہے۔

اورجس قوم مین مرد وعورتون کی تہذیب روزافزون نہو اُس قوم کے لڑکے اور نوجوان کیا ترقی کرسکتے ہین۔

شریعت کی یہہ نصیحت کہ عورتون کیساتھہ زیادہ سے زیادہ مروت کی جاوے اور کسی صورت مین وہ تفوق جو قادر مطلق نے مردون کو قوامون علی النساء کی حیثیت سے دیا ہے بجز اُن کی اصلاح وفلاح کے کام مین نہ لانا چاہیئے اسوقت سمجھہ مین آتا ہے جب آدمی اُن قابل خاتونون کو دیکھہ لے جو ہر دلکش ترقی کا نمونہ ہین۔ ترقی مغرب کی فہرست مین

ہر مد بجاے خود ایک مرکز سبق آموز ہے۔ اور ہر مد مین ترقی تعجب انگیز ہے۔ کیا دخان اور اُسکی قوت۔ کیا برق اور اسکا اختطاف۔ کیا خواص حرارت۔ اور کیا خصائص اصوات۔ کیا جرِّ ثقیل اور کیا التفاف مقناطیس۔ مگر رموز تہذیب نے جو قوت یورپ کی مہذب اور قابل بی بیون کو دی ہے وہ کسی طرح اعجاز وقت سے کم نہین اور کسی قوت کو اُن کی قوت سے مقابلہ نہین مثلاً یورپ کی تربیت و تعلیمیافتہ خواتین نہ صرف نام آور اولاد کے ذرایع ہین بلکہ اپنے بچون کی پرورش و تعلیم کے لیے بہترین نگران اوستاد۔ اپنے خاوند کی حفاظت کے لیے عمدہ طبیب اور ہر وقت سمجھدار صلاح کار کی طرح دلسوز مشیر۔ اپنی دستکاری سے خاوند کی معاش مین مددگار ترقی۔ قومی و انسانی ہمدردی کی لحاظ سے اپاہج مصیبت مندون کی حاجت روا مسکین نادار علیلون کی تیماردار۔ مریضہ عورتون کے واسطے قابلہ۔ اپنے ملک کی آزادی کی بنا پر قوم کی لڑائیون مین زخمیون کی خادم ہین۔ قوم مین اہل فضل و اہل کمال پیدا کرنے کے لئے یہہ جذبہ سب سے زیادہ قوی سبب ہے۔ ان کی صفات کو بجاے خود ایک بسیط مضمون درکار ہے جسکی یہان گنجایش نہین۔

ملک اور مردون کے تہذیب اخلاق کے لئے خواہ مدرسے مقرر کیے جاوین خواہ محتسب متعین ہون۔ خواہ قانونی عدالتین بنائی جاوین۔ مگر یہہ سب کسی طرح مردون کے اخلاق کی اصلاح اُس درجہ تک نہین کر سکتے جو مہذب اور قابل بی بیون کے فیضان تہذیب سے ہو سکتا ہے۔ انتظامات اول الذکر صرف افعال و جوارح سے متعلق ہین۔ عورات کی ترقی اخلاق و تہذیب دماغ مردون کے وجدان یا دل و دماغ کی اصلاح کے لئے مختص ہے۔ ایک تلوار کا زخم ایک بہادر مرد کو اتنا دردناک نہین کر سکتا جس قدر کہ ایک نیک باوقار مہذب بی بی کی نگاہ ایک انبوہ احبا یا اعدا کا مرد کو اُس قدر ترغیب یا تحذیر نہین دے سکتا جتنا ایک مہذب باعصمت بی بی کا خیال (پاسداری)

جنگ یرموک مین جو سب سے آخر کوشش شہنشاہ ہرقل کی تہی فتح کا بڑا سبب عرب

عورات کی بہادرانہ تحریک وذاتی شجاعت ہوئی۔ دولاکہہ اسّی ہزار رومیون کا مقابلہ پینتیس ہزار عربون کو کرنا پڑا تہا۔

اس موقع جنگ پر تین مرتبہ رومیون نے اپنی کثرت کی بدولت عربون کو پسپا کر کے غلبہ حاصل کیا اور ہر مرتبہ عرب کی باحیا دلاور بیویون کی اس حمیت دلانے والی تحریک نے کہ اگر تمنے لڑائی سے مُنہ موڑا تو ہماری صورت نہ دیکہو گے عربون کو جوش دلاکر دیوانہ بنادیا اور بالآخر شکست فتح سے بدل گئی۔ اس جنگ مین محض تحریک ہی سے کام نہین لیا بلکہ خود بہی عورتین بڑی بہادری سے لڑین۔

ایسی بہت سی تاریخی مثالین موجود ہین جنمین محض شجاع وقابل بیویون کی مدد سے کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ زمانۂ حال مین جاپانی عورتون نے اپنے افعال واقوال سے ثابت کردیا ہے کہ ترقی یافتہ قومون مین کیا اسپرٹ پیدا ہوجاتی ہے۔

دنیا کی ابتدائی تاریخ سے جنگجو وحشی قومون مین لڑائی کی تختیون کا وبال ہمیشہ عورتون وبچون پر عضو ضعیف کی طرح گرتا ہے اور کیون ہ صرف اسیلیے کہ وہ نازک و بیقدر سمجھے جاتے ہین اور انسانی سے حیوانی جذبون کا شکار بن جاتے ہین۔

مگر جس قوم مین عورات ایک جزو ضروری معاشرت مین سمجھے جاتے ہین اور اُن کا وہ نپاک حصہ سمجہا جاتا ہے جسکی تاکید ہر زمانہ کی تہذیب عموماً اور شریعت نبوی خصوصاً کرتی ہے وہان ضرور ہے کہ ہر انقلاب مین اُن کے حقوق کی نگہداشت کی جاوے اور وہ معزز سمجھی جاوین۔

جبتک کسی قوم مین ترقی وجدان اُس حد تک نہین پہنچتی جہان دار وگیر کی ضرورت نہ رہے وہان کوئی سچّی ترقی تہذیب کے متعلق نہین ہوسکتی۔

توپین ڈہلین۔ کارخانے بنین۔ مدرسے بڑہین۔ دولت افزون ہو۔ مگر قوم کے مرد جب تک عورتون کے حقوق کی تعظیم سے واقف نہون نہ حملے کے قابل نہ حفاظت

کے لایق۔ امیر مرحوم اپنے سوانح مین لکھتے ہین کہ آیندہ زمانہ مین افغانستان اسوقت تک کامل ترقی نہ کرسکیگا جب تک اس کی عورتین تعلیمیافتہ نہ ہونگی۔

بچے اپنا پہلا سبق ماؤن سے لیتے ہین اور جو خیالات بچپن مین جاگزین ہوجاتے ہین وہ عمر بہر انسان کی عادات وخصائل دل ودماغ پر اسقدر حاوی رہتے ہین کہ بعد کی تعلیم انہین زائل نہین کرسکتی۔

ایسی صورتون مین اگر اعلیحضرت نے اِن صحبتون مین گزر فرمانا جائز رکہا تو کیا نعوذ باللہ یہ امر اُن کے تشرع وزہد پر دہبہ لگاتا ہے۔ یا اُس الزام کا مورد بناتا ہے جو ایشیا کے آخر ناعاقبت اندیش فرمانروایون کا حصہ تہا۔ انما الاعمال بالنیات ایک ہی فعل سے صاحب تقوی کو مستحق ثواب بناتا ہے اور وہی فعل باختلاف نیت غیر متشرع کو مورد عذاب ٹھہراتا ہے۔ گو تمام سفر مین اعلیحضرت شاہ افغانستان کے ہر قسم کے افعال نے اُن کو اہل تمیز کی نگاہون مین ایک بیمثل واجب التعظیم فرمانروا بنایا مگر آپ کی مرتبہ شناسی ایسے موقعون پر تائید منجانب اللہ تصور کی جاتی ہے۔ اسلیے کہ بجز ان مواقع کے باقی سب صورتین ایسی تہین جو اپنے ملک مین کم وبیش روز پیش آتی ہین اور اُن سے وقوف تام کوئی امر تعجب انگیز نہین مگر ایسی صحبتین ایک امر نادر الوقوع تہین اور ان صحبتون مین جہان نگاہ کی حرکت سے پلۂ تہذیب میزان امتحان مین جہکتا اوراٹہتا ہے۔ سر موجادۂ حسن مذاق اور وقار سے نہ گذرنا نہ صرف تعجب انگیز ہے بلکہ بے اختیار اعلیحضرت کے لیے لِلّٰہِ دَرُّكَ وَاَحْسَنْتَ کہلواتا ہے۔

سفر یورپ بڑے بڑے سلاطین نے کیا ہے۔ سلطان عبد العزیز خان موجودہ سلطان المعظم حضرت سلطان عبد الحمید خان کو ہمراہ لیکر عازم سفر یورپ ہوے وہان تمام صحبتون مین گذر فرمایا۔ حضور ملکہ معظمہ کے مہمان رہے۔

شاہ کجکلاہ حضور ناصر الدین شاہ ایران کا سفر نامہ اُن کی حالت سیاحت کا خود گواہ ہے

شاہ مظفر الدین چندبار یورپ تشریف لے گئے اُن صحبتون مین جہان لیڈیان تہین شرکت فرمائی۔ خدیو مصر ہر سال یورپ جاتے ہین۔
ان واقعات کی موجودگی مین ہز مجسٹی امیر افغانستان پر سفر ہند کے متعلق کہان تک موقع نکتہ چینی ملتا ہے۔ ہر صاحب انصاف اسکا خود تصفیہ فرمالے گا محبت کی آنکہہ کبہی نکتہ چینی کی جانب مائل نہین ہوتی۔ یہہ صرف مخالفت کی نگاہ ہے جو ہنر کو بہی عیب بناکر پیش کرتی ہے ؎

وَعَیْنُ الرِّضَاءِ عَنْ کُلِّ عَیْبٍ کَلِیلَۃٌ	وَلٰکِنَّ عَیْنَ السُّخْطِ تُبْدِی الْمَسَاوِیَا

اب ایک اور پہلو سے اس بحث پر نظر کیجیے

اور کچہہ جب اُسسے ٹہرا نہ سکے حسن پرست	شان اللہ کی محبوب کی صورت ٹہری

جمال خداوندی کا مظہر اتم عورت ہے اگر جمال خداوندی کا بدرجہ اتم کوئی مظہر ہوسکتا ہے تو عورت ہے۔ یہہ مقولہ بظاہر ایک شاعرانہ لطیفہ معلوم ہوتا ہے لیکن نظر تعمق سے دیکہا جائے تو اس مین مبالغہ شاعری یا بُعد واقعیت نہین۔ مذہبی پاک ارشادات اسکی تائید کرتے ہین۔ انسان کی آفرینش اور اسکا اس ہیئت کذائی سے مخلوق ہونا عام طور پر اِنَّ اللہَ خلقَ اٰدمَ علٰی صورتہٖ[۱] سے تعبیر کیا گیا ہے اور انسانی ہستی مین نفخت فیہ من الروحی[۲] کا دلآویز ارشاد موجود ہے جس سے اسلامی دنیا مین کوئی تعلیمیافتہ انکار نہین کرسکتا۔ حضرت امام اکبر محی الدین ابن العربی بہی اسکی تائید فرماتے ہین۔
یہہ استدلال اس امر کے ثبوت کے لیے کافی ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتہہ کیسا قرب اور اُس خالق بے ہمتا کو اپنی مخصوص مخلوق کیساتہہ کس قدر شفقت ہے جو ایسے وقیع لفظون مین خطاب دیا گیا۔ اللہ تعالےٰ کو انسان کیساتہہ خاص شوق و غیر معمولی توجہہ ہے واللہ رؤفٌ بالعباد واللہ بصیرٌ بالعباد

[۱] اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا
[۲] اور اس مین روح پہونکی

کے روسے وہ اپنے بندون پر ہر وقت نظر رحمت ڈالتا ہے لیکن دنیوی نظام ایسے سلسلہ مین مربوط ہے کہ جمال ایزدی کا اس عالم مین انسان کو دیکھنا محال۔ حدیث شریف مین وارد ہے کہ قبل از مرگ کوئی شخص خدا کو نہ دیکھہ سکیگا۔ البتہ یہہ ہم کو بشارت دی گئی ہے۔ کہ دوسرے عالم مین ہم جمال لازوال کی زیارت سے مستفیض ہونگے۔

مذہبی و اسلامی روایتین بالاتفاق اس بات کی توضیح کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی آفرینش کے بعد اُن کا ایک ہمجلیس بصورت[۵۱] اُنہین مین سے پیدا کیا جسکو نسوانی خلعت پہنا کر حوا کا خطاب دیا۔

ہماری سلسلہ نسل کے سب سے اول بزرگ نے جب جلیس کو دیکھا تو ایسی شفقت کی جیسے کوئی شے اپنی نفس کیطرف کرتی ہے اور اُس جلیس نے بھی ایسے ہی شوق و رغبت کا اظہار کیا جسطرح ہر چیز اپنے مرکز کیطرف رجوع ہوتی ہے۔

سلسلۂ رسالت کے خاتم افضل ترین مرسلینؐ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ[۵۲] احب الیّ من دنیاکم ثلاثہ۔ النساء والطیب والصلوٰۃ۔ اس ارشاد گرامی مین عورتون کا ذکر مقدم اور نماز کا بعد ہے۔ اسکا سبب یہہ ہے کہ عورت اپنے ظہور کی اصل مین مرد کی جزو اور نماز سے قبل ہے۔ اپنے نفس کا پہچاننا خدا شناسی پر مقدم ہے۔ من[۵۳] عرف نفسہ فقد عرف ربہ اسکا موید ہے ؎

بیہ	جو خود شناس نہین وہ خدا شناس نہین		جو دور آپسے ہے آپکے وہ پاس نہین

فاعرف نفسک یا انسان تعرف ربک کی روسے خدا شناسی اپنے نفس کے پہچاننے کا نتیجہ ہے۔

ملائکہ کو سجدۂ آدمؑ کے لئے مکلف فرمانا دران حالیکہ اُن کی عزت و لطافت نورانیت و تقدس قرب الی اللہ کی وجہ سے منافی شان تہا لیکن ؎

اگر نبودے نور حق اندر وجود	آب و گل را کے ملک کردند سجود	

کا قیمتی راز ایسا نہ تھا کہ انسان کو ملائک پر فضیلت نہ دی جاتی یا تو حید اوندی کے خاص مظہر ہونے کے باعث خود ملائکہ کو اُن کی عظمت کا اعتراف نہ ہوتا۔ یہ محض شان حق کا نتیجہ تھا جسے ؎

یہانتک دیا مجھکو حسن عروج کہ بندے سے مولا بنایا مجھے

اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ انسان میں نفس حق موجود ہے اور وہی انسان کی شرافت اور تفضیل کی دیگر مخلوقات پر حجت ہے۔ اس مقام سے استنباط ہوتا ہے کہ بندہ و رب میں کیسی مناسبت پیدا ہوئی۔ علاوہ معنوی واسطہ کے بڑی مناسبت صورت ہے اور فی الحقیقۃ یہہ اعلیٰ و اکمل ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ربوبیت اور انسان کی خلقت جو دو صنف مرد و عورت پر منقسم ہے اُسکی صفات خداوندی کے ساتھہ تسلیم کرنی پڑتی ہیں۔ تو یہاں سے یہہ نتیجہ با آسانی نکل سکتا ہے کہ بظاہر مرد کی محبت عورت کے ساتھہ اصل و جزو ہونے کے اعتبار سے ہے مگر فی نفس محبت اُس ذات بے ہمتا کی وجہ سے ہے جس سے وجود آدم ظاہر ہوا

حضور سید المرسلین کا ارشاد کہ مجھکو عورتیں محبوب ہیں محض بتعلق محبت خدا ہے جو چیز صانع بے مثال کو پسندیدہ ہو آپ کو بھی اُسکا مرغوب و محبوب رکھنا ضرور ہے

صوفیائے کرام کے نزدیک مشاہدۂ احسن الخالقین جنس نسوانی میں اور اسکا شہود منفعلی ہے اور مشاہدۂ حق اپنے نفس میں اس حیثیت سے کہ عورت اُس سے ظاہر ہوئی شہود فاعلی ہے اس صورت میں مشاہدہ باری تعالےٰ فاعلاً و منفعلاً دونوں اعتبار سے ہوتا ہے۔ چونکہ ذات خلاق عالم اہل عالم سے بالذات غنی و بے پرواہ ہے۔ لہذا بغیر مادوں کے صانع مطلق کا مشاہدہ ناممکن ہے ؎

طور و موسیٰ کی حقیقت پہ نہیں کرتے نظر دیکھنا کیا ہی سمجھہ رکھا ہے آسان تیرا

یہہ لن ترانی کی تفسیر ہے جب انبیاء کی خاص ذات کے لیے یہہ حالت ہے تو عام نوع انسان کے واسطے بغیر وجود مادہ کے مشاہدہ کیونکر تسلیم کیا جائے اور اگر ایسا ہے تو صنف نساء سے بہتر و افضل مشاہدہ جمال اصلی کا اور کسی مادہ میں ممکن

نہیین۔ ارشاد ختمی مآبﷺ مین عورتون کی محبت کا جو حکیمانہ راز ہے اُسکا انکشاف مذکورۂ بالا مطلب پیش نظر رکھنے سے بخوبی ہوسکتا ہے ؎

دوزخ تہا پہر بہشت بہی آدم کیواسطے / ہوتا اگر نہ حضرت حوا کا التیام
کیا وجہہ تہی زبان زد مخلوق کیون ہوئے / داؤد خوش کلام و سلیمان نیکنام
کیا بہید تہا کہ خدمت یعقوب سے جدا / کنعان سے اُکے یوسف مصری بنے غلام
کیون بکریان چرائی تہین موسیٰ نے دس برس / اورکس غرض سے طور کی جانب کیا خرام
گرتہا خلاف ملک تقدس وجود زن / یورپ مین عورتونکا یہ سب کیون ہوا احترام
وہ جنگ کس بنا پہ ہوئی تہی کہو شروع / بانی تہے جسکے لچھمن رستم بہادر و رام
معلوم خاص و عام ہے اُس برج کا بہی حال / جس برج کے تہے کشن کنہیا مہ تمام
کیا ذکر غیر دین کے بزرگان دین کا / الطیب والنساء نبی کا ہے خود کلام

اگرچہ یہہ بحث طویل ہے مگر ہم مختصر لفظون مین یہان ختم کیے دیتے ہین تشبیہاً یون لیجئے کہ نور باری تعالےٰ کا انعکاس اول آئینۂ آدم مین ہوا اور اُس آئینہ سے دوسرا آئینۂ حوا نورانی ہوگیا۔ اگر ہم ذہن سے وسط کا آئینہ نکال لین۔ کیونکہ آدمی اپنی صورت کو بنظر خود بلا واسطہ نہیین دیکہہ سکتا تو عورت مین اللہ کے نور کا انعکاس بلاواسطہ مشاہدہ ہوگا یہی وجہہ صاحبدل۔ صاحب دماغ۔ صاحب روحانیت بزرگوارون کی پسندیدگی و رغبت کی ہے کہ وہ پیکر نسوانی مین جمال خداوندی کا نظارہ کرتے ہین۔

پس امیر نے یورپین لیڈیون کے ساتہہ فیاضانہ خلق جائز رکہا تو علاوہ دیگر مصالح کے اصولاً بڑی وجہہ یہہ ہوسکتی ہے کہ وہ مہمان تہے۔ میزبانون کی خوش تمیز صاحب اخلاق بی بیان جن کے ساتہہ فیاض دست قدرت نے دلکش صورتین اور دلربایانہ سیرتین عطا فرمانے مین رعایت سے کام لیا ہے اور جو باعتبار حشمت و ثروت۔ جاہ و اقتدار مستحق شان شاہانہ۔ خوبی تعلیم وحسن تربیت مین

یگانہ۔ وادا ہای بے تکلفانہ مین اپنی آپ مثال ہین۔ جب تواضع و مدارات کی مجسم شکلین بنکر سامنے آئین تو اس صورت مین ظاہری اخلاق مین بخل کرنا۔ کج رخی سے پیش آنا وحشیانہ طریقہ سے کم نہین۔

اگر کہین ان موقعون پر برتاؤ مہذبانہ و اخلاق حسنہ مین اعلیحضرت کی جانب سے کمی واقع ہوتی تو بجاے اُس نیک شہرت کے جو پبلک اور مہذب قومون مین ہے اُن کو ایسے خطابات سے یاد کیا جاتا جسکے وہ کسی عنوان مستحق نہین۔

حُسن مین قدرتی کشش ہے

ناظرین یہہ امر محتاج ثبوت نہین کہ حُسن مین بجاے خود ایک صفت کہربائی و جذب مقناطیسی ہے۔ فطرتاً ہر دل اُسکی طرف کھچتا ہے۔ نباتات جمادات حیوانات تک کی خوبصورتی اپنی جانب مائل کرلیتی ہے اِس لحاظ سے انسان جو اشرف المخلوقات ہے اُسکی خوبیان بدرجہ کمال دلکش ہونا چاہئین۔

حکما۔ صلحا۔ اولیا۔ انبیا مین سے کون ہے جسکا طبعی رجحان اس دلفریب صفت کی طرف نہین۔ آنحضرت صلعم ہر جمیل چیز کو پسند فرماتے تھے اور قدرت کے جمال سے متاثر ہوتے تھے۔

ایک مصنف لکھتا ہے کہ عرب کے ہاشمی پیغمبر نے ہزارون راتین ستارون کے حُسن و جمال کا نظارہ کرنے مین بسر کین اور ہزارون دن جنگل و پہاڑ کے قدرتی منظرون سے لطف اُٹھانے مین گذارے۔ وہ عجیب کتاب جو اُن پر نازل ہوئی قدرت کے عجائبات کو مطالعہ کرنے اور آسمانون و زمین کے اسرار پر غور کرنے کی تمام انسانون کو ہدایت کرتی ہے حضرتؐ کا ارشاد ہے کہ صانع بمثال جمیل ہے اور جمال کو محبوب رکھتا ہے۔ طبیعت والون نے اس مسئلہ مین اتفاق کیا ہے کہ جمال کا اثر حیوانون پر بھی ہوتا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ کسی انسان پر جمال کا اثر اور اُسکا ولولہ موجزن نہ ہو۔ یہہ امر مسلمہ ہے کہ جمال کی تاثیر خاصکر انسانی طبیعتون پر بہت زیادہ ہوتی ہے

یہہ تاثیر اُن مین زندگی دل شگفتگی ۔ نازکخیالی ۔ نرم مزاجی پیدا کر دیتی ہے ۔

شیلر اپنی کتاب " زندگی کی کامیابی " مین لکھتا ہے کہ جو انسان ہر قسم کے حسن و جمال سے اثر پذیر ہوتا ہے اُسکا مذاق تربیت یافتہ و شایستہ ہو ۔ جو شخص کوئی دلفریب آواز یا کوئی عجیب شعر سُنکر جھومنے لگتا ہے ہم یقین کرتے ہین کہ اُس کی فطرت صحیح اُسکا مذاق سلیم اُسکا دماغ روشن ۔ اُسکے خیالات بلند ہین ۔

لیکن جو کوئی حسین صورت دیکھکر حیران نہین ہوتا یا کوئی راگ خوش سُنکر ناک بھون چڑہاتا ہے اُسکو ہم انسانیت کے دائرے سے خارج سمجھتے ہین ۔ کیا وہ انسان پتھر نہین جو سورج کے طلوع ہونے کو دیکھتا ہے ۔ مگر قدرت کے اس شاندار نظارے سے متاثر نہین ہوتا ۔ کیا وہ انسان جانورون سے کم درجہ کا نہین ہے جو جنگل کی سبزیون و شادابیون پر نظر ڈالتا ہے مگر اُسکے دلمین کوئی امنگ نہین اٹھتی ۔ کیا وہ انسان انسان ہے جو پانی کی روانی و طغیانی ۔ بادلون کی بوقلمونی و گوناگونی ۔ ستارون کی چمک و دمک ۔ پہولون و پہلون کی دلفریبیان ۔ پرندون کی دلربا صورتین و راگنیان ۔ آبشارون کے جوش و خروش ۔ دریاؤن کے پیچ و خم دیکھتا ہے مگر اُس کی اندرونی قوتین مردہ و بے حس رہتی ہین اور اُن مین کوئی جنبش پیدا نہین ہوتی ۔

شیکسپیر نے بہی ایک جگہہ لکھا ہے ۔ جو انسان حسن و جمال کے معنی نہین سمجھتا وہ فی الحقیقت کچھہ نہین سمجھتا ۔ اور اُس سے کسی فائدہ کی امید نہین اور نہ اُسپر کوئی بھروسہ ہوسکتا ہے ۔ جمال ہر جمیل چیز مین موجود ہے ۔ جمال نے صبح آفرینش سے آج تک انسانون کے دلون پر عظیم الشان تاثیر کی ہے ۔ کیونکہ جمال کا اثر جسمون پر نہین بلکہ روحون پر ہوتا ہے ۔ اُس سے سنگدلون کے دل موم ہوجاتے ہین تند و سرکش طبیعتین رام ہوجاتی ہین ۔ مذاق مین نفاست

لطافت آجاتی ہے۔ مزاج مین نزاکت اخلاق مین حلاوت نمایان ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر یون کہہ سکتے ہین کہ جمال کے اثر سے انسان جسمانی حالت سے گذر جاتا ہے اور روحانی دنیا کی بلندیون پر جا پہنچتا ہے ؎

جلوہ بتان حقیقت مین رہی اک بت پرست		باقی امید قیامت پر مسلمان ہو گئے

ایک سیاح جو روس و جاپان کی جنگ مین موجود تہا اور جسنے کچھ زمانہ جاپان مین بسر کیا ہے بیان کرتا ہے کہ جاپانیون کی اسقدر نمایان ترقی کا بڑا سبب یہہ ہے کہ ہر ایک جاپانی اپنی فطرت کے لحاظ سے شاعر حُسن کا دلدادہ ہے۔ یہی جمال پرستی و نازک خیالی ہے جسنے جاپانیون کو علم و عمل کی بلندیون پر پہنچا دیا ہے[۱]

پر پری رو خدا کے بنائے ہوئے ہیت
انہین پوجنا بت پرستی نہین ہے

جن دلکش سوسائٹیون مین امیر کا شاہانہ خیر مقدم ہوا۔ وہان کی شرکت اُن والیان ملک کے لیئے جو امیر سے باعتبار ثروت و ملک داری کم نہین معراج عزت تہی اگر وہان زہاد و پارسا بہی پہونچتے تو زبان شوق سے یہی فرماتے ؎

بالا بلند عشوہ گر سرو ناز من — کوتاہ کرد قصۂ زہد دراز من

کلکتہ و بمبئی وغیرہ سے دلچسپ مقامات۔ شباب کا عالم۔ شاہی مہمانی۔ کسی چیز کی کمی نہین۔ گارڈن پارٹیان۔ منٹو فیٹ۔ بے تکلف و دلچسپ جلسے۔ ایڈن گارڈن۔ آپالو بندر وغیرہ کی سیرگاہین۔ ایک طلسم روزگار تہے۔ جدہر دیکہئے فریب آرزو کے سامان۔ جسطرف نگاہ ڈالیے ناز و نیاز کا بازار گرم جسطرف نظر کیجئے آئینہ کی طرح صورت پرستی۔ کہین خیال مین شوق کی دُہائی۔ کہین جوش اشتیاق اُنگون پر۔ شاہد ہر فن۔ لعبتان فرنگ کا ہجوم۔ تقوی سوز شکلین۔ توبہ شکن صورتین۔ دلاویز نشستین دیکہکر حالت بیداری مین جنت کا جغرافیہ و خیال آنکہون مین پہر گیا ؎

[۱] ماخوذ از مضمون مولوی وحید الدین سلیم مطبوعہ اردوئے معلی ستمبر ۱۹۰۷ء

صید از حرم کشد خم جعد بلند تو
فریاد از تطاول مشکین کمند تو

جو بزرگوار نظاہر ان سے بچنے کے مدعی ہین۔ خوبصورتون کو دیکھکر جو ان پر بیتاتی ہے انہین سے پوچھیئے ؎

بدیر برہمن ناقوس آسا نالہ زن رفتم | چُتے دیدم خدا یاد آمد واز خویشتین رفتم

دل جانے پر وہ خاطرین کیجاتی ہین کہ رندون سے نہ بن پڑین وہ نازبرداریان ہوتی ہین کہ محبت و پرستش مین امتیاز باقی نہین رہتا ؎

تجھکو زاہد نے نہ دیکھا جو نباہی توبہ | تو تو وہ توبہ شکن ہے کہ الٰہی توبہ

تمام سامان راحت بیمزہ۔ تمام تکلفات بیکار۔ اگر عورتین نہ ہون ؎

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین | جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

وقت نہین معلوم ہوتا تو انہین کی صحبتون مین۔ رنج نہین آنے پاتا تو انہین کی حضور مین ؎

ان اچھی شکل والون سے اگر کوئی نہین ہوتا | تو اس محفل مین ہنسنے بولنے کو جی نہین ہوتا

ہر شخص کو کم وبیش ایسے موقعے اپنی زندگی مین پیش آئے ہون گے کہ اچھی صورتون کے ساتھہ باتین کرتے کرتے صبح ہوگئی ہوگی اور وقت گذرنے کا پتہ نہ چلا ہوگا۔ یہی وجہہ ہے کہ ایشیائی شعرا شب وصال کو کوتاہ اور ہجر کی رات کو دراز باندہتے آرہے ہین ورنہ ہر شب مین وہی چار پہر بارہ گھنٹے ہوتے ہین ؎

کہون کیا کیسی جلدی وصل کی شب ہوگئی آخر | رخ روشن ادہر دیکھا ادہر تہا نور کا تڑکا

تلافی درد و مصیبت عورت ہی سے ہوتی ہے اور ملال مین ترقی اس کی مفارقت سے ہے چمن وگلستان کیسے ہی سبز و شاداب ہون بغیر ان کے خارستان۔ محل وقصر آراستگی سے بقعہ نور ہی کیون نہ بنے ہون اگر کوئی حور پیکر نہین تو وحشت کدے۔ خلد کو بھی حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَامِ کی بشارت نے بہشت بنایا ہے جی لگتا ہے تو کسی حور پیکر

صید از حرم کشد خم جعد بلند تو
فریاد از تطاول مشکین کمند تو

جو بزرگوار بظاہر ان سے بچنے کے مدعی ہین۔ خوبصورتون کو دیکھکر جو ان پر بنجاتی ہے
انہین سے پوچھیئے ؎

بدیر برہمن ناقوس آسا نالہ زن رفتم
بتے دیدم خدا یاد آمد واز خویشتن رفتم

دل جانے پر وہ خاطرین کیجاتی ہین کہ رندون سے نہ بن پڑین وہ نازبرداریان ہوتی ہین
کہ محبت و پرستش مین امتیاز باقی نہین رہتا ؎

تجھکو زاہد نے نہ دیکھا جو بنا ہی توبہ
تو تو وہ توبہ شکن ہے کہ الٰہی توبہ

تمام سامان راحت بیمزہ۔ تمام تکلفات بیکار۔ اگر عورتین نہ ہون ؎

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین
جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

وقت نہین معلوم ہوتا تو انہین کی صحبتون مین۔ رنج نہین آنے پاتا تو انہین کی حضور مین ؎

ان اچھی شکل والون سے اگر کوئی نہین ہوتا
تو اس محفل مین ہنسنے بولنے کو جی نہین ہوتا

ہر شخص کو کم وبیش ایسے موقعے اپنی زندگی مین پیش آئے ہون گے کہ اچھی صورتون کے
ساتھہ باتین کرتے کرتے صبح ہوگئی ہوگی اور وقت گذرنے کا پتہ نہ چلا ہوگا۔ یہی وجہ ہے
کہ ایشیائی شعرا شب وصال کو کوتاہ اور ہجر کی رات کو دراز باندھتے آرہے ہین ورنہ ہر
شب مین وہی چار پہر بارہ گھنٹے ہوتے ہین ؎

کہون کیا کیسی جلد ہی وصل کی شب ہوگئی آخر
رخ روشن ادھر دیکھا ادھر تھا نور کا تڑکا

تلافی درد و مصیبت عورت ہی سے ہوتی ہے اور ملال مین ترقی اس کی مفارقت سے
چمن و گلستان کیسے ہی سبز و شاداب ہون بغیر ان کے خارستان۔ محل و قصر آراستگی سے
بقعہ نور ہی کیون نہ بنے ہون اگر کوئی حور پیکر نہین تو وحشت کدے۔ خلد کو بھی حُوْرٌ
مَقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَام کی بشارت نے بہشت بنایا ہے جی لگتا ہے تو کسی حور پیکر

کی ہمنشینی مین اور اُٹھنے نہین دیتین توکسی خوبرو کی باتین۔ شاعری مین جو بات بہاشا کو میسر ہے وہ اور زبان کو نہین بسبب۔ وہی عورت کی زبانی تمناؤن کا اظہار۔ اچھی صورت کو خوبی سیرت سے بہی مناسبت ہے۔ پیاری شکلین ہمیشہ بہلی ہی دکہین۔ بہلون کے ساتہہ برائی کرنا طبیعت گوارا نہین کرتی۔ ان سے بدسلوکی نہین برتی جاتی۔ ان پر سختی کرنا ظالم و بیرحم دلون کے بہی اختیار سے باہر ہے۔ پہر جن صورتون مین شان باریتعالی کا مشاہدہ ہو اُن کے حضور مین بداخلاقی کا معنوی ادب بہی مانع ہے ؎

پڑہین درود نہ کیون دیکہکر حسینون کو خیال صنعت صانع ہے پاک بینون کو

عالم شباب زمانہ خطرناک ہے اور جب ثروت و مال حکومت و جبال کا ساتہہ ہو تو یہہ خطرناکی جنون سے بہی آگے بڑہ جاتی ہے۔ اس زمانہ مین شاہد پرستی اور اچہی صورتون پر مٹنا غایت آرزو ہوا کرتی ہے۔ جی چاہتا کہ کوئی پری پیکر دل مین آ بیٹہے کوئی آئینہ رو سامنے ہو جائے تو محنت ٹہکانے لگے۔

امام غزالی کیمیاے سعادت مین بیان فرماتے ہین کہ سلیمان ابن یسار رحمۃ اللہ علیہ نہایت حسین آدمی تہے۔ ایک عورت نے اپنے تئین اُن کی خدمت مین پیش کیا وہ بہاگے۔ کہتے ہین کہ اُسی شب حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب مین دیکہا اور پوچہا کہ آپ یوسفؑ ہین فرمایا ہان مین وہ یوسف ہون کہ مین قصد کرتا اور تو وہ سلیمان ہے کہ تونے قصد بہی نہین کیا۔

یہی سلیمانؒ فرماتے ہین کہ مین حج کو جاتا تہا جب مدینۂ منورہ سے نکلکر مقام ابوا مین قیام کیا میرا ساتہی جنس لینے چلا گیا۔ اس اثنا مین عرب کی ایک خوش جمال عورت میرے پاس آئی اور کچہہ خواہش ظاہر کی۔ مین سمجہا کہ اسے ضرورت طعام ہے۔ مینے دسترخوان مانگا اوسنے کہا کہ مین کہانے کی حاجتمند نہین بلکہ میرا مدعا وہ آرزو ہے جو عورتون سے مردون کو مخصوص ہوا کرتی ہے۔ یہہ سنکر مین سر بگریبان ہوا اور رونے لگا

یہہ حالت دیکھکر اُس عورت کا وہ خیال باطل دل سے جاتا رہا۔ وہ مہ پارا برقعہ مُنہ پر ڈالکر جلدی جب میرا ساتھی واپس آیا تو اُسنے مجھہ مین رونے کے آثار پائے پوچھا کہ یہہ کیا حال ہے۔ مینے اول کچھہ عذر بیان کیا مگر اُس نے نہ مانا تب اصل واقعہ کا ذکر کیا وہ سنکر بیساختہ رونے لگا۔ مین نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے جواب دیا کہ ڈرتا ہون کہ اگر یہہ امر مجھے پیش آئے تو مین ہرگز ایسا نہ کرسکون گا۔

پھر جب ہم مکہ معظمہ پہنچے طواف وسعی سے فرصت پاکر مین ایک حجرے مین سو گیا۔ عالم رویا مین ایک نہایت حسین وجمیل کشادہ رو بلند بالا کو دیکھا۔ مین نے پوچھا کہ آپ کون ہین فرمایا کہ مین یوسف ہون مین نے عرض کیا کہ عزیز کی عورت کیساتھہ آپکا قصہ عجیب وغریب ہے فرمایا کہ زن اعرابی کے ساتھہ تیرا قصہ عجیب تر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جہان شان نبوت وصفت معصومیت بہی موجود تہی وہان حضرت زلیخا کے ساتھہ کیا واقعہ پیش آیا۔

فی الحقیقت شباب مین اپنی حفاظت کرنا بڑی مردانگی ہے۔ جوانی مین پارسا امیری مین خلیق۔ صاحب حکومت ہوکر عادل ورحیم ہونا۔ خدا کے دوستونکی علامتین ہین۔ اعضاے انسانی امانت پروردگار ہین۔ آنکھہ امانت ہے مشاہدۂ قدرت کے لئے۔ کان کلام حق سننے کی خاطر۔ زبان کلام شیرین کی غرض سے۔ ہاتھہ بندگان خدا کی نفع رسانی۔ پاؤن راہ ہدایت چلنے کے واسطے وقس علیٰ ہذا۔

امیر کی صفات پر عموماً مسلمانون کو فخر ومباہات کا موقع حاصل ہے

ناظرین امیر کے واقعات سیاحت سے پتہ لگائین۔ کہ اُنھون نے ان امانتون مین سے کوئی خیانت روا رکہی ہر منصف مزاج اسکا جواب نفی مین دیگا۔ ایک تاریخی واقعہ سنیئے۔

بعد فتح انطاکیہ۔ فتح نامہ مین حضرت ابو عبیدہؓ سپہ سالار لشکر اسلام نے حضرت عمرؓ کو یہہ بہی لکھا تہا کہ یہان کی آب وہوا کا اثر لشکریون پر یہہ پڑا ہے کہ وہ آرام کی طرف

مائل اور حسین عورتوں سے نکاح پر آمادہ ہیں مگر اسوقت تک وہ باز رکھے گئے ہیں
جب یہہ خط حضرت عمرؓ کو ملا تو آپ پہلے کسیقدر ملول ہوئے۔ لیکن جواب میں فوراً لکھا۔
کہ فوج پر جبر نہ کیجیئے اُن کو آسایش کرنے دیجیئے۔ عرب سے سادہ سپاہیانہ مزاج
کھری طبیعت کے لوگ جب حُسن سے متاثر ہوے اظہار کیے بغیر نہ رہ سکے اور حضرت
عمرؓ سے دانشمند خلیفہ نے اُس فطرتی اثر کو روکنا نہ چاہا۔ تو جس انسان کو مشاغل دلکش
میسر آئین اور کوئی سد و رہبانی بھی حائل نہ ہو۔ وہ دلچسپ شغلوں اور نفسانی خواہشوں
پر اپنا قابو رکھے اُس کی دلیری مین شبہہ اور ستودہ خصائل ہونے مین کوئی شک باقی
نہین رہتا۔ امیر کی دیگر صفات حسنہ پر عموماً اور اس صفت خاص پر خصوصاً تمام دنیا کے
مسلمانوں کو مہذب قوموں کے مقابلے مین بے انتہا فخر و مباہات کا موقع حاصل ہے۔

بحث طعام اہل کتاب

طعامؑ اہل کتاب بشرطیکہ ممنوعات شرعی مین سے کوئی چیز
اُس مین نہو مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔ اُسکا کھانا جائز۔

قال الله تعالیٰ اَلْیَوْمَ[۲] اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ
حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ

فرمایا اللہ تعالےٰ نے آج حلال کی گئین سب پاکیزہ چیزین اور کھانا اُن لوگون کا جنکو
کتاب دی گئی ہے۔ حلال ہے۔ تمہارے لیے اور کھانا تمہارا حلال ہے اُنکے لئے یعنی اہل کتاب کیلئے

وفی الترّمذی سئلت النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن طعام
النّصاریٰ۔ فقال لا یتخلجن فی صدرك طعام ضارعت النّصرانیہ
الیٰ اخر الحدیث وقال الترّمذی والعمل علی ھذا عند اھل العلم
من الرّخصتہ فی طعام اھل الکتاب

اور ترمذی مین ہلب سے روایت ہے کہ پوچھا مین نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حکم
طعام نصاریٰ کا تو فرمایا کہ نہ خلجان ڈالے تیرے سینہ مین (یعنی دل مین) کوئی کھانا۔ کیا مشابہ

[۱] رسالہ طعام اہل کتاب مصنفہ ڈاکٹر محمد خان مرحوم

[۲] ۶۔ سورۃ مائدۃ

ہو گیا تو نصرانی لوگون کے ساتھہ اور کہا ہے ترمذی نے اور عمل ہے اسی حدیث پر سب اہل علم کے نزدیک رخصت و اجازت کہانے مین اہل کتاب کے۔

وفی العالمگیری لاباس بطعام الیہود والنصاریٰ کلہ من الذبائح وغیرھا۔ اور عالمگیری فتاوی مین ہے نہین کچہہ مضایقہ کہانے مین یہود و نصارے کے سب قسم کے کہانے مین ذبیحہ ہو اور اسکے سوا ہو۔

وفی فتح المنّان فی تائید مذھب النعمان وعن علی قال لاباس بطعام المجوس انما نھی عن ذبائحھم رواہ البیہقی

کتاب فتح المنان مین ہے کہ کچہہ مضایقہ نہین ہے مجوسون کے کہانے مین۔ جو کچہہ منع کیا گیا ہے وہ اُن کا ذبیحہ ہے۔

پس جس حالت مین مجوس جو اہل کتاب نہین ہین اُن کی کہانے مین مضایقہ نہین اس لئے اہل کتاب کے کہانے مین تو پہر کوئی عذر ہی باقی نہین رہتا ہے۔

اس آیت و حدیث اور فقہ کی روایتون سے ثابت ہے کہ طعام اہل کتاب مسلمانون کو حلال و جائز ہے اور جو شی کہ در اصل حلال ہے وہ کسی کی بہیجی ہوئی اور کسی کی پکائی ہوئی ہو حرام و ناجائز نہین ہو سکتی خود جناب خاتم رسالت صلعم نے یہودیون کے ہان کا پکا ہوا کہانا تناول فرمایا ہے۔

فی المشکوٰۃ عن جابر ان یہودیۃ سمت شاۃ ثم اھدتھا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذراع فاکل منھا و اکل رھط من اصحابہ الی اخر الحدیث۔ رواہ ابوداود والدارمی۔

مشکوۃ مین جابر سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکرے کے گوشت مین زہر ملا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بہیجا۔ آپ نے اُس کو قبول فرمایا اور حضرت نے

اور چند آپ کے اصحابنے اسکو کہایا - روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور دارمی نے -

حلال چیز کو اگر ایک جگہہ بیٹہکر مسلمان اور مشرک بہی چہ جائیکہ اہل کتاب کہاوین - تو وہ چیز حرام و ناجائز نہین ہوجاتی - رسالتمآب صلعم نے کافرونکو بہی اپنی ساتہہ بٹہاکر کہلایا ہی -

فی مطالب المؤمنین روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاکل فاتاہ کافر فقال آکل معک یا محمد فقال نعم الی آخر ماقال وسیانی ذکرہ -

مطالب المومنین مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طعام تناول فرما رہے تہے کہ ایک کافر آیا اور کہا کہ یا محمد کیا مین بہی آپ کے ہمراہ کہاؤن آپ نے فرمایا کہ ہان -

حلال چیز کو اگر مسلمان اور اہل کتاب یا کوئی کافر ایک رکابی مین کہاوین یا ایک کا جہوٹا دوسرا کہاوے بشرطیکہ کہانے کے وقت اُن کا ہاتہہ یا موہنہ شراب یا اور کسی حرام چیز مین آلودہ نہ ہو تو بہی اُس چیز کا کہانا جائز ہے کیونکہ ہم مسلمانون کے مذہب مین یہہ مسئلہ مسلّم الثبوت ہے کہ سوٴ الانسان طاھرٌ یعنی انسان کا جہوٹا پاک ہی غرضکہ اہل کتاب کے ہان کہانا کہانے مین اور اُن کے ساتہہ ایک جگہہ بیٹہکر کہانے مین کوئی خطر شرعی نہین فی نفسہ حلال و مباح ہے -

جس طرح کہ اہل کتاب کا کہانا جائز ہے - اسیطرح اونکا ذبیحہ بہی درست ہی - جو احکام حلال و حرام کے ہمارے مذہب مین ہین اہل کتاب اُن کے مکلف نہین ہین - بلکہ وہ صرف ایمان لانے کے مکلف ہین - اہل کتاب کا ذبیحہ - خدا ے تعالے نے ہم کو حلال کر دیا ہے - اُس مین یہہ شرط قایم کرنی کہ ذبح مین پابندی احکام اسلام بجالانا چاہیئے - ناممکن ہے -

عیسائی یا یہودیون کو کیا غرض ہے کہ وہ ایسی پابندی کرین - بلکہ جسطرح کہ اُن کے نزدیک اور اُن کے مذہب مین جانور کی زکوۃ درست ہے وہی اُن کا ذبیحہ ہے اور

اور اُسیکا کہانا مسلمانون کو حلال ہے۔
امام ابن العربی۔ عبد اللہ بن عبد الجبار۔ شاہ عبد العزیز دہلوی وغیرہ سب متفق ہین کہ طعام اہل کتاب جائز ہے جسمین ذبیحہ بہی داخل ہے۔
جو گوشت ہمارے سامنے آئے اور یہہ نہ معلوم ہو کہ اُس کو کسی مسلمان نے ذبح کیا ہے اور نہ یہہ معلوم ہو کہ اسکو کسی مشرک نے مارا ہے۔ کیونکہ انگریز کسی مشرک کے مارے ہوئے جانور کے کہانے مین بہی پرہیز نہین کرتے اور یہان یہ شبہ اسلیئے قوی ہوتا ہے کہ انگریزون کے چمار تک باورچی اور خدمتگار ہوتے ہین۔
اس حالت مین عمل کے دو طریق ہین ایک بموجب فتویٰ اور ایک بنظر احتیاط عمل فتوی یہہ ہے کہ جب طعام اہل کتاب ہمارے روبرو آئے جس کو بنص صریح خدائے تعالےٰ نے حلال کر دیا ہے تو ہم کو کسی تفتیش کی ضرورت نہین تاوقتیکہ ثابت نہ ہو جائے کہ کسی مشرک کا مارا ہوا ہے۔ اُسوقت تک اُس کے کہانے سے انکار کی کوئی وجہہ نہین لیکن ایسا معلوم ہو جانے پر وہ حرام و ممنوع ہے۔
طریقہ احتیاط یہہ ہے کہ جب کوئی شبہ دل مین آئے تو تحقیق کرنا چاہیئے اگر مشرک کا مارا ہوا ثابت ہو تو پہر نہ کہائین۔ مگر مجرد شبہ کی بنا پر طعام اہل کتاب ناجائز نہ ہوگا۔
انگریزون کے باورچی مسلمان ہون تو یہہ شبہ نہین ہو سکتا۔ اگر عیسائی کہانا پکانے والے ہین تو وہ داخل اہل کتاب ہین تب بہی کوئی خطرہ شرعی نہین اور اگر وہ مشرک ہین تو بموجب مذہب اہل سنت والجماعت کے مشرکین مین کوئی نجاست ذاتی نہین۔ فی العنایۃ شرح الھدایۃ = قال اللہ تعالیٰ انما المشرکون نجس قلت النجاسۃ فی اعتقادھم لا فی ذاتھم۔
عنایۃ شرح ہدایہ مین ہے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے۔ صرف مشرکین ناپاک ہین

لیکن نجاست اُن کے اعتقاد مین ہے نہ اُن کی ذات مین۔

پس جسطرح کہ ہم لوگ بلا کسی تردد و تامل کے ہندوؤن کے یان کا پکا ہوا کھانا یا حلوائیون کی مٹھائی کہاتے ہین۔ اوسیطرح اور اُسی احتمال ذِاحتیاطی کے ساتھہ اسکو بھی روا رکھینگے جسکو انگریز یا مشرک پکاتے ہین۔

جس شخص کے دل مین حقیت مسائل شرعیہ جن کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل مین لائے یا بالتصریح اُن کے جواز کا حکم دیا بخوبی مستحکم ہے۔ وہ بمقابل ان مسائل کے عوام کے بُرا بھلا کہنے کی کچھہ حقیقت نہین سمجھتا اور نہ اپنے معتقدین کی ناخوشنودی کی پروا ہوسکتی ہے اُسکے نزدیک ان تمام شبہات بے وقعت کی بطلان کے لئے صرف فعل رسول کریم صلعم کافی ہے کہ آپ نے یہودی کے ہان کا پکا ہوا کھانا بغیر کسی خدشہ کے کہایا۔ اور جب آپ سے نصاریٰ کے ہان کے کھانے کے باب مین پوچھا تو آپ نے صاف فرمایا "لَا یَتَخَلَّجَنَّ فِی صَدْرِکَ" یعنی تمہارے دل مین کچھہ تردد نہ ہونا چاہیئے۔ اور ایک کافر کو آپ نے اپنے ساتھہ کھانے کی اجازت دی پس جو کوئی اس اتقا سے زیادہ دعویٰ دار ہو تو سوء ادبی ہے۔

۲ (بحث ظروف) ابو داؤد مین ابو ثعلبۃ الخشنی سے روایت ہے۔

سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انا نجاوز اھل الکتاب وھم یطبخون فی قدورھم الخنزیر ویشربون فی آنیتھم الخمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان وجدتم غیرھا فکلوا فیھا واشربوا وان لم تجدوا غیرھا فارحضوھا بالماء کلوا واشربوا۔

پوچھا ابو ثعلبہ الخشنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہمارا گذر ہوتا ہے اہل کتاب پر اور وہ پکاتے ہین اپنی دیگچیون مین سؤر اور پیتے ہین اپنے برتنون مین

شراب۔ تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر پاؤ تم اور برتن تو کھاؤ اور پیو اون مین اگر اور برتن نہ پاؤ تو اُن کو پانی سے دہو کر اُن مین کھاؤ پیو۔ یہی حدیث بالفاظ دیگر صحیح مسلم مین ہے۔

۳۔ میز پر کانٹے چھری سے کہانا۔ یہہ امر کہ میز پر بیٹھکر اور چھری کانٹے و چمچے سے کہانے مین کیا اعتراض ہے۔ چھری سے کاٹنا جائز بلکہ سنت ہے۔ چنانچہ بخاری مین عمر ابن امیہؓ سے روایت ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری سے کاٹ کر کہایا ہے۔ اور ابو داود مین جو حدیث درباب منع قطع لحم بالسکین کی ہے اوس کو خود ابو داود نے ضعیف لکھا ہے۔

پس اسکے ارتکاب مین کچھ قباحت نہین۔ چمچہ و کانٹے کے استعمال کا قیاس چھری پر کرنا چاہیئے۔ ان کے استعمال کی کہین ممانعت نہین بلکہ ایسی چیزین جنسے ہاتھہ بھرتا ہو سب چمچہ سے کہاتے ہین۔ اور اس کو کچھہ معیوب و مکروہ خیال نہین کیا جاتا۔

میز پر کہانے کی ممانعت مین کوئی حدیث وارد نہین۔ جسطرح آنحضرت نے نہ کبھی چپاتی کہائی نہ میدہ اور چہنے ہوے آٹے کی روٹی کہائی۔ اوسی طرح طشتریون و رکابیون مین یا خوان یا میز پر کہانا تناول نہین فرمایا۔ پس وہ چیزین جو آپنے نہین کہائین اب مباح ہین تو میز پر کہانے کیے لیے بہی یہی حجت ہو سکتی ہے اب اسلامی ممالک مین اعلیٰ طبقہ کے عرب ترک۔ ایرانی علی العموم میزون پر کہاتے ہین۔ اوسط درجہ کے اشخاص خوان کو ایک تپائی پر رکہکر کہانا کہاتے ہین اسمین یہہ آسانی ہے کہ کہانے مین زیادہ جہکنا نہین پڑتا۔ پس دسترخوان پر کہانا سنت ہے اور میز پر کہانا فی نفسہ مباح ہے۔

بلاد اسلامی مین تمام عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان آپس مین ایک جگہہ بیٹھکر

میزون پر کہانا کہاتے ہین۔ ہوٹلون کے ملازم وخدمتگار۔ باورچی۔ عیسائی یہودی بیشتر اور مسلمان کم ہین یعنی خدام مشترک ہین۔

اب اگر یہہ کہا جاوے کہ آیات و روایات سے طعام اہل کتاب کا مباح ثابت ہوا مگر مضمون طعامہم حل لکم و طعامکم حل لہم سے مواکلت و یکجائی بیٹھکر کہانا کہان سے نکلا۔

ابوداؤد مین جو حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے اور جسکے آخر مین و احل طعام اہل الکتاب ہے اُسکو ابوداؤد نے باب ضیعت مین لکہا ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ بطور ضیافت کے کہانا جائز ہے۔

پس جب ساتہہ بیٹہکر کہانے مین کوئی محظور شرعی نہین خواہ اُن کا بیچا ہوا یا پکایا ہوا ہو خواہ اپنے گہر کہائین خواہ اُن کے ہان جاکر خواہ تنہا خواہ اہل کتاب کے ہمراہ بیٹہکر کہائین اسکے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہین۔

بحث تشبہ

اس باب مین حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم سے استدلال کیا جاتا ہی کتاب اللباس باب ما جاء فی الاقبیۃ مین ابوداؤد نے یہہ حدیث لکہی ہے تشبہ سے تشبہ تام مراد ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیزؒ دہلوی نے اپنے فتوی محررہ جمادی الثانی ۱۲۳۴ھ مین صاف فتوی دیا ہے کہ جو باتین کفار کے ساتہہ ایسی مخصوص ہین کہ کوئی مسلمان اُن کو نہین کرتا اُن کا کرنا تشبہ مین داخل ہے اور منع ہے اور ایسی باتین جو کفار پر مخصوص نہین گو کفار ان کو بہت زیادہ کرتے ہین اور مسلمان کم اُن کے کرنے مین کچہہ مضایقہ نہین ہے۔ اُنہون نے یہہ بہی لکہا ہے کہ اگر کوئی بات جو مخصوص کفار کے ساتہہ ہو بنظر آرام و فائدہ کی کیجاوے تو بہی کچہہ مضایقہ نہین بعد اسکے وہ لکہتے ہین کہ جو تشبہ کہ منع ہے وہ یہہ ہے کہ اپنے تئین او نہین مین شمار کرے۔ بلاشبہہ اس طرح اپنے تئین کفار مین گننا منع کیا بلکہ کفر ہی

نظر تحقیق سے دیکھا جائے تو اس حدیث کو نہ طعام سے علاقہ ہے اور نہ کسی قسم
کے تشبہ سے جو کسی قوم کے ساتھہ کیا جائے تعلق ہے۔

اس حکم شرعی کا منشا یہہ ہے کہ حالت جدال و قتال یا اور کسی واقعہ مین جو مسلمان
یا اور قوم کے لوگ مارے جائین۔ تو اُن کی شناخت کہ کون مسلمان ہین کون نہین ہین
کیونکر کیجاوے۔ تا کہ مراتب تجہیز و تکفین موافق اُس قوم کے ادا کیا جاوے۔

اسی باب مین یہہ حدیث ہے اور یہہ حکم ہے کہ جس قوم کے مشابہ جو ہو اُسی قوم مین
اُس کو شمار کرنا چاہیئے۔ چونکہ اس طرح کی شناخت بقیاس غالب لباس پر منحصر ہے
اسلیے تمام محدثین نے اس حدیث کو کتاب اللباس مین ذکر کیا ہے اور اسی حدیث
کی بنا پر روایات فقہیہ کتب فقہ مین مذکور ہین۔ اس خیال کے مؤید اور بہی بعض وجوہ
ہین جو اس معنی کو قوی کرتے ہین بخوف طوالت اُن کو قلم انداز کیا گیا۔

اب یہہ قیاس کہ ساتھہ بیٹھکر کہانا اور آپس مین اختلاط رکہنا باعث ازدیاد
محبت و تولا ہے اور سوائے مسلمان کے کسی مذہب والے سے تولا اور دوستی
شرعاً جائز نہین۔ لہذا اہل کتاب کے ساتھہ بیٹھکر کہانا جو باعث محبت و اخلاص
کا ہوتا ہے مباح نہین۔ آیات قرآنی جن مین تولا کی نہی آئی ہے اب اُنکی صراحت کیجاتی ہے

آیت اول	یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود و النصاریٰ اولیاء الآیۃ اے ایمان والو نہ بناؤ تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست
آیت دوم	یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین اے ایمان والو نہ بناؤ کافرونکو دوست سوائے مومنون کے
آیت سوم	لا یتخذ المؤمنین الکافرون اولیاء من دون المومنین الآیۃ مسلمانونکو چاہیئے کہ مسلمانونکو چہوڑ کر کافرون کو اپنا دوست نہ بنائین
آیت چہارم	یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی الآیۃ

ع ۵۱ پارہ ۶
ع ۱۴ پارہ ۵
ع ۳ پارہ ۳
ع ۵ پارہ ۲۸

	وعدوکم اولیاء اے ایمان والو نہ بناو تم میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست
آیت پنجم	۵ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین الآیۃ پھر نہ بیٹھ بعد ذکر کے ساتھ قوم گنہگار کے
آیت ششم	۶ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ نہ پائیگا تو اس قوم کو کہ ایمان رکھتے ہیں ساتھ اللہ اور اسکے رسول کے دوستی کریں انکے ساتھ جو مخالف ہیں
آیت ہفتم	۷ لا تتخذوا آباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان الآیۃ تمہارے باپ اور تمہارے بھائی اگر کفر کو ایمان پر زیادہ عزیز رکھیں تو ان کو رفیق نہ بناؤ

یہہ آیات اور جو کہ ان کے مثل ہین ان سے عموماً موالات ممنوع شرعی نہین بلکہ وہ موالات جو من حیث الدین ہون حرام اور ممنوع شرعی بلکہ کفر ہین۔

موالات من حیث الدین یہہ ہین کہ ہم کسی شخص کو اسوجہہ سے کہ اسکا مذہب و دین جسکو اوسنے اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے۔ دوست رکھین۔ یہ منع ہے۔

مسلمان اپنے مذہب کے علماء متقدمین صلحاء اولیاء اللہ سے محبت رکھتے ہین کوئی دنیاوی غرض یا انس ان سے نہین ہوتا نہ یہہ محبت دنیاوی احسان کے سبب اور نہ یہہ محبت باعتبار معاشرت کے ان کے ساتھہ ہوتی ہے بلکہ صرف باعتبار دین کے ہے۔

لانہم کانوا علماء دیننا واتقیاء من ہبنا واولیاء الامۃ المرحومہ التی نحن فیہا۔

پس اس قسم کی محبت کسی غیر کے ساتھہ کی جاوے یہہ بیشک حرام بلکہ کفر ہے ماسوا اس کے جو اور قسم کی محبتین ہین وہ لاباس بہ ہین اور ممنوع شرعی نہین ہین بلکہ ان کے کرنے مین ہم مامور ہین ہم پر فرض ہے کہ دین محمدی کی

رحمت و شفقت عام کا نمونہ تمام لوگون کو خواہ مشرک ہون خواہ اہل کتاب۔ اپنے حُسن اخلاق سے دکھادین تاکہ غیر لوگ ہمارے دین کی حقیقت پر ہمارا نمونہ دیکھکر یقین لائین۔ ضلالت و گمراہی سے نکلکر صراط مستقیم پر آئین۔ ہمارے اولیاء امت کے اخلاق حسنہ سے ہی زیادہ نور اسلام دنیا مین پھیلا ہے۔

مسلمانون کو اُن عورتون سے جو کافرات اہل کتاب ہین نکاح کرنا درست ہی باوجود اسکے کہ وہ اپنے مذہب پر رہین اور ہم اپنے مذہب پر۔

قال اللہ تعالیٰ والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وای مودّۃ اقرب من الزوجۃ لکنہ لیست تلک المودّۃ من حیث الدّین۔ کون سی دوستی زوجیت سے زیادہ قریب ہے مگر یہہ دوستی باعتبار دین نہین

کفار والدین کے ساتھہ صحبت کرنے کا ہم کو حکم ہے لکنہ لیس من حیث الدّین لیکن باعتبار دین کے نہین۔

صلہ رحم کا ہم کو حکم ہے۔ اور جبکہ مسلمان اہل کتاب کے ساتھہ نکاح کرتے ہین تو اُن کی اولاد کے ذوی الارحام اہل کتاب ہوتے ہین۔ اُن کو اُن کے ساتھہ تو دو وصلہ واجب ہے لیکن باعتبار دین کے نہین۔

ہمسایہ کے ساتھہ اگرچہ کافر ہو محبت واحسان کرنے پر ہم مامور ہین۔ لیکن باعتبار دین کے نہین۔ خود خداے تعالیٰ نے مسلمانون مین اور اہل کتاب مین بالتخصیص نصاریٰ کے ساتھہ تودد ہونا بتایا ہے۔

قال عزّ وجل۔ لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا و لتجدن اقربھم مودّۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذٰلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لایستکبرون۔

ہمنے استنبول وبیت المقدس وغیرہ مین رہبانون کو دیکھا وہ سراپا اخلاق اور انکسار مجسم ہین۔
ان آیات سے ثابت ہے کہ مطلق محبت وتودد ممنوع شرعی ہے۔ نہ ان آیتون کے احکام مین داخل ہے مودت ومحبت غیر مشروع وہی ہے جو کہ غیر اہل دین سے من حیث الدین ہو جو آیات اوپر مذکور ہوئین اُن سب مین اُسی قسم کی محبت کی نہی وارد ہے۔
شروع اسلام مین منافقین جو ظاہر مین ایمان لائے تھے اور حقیقت مین محبت باعتبار دین مدینہ کے یہودیون کے ساتھہ رکھتے تھے ایسے ہی لوگون سے محبت رکھنا منع فرمایا گیا۔ اسیکا اشارہ آیت اول مین ہے
مگر جب غلبہ اسلام کو ہوگیا اور حق غالب آیا تو کچھہ مضایقہ نہین کہ مسلمان کفار کی ساتھہ بحسن معاشرت پیش آئین اور خلق محمدی کو ہر ایک مخالف پر ظاہر کردین۔ تاکہ ہمارے دین ہماری عادات کی خوبی اُن پر ظاہر ہو۔
آیت دوم مین جو لفظ اولیاء آیا ہے اُس سے بھی محبت فی الدین مراد ہے تفسیر کشاف مین اسی آیت کے تحت مین لکھا ہے کہ اخلاق کافرون کے ساتھہ کرنا چاہیے اور خلوص مسلمانون کے ساتھہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حسن معاشرت کفار کے ساتھہ منع نہین۔ الا محبت من حیث الدین مسلمانونکے ساتھہ ہونی چاہیئے
مسلمان کی دوستی کافر کے ساتھہ تین وجہہ سے ہو سکتی ہے۔ ایک یہہ اُسکی کفر سے راضی ہوکر دوستی کرے تو بلاشبہہ اُس کے کام کو دوست وپسندیدہ رکھیگا اور دوست وپسند کرنا کفر کا کفر ہے۔ خوش ہونا کفر کے ساتھہ کفر ہے تو اس صفت کے ساتھہ مسلمان رہنا محال ہے۔
دوم یہہ کہ معاشرت نیک دنیا مین باعتبار ظاہر۔ یہہ منع نہین ہے۔ سوم قسم متوسط ان دونون مین ہے۔ دوستی کرنا یعنی میلان اور اعتماد کے کفار کے ساتھہ

مددگاری۔ پشت پناہی۔ یاری کے یا بسبب قرابت یا بوجہہ محبت مع اعتقاد اس کے
کہ اُن کا دین باطل ہے یہہ موجب کفر نہین۔ مگر بیشک منع ہے۔ کیونکہ یہہ دوستی
اُن کے طریقہ دین کے پسندیدگی اور خوشنودی کی طرف منجر ہے اور یہہ امر اسلام کے منافی
ہے چنانچہ اللہ تعالی نے دہمکایا اور فرمایا کہ جو کوئی یہہ کام کرے گا وہ خدا سے الگ ہی۔
چنانچہ یہہ آیت۔ حاطب ابن ابی بلتعہ کے معاملہ مین وارد ہوئی۔ یہہ بڑے صحابی
ہین اور جنگ بدر مین بہی موجود تہے۔ اعرابی ہین۔ ایام جاہلیت مین قریش کے
دینی بہائی تہے۔ انہون نے اہل مکہ کو کچہہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکہہ بہیجا
تہا۔ اُن کا مال و اسباب و بال بچے سب مکہ مین تہے۔ وہ خط پکڑا گیا۔ اُن سے
حضرت نے پوچہا تو اُنہون نے عرض کیا یا رسول اللہ مجہپر نہ جلدی کیجیے۔ مین ایک
مرد خوش باش قریش مین تہا۔ اُن کی قوم مین سے نہ تہا۔ جتنے لوگ آپ کیساتہہ
مہاجر ہین۔ ان سب کی قرابت اُن سے ہے اسلیے اہل مکہ اُن کے اہل و مال
کی حمایت کرتے ہین اور جب میرا اُن سے کوئی خاندانی رشتہ و سلسلۂ نسب
نہین ہے تو مین نے چاہا کہ مین اُن کے ساتہہ احسان کرون تا کہ میرے کنبہ
کی حمایت کرین۔ مین نے یہہ فعل دین سے مرتد ہونے اور خوشی کفر کے لئے
نہین کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہہ راست بیان ہی اور آپنے معاف فرمادیا
اسپر یہہ آیت نازل ہوئی۔ مسلمانون تم میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ
اس بیان کا زیادہ ثبوت اِسکے بعد کی آیت سے ہوتا ہے۔ تفسیر نیشاپوری مین لکہا ہی
جب یہہ آیت مذکورہ حق مین حضرت حاطبؓ ابن ابی بلتعہ کے نازل ہوئے۔ اُسوقت
مسلمانون نے اپنے رشتہ دارون اور کنبے کی عداوت مین سختی کی۔ تب یہہ
آیت نازل ہوئی۔

لا ینہکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم

من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین

نہین منع کرتا ہے اللہ تم کو اُن لوگون سے کہ نہ قتال کیا اونہون نے تم سے دین مین اور نہین نکالا تم کو تمہارے وطن سے یہ کہ احسان کرو اور انصاف کرو تم اُن کے ساتھہ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والون کو۔

آیت پنجم مین حکم ہے کہ جب مشرکین اپنی مجلسون مین دین کے ساتھہ استہزا کرین۔ یا رسول اللہ صلعم پر طعن تو اُن مین شریک ہونے سے حذر واجب ہے۔ اگر ان کی مجالس اس سے پاک ہون تو کچھہ مضایقہ نہین ہے۔

امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین اس آیت کے معنی مین شرط مذکور بیان کی ہے ایسی مجلسون مین بیٹھنے سے ضرور احتراز چاہیئے جہان دین پر استہزا اور رسول خدا پر طعن ہون۔

آیت ششم۔ بھی حاطب صحابی جو بدر مین حاضر تھے اونہین کے معاملہ سے ہے جنکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس آیت مین خدا نے باپ۔ بیٹے۔ بھائی اور کنبہ کے تودد سے منع فرمایا ہے۔ اور دیگر آیات قرآنی مین صلہ رحم ہمپر واجب ہے اور مان باپ کی تعظیم۔ اُن کے ساتھہ محبت۔ اُن کی خدمت اگرچہ وہ کافر ہی ہون ہمپر واجب کیگئی ہے اس سے ثابت ہے کہ جس تولا کی ممانعت آیت ششم مین فرمائی ہے وہ وہی ہے جو من حیث الدین ہو۔ واللہ تعالی اعلم۔

امیر کا ذی علم ہونا مسلم۔ احادیث و تفسیر سے باخبر ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے اُن کی بصیرت کا اقتضا۔ اُن کی دانشمندی کا تقاضا یہی تھا کہ وہ تمام قومون کے ساتھہ فیاضانہ اخلاق کام مین لائین اور یورپین فرقہ کو جو اُن کا حقیقی میزبان تھا سب پر ترجیح دین۔

گو طعام اہل کتاب ہر طرح سے مسلمانون کو شرعاً مباح ہے۔ تاہم میزبانون

و مہمانون نے ضرورت سے زیادہ احتیاط فرمائی۔

افسران گورنمنٹ نے بخیال دوراندیشی انتظام مہمانداری قبل از ورود ایک کمیٹی اسلامی کے سپرد کیا جس کے نگران خود سفیر کابل بنائے گئے۔

باورچی۔ خدمتگار۔ چاربردار۔ خانساماں سب مسلمان مقرر ہوئے۔

مطبخ شاہی کے متعلق اور بہی زیادہ احتیاط تہی۔ ذات خاص کے لئے پورے آتشخانہ کا اسٹاف کابل سے ہمراہ آیا۔ اُس مین باورچی اس قدر کثیر تہے کہ جو قیامگاہ پر ہمراہ بہی رہتے تہے اور آگے منزل پر بہی بہیجدیے جاتے تہے۔ یورپین پارٹی مین جہان جہان دعوت ہوتی تہی وہان قبل سے وہی باورچی بُلا لیے جاتے تہے جو تمام سامان مطبخ اپنے ہمراہ لے جاتے تہے۔

امیر صاحب دائماً اپنے ہی کابلی باورچیون کے ہاتہہ کہانا تناول فرماتے تہے ظروف طعام خاص طور پر اعلیٰ قسم کے جداگانہ خریدے گئے تہے جو ہر جگہہ پر ملازمان خاص کے سپرد کردیے جاتے تہے۔

کہانے کی میز کا سجانا مسلمان کمیٹی کے متعلق تہا۔ طعام سے زیادہ احتیاط ظروف طعام مین مدنظر تہی۔ ذبیحہ و نیز خدام و باورچیون کے باب مین اوسیقدر لحاظ رکہا گیا جتنا کہ کسی صاحب تقوی مسلمان کی خاطر لازم ہے۔

انگلش پارٹی مین سے وہی برٹش افسر انتظام مہمانداری و ہمراہی کے لئے انتخاب ہوے تہے جو مذاق مذہبی و معاشرت اسلامی سے آشنا تہے۔ اور جسکو سفر کابل یا سرحدی پولٹیکل افسر ہونے کی حیثیت سے مراسم اہل افغانستان کا کافی تجربہ تہا پس ناممکن تہا کہ کوئی ایسا عمل جائز رکہا جاتا۔ جس سے مزاج مہمان مکدر ہو۔ اسلام پر ہنسنے۔ بزرگان دین پر طعن کرنے۔ کسی ناجائز شے کا روبرو لانے کا تو ذکر کیا۔ یہان ہر جلسے و ہر موقعے پر ایک سولجر سے لیکر کمانڈر انچیف اور ایک

ملک سے لیکر واپسی تک یہہ خیال دامنگیر تہا کہ کوئی بات شرع سے بہی اونکی
نہ پیدا ہونے پائے جو محترم مہمان کی نازک مزاج و سچے ایمانی طبیعت کا باعث مسرت
یہہ فرض جس خوبی سے باخبری اور مستعدی سے ادا کیا وہ حقیقت میں اوسی ملک اور
شایستہ قوم کے مہمان کا حصہ ہے۔

بمبئی میں ایک موقع پر اعلیحضرت امیر کہیں گہوڑے سے گر گئے۔ تو سمجہا یہہ گیا بات
تہی - حاضرین میں ہر شخص گہبرا گیا تو ہر شخص پریشان تہا۔

لیڈی جنکنس نے جن کی قابلیت و سلیقہ شعاری قابل تعریف ہے ... طلب
بناکر عرض کیا کہ یور مجسٹی مجہے اپنا رومال عنایت فرما سکتے ہین ؟ آپ نے دریافت
کیا کہ کیون چاہیے۔ لیڈی موصوفہ نے جواب دیا کہ آپ کے گرنے کے ہیجان نے
مجہہ مین سے ضبط کی قدرت سلب کر لی ہے قریب ہے کہ میرے آنسو نکل پڑین
یہہ سنکر آپ مسکرائے۔ باتون باتون مین ملال خاطر رفع ہو گیا۔

اس صورت مین امیر کا شاہانہ اخلاق۔ اسلامی اوصاف۔ ملکی ضرورتین
پولیٹکل مصالح۔ رموز مملکت کو مد نظر رکہنے کہ وہ اسلامی حکم۔ قانون کی
باخبری کے ساتہہ غیر اقوام اور غیر مذہب والون کے مقابلہ مین اتحاد
و مدارات و قبول دعوت و شرکت مجالس مین عمل فرماتے ہو جو کچہہ اونہون نے
برتاؤ روا رکہا وہی اون کی شان کے شایان۔ اسلامی اخلاق اور انسانی
مروت کی رو سے مناسب بلکہ انسب تہا۔

فریمیسن پر کابیان
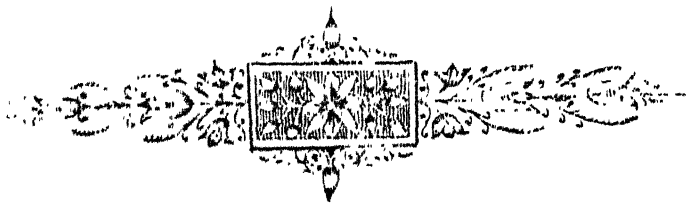
ہز مجسٹی امیر افغانستان کے متعلق یہہ اعتراض کہ فریمیسن کی ممبری کا ڈبلومہ اُنھون نے حاصل کیا غور طلب بات ہے۔ اولاً یہہ بات سمجھنے کے قابل ہے کہ کسی شخص سیاح کا کسی مقام مین بغرض تفتیش حالات جانا اور وہان کے کوائف سے محققانہ طور پر اطلاع ہونا نفس شرکت یا وہان کے فرائض کے ارتکاب کا کہان تک مصداق ہوسکتا ہے۔

ثانیاً اس سے قطع نظر کہ بغرض تحقیق نہین۔ بلکہ شرکت ہی کی بناء پر شاہ افغانستان نے فریمیسن لاج مین تعلق فرمایا تو اُسپر مذہبی اعتراض یا عقاید کا نقص کیونکر عاید ہوسکتا ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ امیر صاحب کا بالتحقیق اسلامی و مذہبی جوش۔ فرائض کی پابندی کلیات دینیہ سے لیکر معمولی فروعات تک کی نگہداشت اس امر کا کسی روشن خیال صاحب عقل کو کب موقع دے سکتی ہے کہ اُن کی شرکت کو عقائد کے ضعف یا کسی خلاف اسلام پہلو پر حمل کیا جاوے۔ بلکہ افسوس اس بات کا ہوسکتا ہے کہ صدہا غیر معمولی خوبیون کے مقابلے مین ایک ادنے اور رسمی فعل کے وجود پر نکتہ چینی کی زبان کھلے اور وہ بھی ایسے موہومی خیال پر جس کو ہزنا واقف شخص نے بجاے خود نہین معلوم کیا کیا تصور کر رکھا ہے۔

امیر صاحب کا ورود ہندوستان و زمانہ قیام واضح طور پر خود گواہ حال ہے کہ اونکی نقل و حرکت۔ استفسار و گفتگو۔ ہر نئی و نادر چیز کی حقیقت حال معلوم کرنے سے مملو تھی کارخانون مین جانا مشینون کو دیکھنا۔ اصول تجارت دریافت فرمانا وغیرہ وغیرہ اگر محققانہ تلاش نہ تھی تو کیا تھا؟

ممکن ہے کہ اسی شوق و اعتقاد نے اُنکو فریمیسن لاج مین تکلیف فرمانے کی

تحریک کی ہو۔ ہمارا حسن خیال۔ ظن المومنین خیرا کے اعتبار سے ہم کو کسی بدگمانی و
موشگافی کا موقع نہیں دیتا۔

ہمارے لیے ایک محل شکایت و افسوس تھا اگر اس موقع پر شان شاہانہ کا لحاظ
فروگذاشت ہوتا مگر نہیں۔ میزبانان وسیع الخیال نے اس موقع پر بھی شان امیر کا پاس کیا
جو درجات اس انجمن میں عام طور پر ممبران کو بتدریج سالہا سال میں ملتے ہیں وہ ہز ہائینس
کے روبرو آن واحد میں پیش کیے گئے۔ تاکہ اُن کے مرتبہ کا امتیاز یہاں بھی قائم رہے

اب ہم مخفی انجمنوں کا حال۔ فرمیسن کی تاریخ اُسکا وجود اور منشاء و ضرورت۔ ترقی و تنزل
کسی قدر صراحت سے لکھتے ہیں تاکہ عام غلط فہمیوں پر اس کا عمدہ اثر پڑے اور معلوم
ہو جائے کہ ذرا بھی اسلام کی منافی یہہ انجمن نہیں ہے۔

خفیہ انجمنوں کی حقیقت و نوعیت کسی زمانہ میں خفیہ انجمنیں اس قدر ضروری نہیں جس قدر کہ علانیہ۔
قدرت کی سلطنت اسوقت سے کہ مفروضہ بتوں باطل عقائد کے ذہنی و جسمانی معبودوں کی علاوہ
ہر زمانہ میں کہیں نہ کہیں موجود رہی ہوگی۔ جہاں بتوں کی پرستش نکیجاتی ہوگی جہاں
جسمانی معبودوں کو حقیر و بے اصل جانا جاتا ہوگا۔ ایسے مقامات فیلسوف و حکماء کے
حجرے۔ عابدوں کی عبادت گاہیں۔ تارک الدنیا لوگوں کے زمین دوز غار تھے

خفیہ انجمنوں کی تقسیم خفیہ انجمنوں کی تقسیم کی ہمیشہ ٹھیک ٹھیک حد مقرر نہیں کی جا سکتی
بعض ایسے ہیں جن کے مقاصد سائنس سے متعلق تھے اُسکے ساتھ تصوف کے مسائل
بھی شامل کر دیے ہیں۔ ملکی انجمنوں کا اثر مذہبی زندگی پر بھی ضرور ہوتا ہے۔ لہذا خفیہ انجمنوں
کو دو مجمل اقسام مذہبی و ملکی میں زیادہ سہولت سے تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(مذہبی) مذہب کی خفیہ انجمنیں بہت قدیم زمانہ سے ہیں۔ ان کا وجود اُس زمانہ سے ہے جب
سے سچا مذہبی علم دنیا کے بنانے کی تدبیر میں موجود تھا۔ وہ لازوال قوت جس سے یہہ پیدا

ہوا اور جن قوانین سے قایم تہا یہہ پہلے آدمیون کو حاصل تہا۔ یہ اصلی علم بہت کچھہ قدیم رازون مین محفوظ تہا۔ ظاہری چند روزہ دنیا کے عجائبات بجائے سچی حقیقتون و غیبی دائمی عالم کے جن کے مقابلہ مین یہہ ظاہری دنیا ایک بیرونی نمایش ہے۔

اُن حقیقی باتون کے سمجھنے کے لیے ضروری ہے جو قدیم زمانہ کی خفیہ انجمنون مین سکھلائی جاتی تہین۔

(ملکی) ملکی اعتبار سے خفیہ انجمنین موجودہ اور آیندہ زبردست طاقتون کو عقلمندی اور دور اندیشی سے مخلوط کرنے والے دروازے تہے۔

ہر ایک خفیہ انجمن اصل مین کسی ایمان کے تصور کو جاری رکھنے والا ایک شغل ہے۔ کیونکہ جب اچہے تصور کو جمع اور قایم کیا جاوے تو ایمان ہوتا ہے۔ خفیہ انجمنین ایک تاریخی صورت مین اظہار کرتی ہین۔

یہ علم سیاست مدن کی ایک گمنام سی چیز اور پوشیدہ راز ہے۔ صریح خیالات مین سے جن کی وجہ سے خفیہ انجمنین پیدا ہوگئی ہین ایک صریح خیال انتقام ہے لیکن یہہ نیک دانشمندانہ انتقام ذاتی بغض سے بالکل علیحدہ ہے جہان عام مرغوب قاعدے زیر بحث ہوتے ہین وہان بالکل غیر معلوم ہوتا ہے جو مجلسون کو سزا دینے کی خواہش رکھتا ہے لیکن اُن کے اراکین کو نہین۔ خیالات کو مٹانا چاہتا ہے لیکن آدمیون کو نہین۔ یہہ وہ بڑا مجموعی انتقام ہے جو وراثتاً باپ اپنی اولاد کو چھوڑ جاتا ہے۔

یہہ محبت کا پاک ہبہ نامہ ہے جو میل کو صاف کرتا ہے۔ انسان کی ذمہ واری اوصاف کو بڑہاتا ہے۔ ایک جائز و ضروری صرورت بُرائی کی نفرت ہوتی ہے۔ جس سے قومون کی نجات ہے۔ افسوس اُس شخص پر جو نہین جانتا کہ کسطرح نفرت کرتے ہین اسلیے کہ تعصب۔ ریاکاری باطل اعتقادی۔ غلامی برائیان ہین۔

ملکی انجمنون نے یا ایمان فرقہ کا مقصد ترقی انسانی اور ناقابل وکاہل لوگون کے سینہ مین آزادی کا تخم بونا۔ جیسے نہلست فرقہ آج کل روس مین کر رہا ہے۔ یہ سچ ہے کہ یہ ذرائع عمارت ابھی تک تکمیل کو نہین پہنچی اور شاید کبھی نہ پہونچیگی۔ لیکن خود اس کوشش سے بھی خفیہ انجمنون کو اخلاقی عظمت ملجاتی ہے۔ اس سے خفیہ انجمنون کی موجودگی کی تشریح اور تائید ہوتی ہے اور بہت سی ریاستین اُن کی وجہ سے نہ صرف آزاد یا زیادہ خود اپنا وجود بھی زندہ رکھتی ہین۔

لیکن ابتداءے خفیہ جماعتین ملکی لحاظ سے نہین بنین تھین بلکہ مذہبی مقاصد کے واسطے ہر ایک علم و فن اُن مین شامل تھا۔ اسوجہ سے مذہب کو ٹھیک ٹھیک انسانی علم (علم قدامت) کہہ سکتے ہین۔

علم تاریخ سے پہلے زمانہ مین انسان کو قدرت اور اُسکی کارروائیون کا سچا علم حاصل تھا اور یہی وجہ ہے کہ دور دراز اقوام کے سربستہ بھید از روے قیاس و باطن آپس مین اشتراک رکھتے ہین۔ اب یہ بات نمایان نہین کہ اُن کے اصول کیا تھے۔ اور کیون تمام مین اسقدر تاکید خاص خاص صورتون و خیالات کی طرف کی گئی ہے۔

ابتدائی تہذیب

عام قاعدہ یہ ہے کہ علم تاریخ سے پہلا زمانہ گمنام معلوم ہوتا ہے۔ اور لوگ خیال کرتے ہین کہ ایک ایک قدم پرے پیچھے کو ہٹینگے وہ زیادہ تاریکی مین پڑتے جاوینگے۔ لیکن اگر ہم اپنی آنکھین کھولکر آگے بڑہین تو یہ تاریکی مثل افق کے شفق جاویگی جب ہم اُس کے قریب پہونچتے معلوم ہوتے ہین تو پُرانی روشنی نئی روشنی مین ملتی جاوین گی۔ نئے آفتاب منور ہونگے۔ نئی بحری شفق ہمارے سامنے طلوع ہوتی جاویگی۔ غیبی صورت مین وحدت ہے۔ شاخین بہت سی ہین لیکن جڑ صرف ایک ہی اسلیے تمام مذہبی فرقے حتّی کہ وہ بھی جو واہیات و مبتذل رسوم اور باطل عقیدون مین چھپے ہوئے ہین جسقدر نزدیک جاکر ہم اُن کے ماخذ کا پتہ لگاوینگے صفائی

وعمدگی مین زیادہ بلند اصلی مقاصد واصول کے ساتھہ نظر آوین گے۔

ٹیچر کا قول ہے کہ ننانوے ۹۹ خیالات کا اصلی مطلب ہمیشہ یکسان ہوتا ہے یہی شاعر اُسکو اسطرح ظاہر کرتا ہے کہ قدامت وہ زبردست دیوتا ہے جو بڑی اقتدارات اور اعلیٰ مقاصد کے ساتھہ ہوا ہے۔

تمام اعلیٰ مذاہب مین خاص خاص خیالات ہین جو ایک دوسرے سے مختلف ہین تاہم کسی اعتبار سے وہ تمام مذاہب مین مشترک سمجھے جاتے ہین۔ تثلیث کا عقیدہ اور تعلیمی مسئلہ کہ کلام یا کُل مخلوقات پیدا کرنے والے لفظ نے تمام چیزین نیستی سے ہست کردین۔ نور کی پرستش آگ و تناسخ وغیرہ کے عقائد اسی قسم کے خیالات ہین۔

قدرت و وجود کے سچے اصول وہ علم جسپر سربستہ رازون کی تعلیم مبنی تھی۔ تمام چیزون کی بنیاد ومصدر ہونے کی حیثیت رکھتا تھا۔ وہ حرف قدرت کی پوری پوری حالت ابتدا کارروائی اور بتدریج ترقی ہے مع اُس وحدت کے جسکا تمام آسمان وزمین مین عمل دخل ہو رہا ہے۔ چند سال گذرے کہ یہہ بات بڑے زور شور سے بطور نئی تحقیقات کے مشتہر کی گئی تہی گو یہہ اسقدر قدیم ہے کہ ہومر مصنف بہی ایلیڈ کی آٹھوین جلد مین اُس سُنہری سلسلہ کا ذکر کرتا ہے جسکی وجہہ سے آسمان وزمین مین تعلق ہے۔ لیکن یہہ علم کچھہ مدت مین انسانون کی تبدیلی شوق مین رفتہ رفتہ کج فہم تاویلات سے بہر گیا اور اُس مین انسانی دماغ کے خیالی مصنوعات کا جدید اضافہ کیا اور حاشیہ چڑہایا گیا جس سے باطل عقائد کا تعلق ہوا اور نافہم جماعت کا یہی مذہب ہو گیا عوام کی طبیعت پر سے جنون نے اپنا دخل نہین چہوڑا۔ آج تک بہی لاکھون روحین واہمات کی زنجیرون مین جکڑی ہین ہین۔ جو ہزارون بہوتون کے خیال سے جنکو پوجاری شعبدہ بازون نے ہیتناک بنا رکھا ہے کانپ اُٹھتے ہین۔

متقدمین کے سچے علم کے اصلی اصول

جو کچھہ سربستہ رازون مین تعلیم دی گئی تھی اوس سے ہمارا یہہ قیاس کرنا درست ہے کہ ہزارون برس گذرے اسوقت انسان جانتے تھے کہ آیندہ کیا ہوگا اگرچہ اس علم کو پہلے سے ہی ان بھیدون مین دہند لا و الٹ پلٹ کردیا ہے۔ صرف ظاہری قدرت کے عجائبات بجاے روحانی سچائیون کے جو مفہوم اصلی تھا دکھلاے جاتے تھے۔

(۱) اپنے چارون طرف ہمکو ایک حیات کی شہادتین دکھلائی دیتی ہین جو تمام اشیا مین سرایت کیے ہوے ہے لہذا مجبوراً اقرار کرنا پڑا کہ ایک عالمگیر ہستا و مطلق پروردگار اور کل ذی حیات کا خالق ہے۔

(۲) دنیا کی ابتدائی حیات کے بالاتر بلاشبہ ایک مافوق الطبیعت وجود پایا جاتا ہے جسنے لفظ یا کلام کے ذریعہ سے اوجو خود سب سے پوشیدہ ہے تمام چیزین آشکارا کردین۔

(۳) ہیولا نور ہے کیونکہ تاریک سی تاریک چیز بھی اوس مین تبدیل کی گئی ہی یا کیجا سکتی ہو

(۴) دنیوی زندگی فانی ہے۔

(۵) جو کچھہ ظاہرا دکھلائی دیتا ہے روز ازل سے موجود ہے جو مختلف صورتون مین منعکس ہوا۔

(۶) وہ غیر فانی زندگی جو اس ظاہری دنیا مین اپنے آپ کو دکھلاتی ہے اونھین قوانین کی محکوم ہے جو غیبی قوتون سے وابستہ ہے۔

(۷) وہ قوانین جن کے بموجب یہ حیات اپنا اظہار کرتی ہے اصلی قدرت کے سات خواص ہین۔ چھہ تو کارپرداز خواص ہین اور ساتوان وہ ہے جس مین سب کامل اعتدال و موزونیت کے ساتھہ جگہہ پکڑتے اور مخلوط ہوتے ہین یعنی فردوس۔ یہ سات خواص اوس سات کے عدد کی تعظیم کا علمی راز ہے جو بطور عجائبات کل

قدیم و جدید علم مین پہلے ہوے ہین اور اُن کی تفصیل یہہ ہے۔
(۱) کشش۔ (۲)۔ مزاحمت یا نفی۔ (۳) دوران۔ (۴)۔ آگ۔ (۵)۔ نور (۶) آواز
(۷) جسم یا سب کو شامل کرنے والا۔
(۸) پہلے تین سے ہیولا یا تاریکی بنتی ہے۔ درد و رنج پیدا ہوتا ہے یعنی دوزخ اور دنیوی اعتبار سے جاڑا۔ آخر تین نور و خوشی سے پُر ہین یعنی فردوس اور دنیوی اعتبار سے گرمی۔
(۹) آگ قدرت کا بڑا کیمیا گر صفائی بخشنے والا و تبدیلی کرنے والا ہے جس سے اندہیرے مین اُجالا ہو جاتا ہے اسوجہ سے قدیم مذہب اس کی تکریم و تعظیم و عام پرستش کرتے تہے۔ زردشت کے پوجاری ایک نقاب اپنے مُنہ پر اس خیال سے باندہے رہتے تہے کہ اون کے تنفس سے آگ خراب نہ ہو جائے۔ لیکن واقعی آگ سے یہان مراد اصلی آسمانی برقی آگ ہے جسکے وجود و خواص کو متقدمین خوب جانتے تہے
(۱۰) تمام نور تاریکی مین پیدا ہوا اور اسکو اپنے ظاہر کرنے کے لیے آگ مین گذرنا ضرور ہے۔ یہی خیال تمام سربستہ بھیدون مین پوشیدہ ہے۔ جیسے چھوٹے پودے سے خوبصورت کلیان۔ پتے۔ پہل بغیر بیج کی تاریک حالت مین نکلے ہوئے اور زمین مین دبے ہوئے جہان وہ کیمیائی ترکیب سے آگ کے ذریعہ دوسری صورت مین بدلتا ہے نہین ظاہر ہو سکتے۔ اسیطرح دماغ علم کی روشنی کو تاریکی و قید کا درجہ طے کیے ہوے نہین پہنچ سکتا۔

اسماعیلیہ فرقہ خفیہ انجمنین مذہبی۔ ملکی یا اخلاقی اغراض کے حدود مین محدود ہین اسمٰعیلی فرقہ نے یہی قاہرہ مین ایک لاج یا خفیہ انجمن کی بنیاد ڈالی جسکو دوسرے پیرایہ مین یونیورسٹی کہہ سکتے ہین۔ اسلیے کہ اُس مین بہت سی کتب اور سائنس کے آلات تہے۔ علانیہ منشا سائنس کا تہا۔ لیکن اصلی مقصد کچہہ اور ہی تہا۔

نصاب تعلیم نو درجون پر منقسم تہا۔ پہلے درجہ مین طالبعلمون کے دلون مین شبہات
پیدا کرنے اور اپنے اُستاد پر اُنکے حل کر سکنے کا اعتقاد رکہنے کی تعلیم دی جاتی تہی۔ اس غرض
سے اُسکو قرآن کے لفظی معنون سے مہمل مطالب دکہلاتے تہے۔ پوشیدہ اشارون
سے اُسے سمجہایا جاتا تہا کہ اس پوست کے اندر ایک شیرین اور غذائیت بخش مغز
چہپا ہوا ہے۔ لیکن یہہ تعلیم آگے نہین بڑہتی تہی۔ جب تک شاگرد سخت قسمیہ کہا کر
جاہلون کے پکے عقیدہ کے ساتہہ اپنے اوستاد کی مطلق اطاعت کا پابند نہین ہو جاتا
تہا۔ دوسرے درجہ مین اماموں یا ہادیون کو پہچاننا سمجہایا جاتا تہا جن کو خدای تعالے
نے ہر قسم کے علوم کا سرچشمہ بنایا ہے۔

تیسرے درجہ مین اُسکو اُن متبرک امامون کی تعداد بتائی جاتی تہی۔ یہہ تعداد
سات کا طلسمی عدد تہا۔

چوتہے مین اُسکو اطلاع ہوتی تہی کہ خدا نے دنیا مین سات واضعان شرع
بہیجے ہین۔ ہر ایک کے ساتہہ مددگار سات تہے جو صمم کہلاتے تہے۔ درحالیکہ
واضعان شرع کو ناطق کہا جاتا تہا۔

پانچوین مین اُس کو اطلاع ہوتی تہی کہ ان مددگارون مین سے ہر ایک کے بارہ
رسول تہے۔ چہٹا درجہ اس بخت مرید کی آنکہون کے سامنے جو اس درجہ تک ترقی
کر چکا تہا قرآن کے مسائل پیش کرتا تہا اور اُسکو یہہ تعلیم دی جاتی تہی کہ تمام مذہبی
اصول قاعدہ فلسفہ کے ماتحت ہونے چاہئین۔ اوسکو فلاطون اور ارسطو کے مذاہب
کی بہی تعلیم دی جاتی تہی ساتوین درجہ مین ہمہ اوست کا اسرار مطلب شامل تہا۔
آٹہوین درجہ مین اُسکے سامنے شرع محمدی کے بنیادی اصول پیش کیے جاتے
تہے اور اُسکا صحیح اندازہ اُن کی ذاتی وقعت پر کیا جاتا تہا۔
آخر کار نوین درجہ مین جیسا کہ تمام پہلی باتون کا لازمی نتیجہ ہونا چاہیے اُس کو اس امر

کی تعلیم دی جاتی تہی کہ کوئی چیز بہی یقین کرنے کے قابل نہین ہے اور یہہ کہ ہر ایک بات جائز ہے۔

اغراض یہہ تہین کہ انسانی ذمہ داری و شرف مٹائے جائین۔ فاطمین کا تخت قاتلون کی فوج سے جو ایک ہیبت ناک سلطانی محافظون کا دستہ ہوتا تہا گہیرا رہتا تہا۔ خفیہ پولیس اس نظر سے بہرتی کی گئی تہی کہ قاہرہ کی خلافت کی شہرت و ہیبت کو دور دور پہیلادے۔ اور بغداد کی سلطنت کو مہلک صدمہ پہونچائے عرب و شام مین طرفدار ہاتہہ آگئے جن کو اس فرقہ کے مقاصد معلوم نہ تہے۔ جنہون نے خوفناک حلف کے ساتہہ نادانستہ فرمانبرداری کی قسم کہائی تہی۔ قاہرہ کے لاج کی شبانہ مجلسین ایک صدی تک رہین۔

اس کے اصولون نے جو تمام سچے اخلاق اور انصاف سے منکر ہونے پر منتہم ہوتے تہے۔ ضرور غیر معمولی بات پیدا کردی۔ انسانی ایمان پر ایسا خوفناک دہکا لگنے سے وہ عجیب باتین بطور نتیجہ ظاہر ہوئین جنکا صفحہ تاریخ پر خونریز اور نہ مٹنے والا نشان باقی ہے۔

فرقہ اسماعلیہ کو ہیبت ناک بنانے والا حسن بن صباح ایک نامور زمانہ قاہرہ کے دارالعلوم کا واعظ تہا۔ جس نے بہت ناموری پیدا کر کے قاہرہ مین بڑا اقتدار حاصل کیا۔

اس اقتدار سے لوگ اس کے حاسد ہو گئے جن کی کامیابی اسکو جلاوطن کیے جانے سے پوری ہوئی۔

یہہ جلاوطنی نامور کامیابی کا ذریعہ ہوئی۔ عراق کی سرحد پر اس کی زبردست حکومت قایم ہوگئی۔ شاہان یورپ اس بڑے طلسم کے عین وسط مین اس سے کانپتے تہے اس کی زبردست فوج کا ہر جگہہ گذر رہتا۔

فیلپ اعظم شاہ فرانس اُس سے ایسا ڈرتا تھا کہ وہ بغیر باڈی گارڈ کے ذرا دور بھی حکت نہ کرتا تھا۔ اوّل اوّل اُس نے کوئی اور ارادہ سوائے خلافت قاہرہ کی حکومت بڑہانے کے ظاہر نہین کیا لیکن یہہ پردہ بہت جلد اوٹھ گیا۔

اوسنے قاہرہ کی لاج کے اصولون مین ترمیم کی۔ مریدون کی جمعیت کی اقسیم کی جسمین خطرناک فدائی (جان نثار) فرقہ تھا۔ جو تکان۔ خطرہ۔ تکلیف کو حقیر جانتا تھا اور اپنی جان خوشی سے دینے کو آمادہ رہتا تھا۔

اس جان نثاری کی لیے حسن نے ایک عجیب وغریب حکمت نکالی تھی ایران کے ایک صوبہ مین جسکا نام آج کل سیجستان ہے مولیت مشہور گھاٹی تھی۔ گھاٹی بہت پرفضا جگہہ تھی اور ایسے پہاڑون سے محفوظ جن کی سیدہی چوٹیان تھین۔ تمام گذرگاہون پر مضبوط قلعون سے حفاظت کیگئی تھی۔

اس پُرفضا محفوظ مقام کو نہایت خوشنما مسرت بخش باغات و محلات سے پُر رونق بنایا گیا تھا۔ اوسکی آراستگی و زیب و زینت حد بیان سے باہر تھی۔ نوعمر۔ خوشجمال۔ دلفریب نوجوان عورتون نے اُسکو بیحد انتہا دلکش بنا دیا تھا۔

جب کسی خطرناک مہم کو انجام دینے کے لیے آقا کسی شخص کو منتخب کرتا تھا تو اُسے اوّل نشّی چیز ملائی جاتی تھی۔ اور مخمور و بدہوش حالت مین وہ ان باغون مین پہونچایا جاتا تھا اور یہان ہر طرح کی اُس کو آزادی دی جاتی تھی۔

جسوقت اُس مین اتنا ہوش آتا کہ اس خوبصورت نزہت گاہ کو کافی طور پر دیکھ لے اور پریزاد عورتون کے حسن سے جو اس تمام وقت مین اُسکو بےحد ناز و ادا مین مصروف اور اپنی جانب مائل رکھتی تھین لطف اوٹھاوے تب اُسکو یقین دلایا جاتا تھا کہ جنت فردوس یہی ہے لیکن قبل اسکے کہ وہ تکان محسوس کرے یا عشق و شراب سے سیر ہو اُسے مدہوش و مخمور کرکے وہان سے جدا کر دیا جاتا تھا۔

کسی ضروری خدمت کے لیے آقا بلاتا اور حکم سنتا تاکہ فلان خدمت بجالاؤ تو باقی تمام عمر اونہین مسرتون کا عیش اُٹھانے کا موقع دیا جائے گا۔
یہہ سادہ لوح دل وجان سے اس گناہ کے ارتکاب کو آمادہ ہوجاتا جس کی خواہش ظاہر کی جاتی تہی۔

اس بے رحم فرقہ نے حسن کے بعد بہی عرصہ تک فرمانبرداری مین بڑی بڑی جانین لین اور اپنی جانین دین ۱۲۵۶ءسنہ مین ہلاکو خان برادر خان اعظم منگولیا نے ایران پر حملہ کیا جسقدر پیرو فرقہ حسن اُسکے ہاتہہ آئے سب کو ہلاک کیا رکن الدین آخر فرمانروا اس فرقہ کا مارا گیا اُسوقت سے پہر اس فرقہ کا زور نہین ہوا لیکن اب تک یہہ فرقہ ایران۔شام مین موجود ہے۔اسمٰعیلی یورپ مین بہی دکہلائی دیتے ہین۔ہندوستان مین سوداگرون کے لباس مین نظر آتے ہین فقط

خفیہ اسرار کی تعلیم کا خلاصہ یہہ تعلیم تصوف وسائنس سے تعلق رکہتی تہی۔ازروی تصوف مریدون کو جاہلون کے متعدد معبود ماننے کی غلطی تبلائی جاتی تہی۔اور وحدت کا اصول مع جزا و سزا کے آیندہ حالت کے سکہلایا جاتا تہا اور تاکید تہی کہ اگر تجہہ کو شبہ ہے کہ کوئی کام اچہا ہے یا بُرا تو اوسکی دریافت تک بالکل پرہیز کر۔

سچا علم کسطرح ضائع ہوگیا قدرت کا وہ سچا علم جو پہلے آدمیون کو حاصل تہا زمانۂ دراز کی حدت مین خراب ہوگیا۔اُس مین غلطیان شامل ہوگئین۔قدیم مذہبی رسوم آسمانی فرشتون یا سورج و آسمانی اجسام سے متعلق تہین۔
مگر سچے حقیقت والون کے لیے۔سورج۔چاند اور تارے۔محض بیرونی نمایشین اور غیر فانی زندگی کی پُر عظمت قوتون کی علامتین تہین۔
مگر حقیقی معرفت کے راز جماعت کثیر کی جاہل طبیعتون کو صاف صاف سمجہائے نہ جاسکے اور غالباً اسیوجہہ سے اجسام آسمانی کی بشکل آدمی مورتین بنائی گئین۔

اور زمین کے موسم اون پر منحصر کیے گئے۔
مثلاً ابتدائی شخص کی نظر مین سورج عالم ازل کا ظاہری اظہار تہا۔ یعنی ایسی حیات جو سب کی پرورش وحفاظت کرتی ہے۔ مختلف ملکون اور زبانون مین۔ کرشنا قو اُسیرس۔ ہرمز۔ ہرکولز وغیرہ مختلف نامون سے اوس کی صورت بنائی جانی لگی اور پہر بتدریج وہ شکلین ایسے آدمی سمجھے جانے لگے۔ جو کبہی موجود ہون اور اُن فوائد کی نظر سے جو اُنہون نے نسل انسان کو پہونچائے وہ معبود گردانے گئے۔ فرضی دیوتاؤن کے مقبرے دکہلائے جاتے تہے جیسے کہ مصر کا بڑا مخروطی مینار اُسیرس کا مقبرہ کہلاتا ہے۔
لیکن ان جلسون کے کیے جانے کا خاص منشا یہہ ہوتا تہا کہ اُن کو مرنے سے عامہ خلایق کو جو نقصان پہونچا ہے اُس خیال کو تازہ کیا جاوے۔
فی الحقیقت جو ایک زمانہ مین خالص قدرتی دانشمندی ہوتی ہے وہ دوسرے زمانہ مین دیوتا بن جاتی ہے تیسرے زمانہ مین تفریحی افسانہ۔ اُسکی خاص خاص باتین اسی ملک سے جہان اُسکا رواج تہا شروع ہوتی ہین۔
سات کا عدد ہر جگہہ پایا جاتا ہے۔ اور یہہ علم کہ اُسکا موجود ہونا قدرت کی سات خواص کا ضروری نتیجہ ہی جاتا رہا۔
اب یہہ بات فرض کر لی گئی ہے کہ اس سے اُن سات سیارون کیطرف اشارہ ہے جو اُسوقت معلوم تہے۔

اسرار کا اصلی مطلب اور اُن کی زوال کی نتایج

ان سربستہ بہیدون مین تمام باتین نجوم سے متعلق تہین لیکن نجومی علامات کے ذیل مین بڑے گہرے معنی پوشیدہ تہے یہہ اسرار رفتہ رفتہ زائل ہو گئے۔ خیالی باتون سے حقیقی باتین مغلوب ہو گئین اسرار ایک لگاڑے ہوئے اور بے قصہ طریقہ مین فری میسن مذہب مین اب تک قایم و برقرار ہین کی ایک نجومی

ہیئت بہی ہے۔

خفیہ انجمنون کی ضرورت نہین رہی یہہ شکر کا مقام ہے کہ اب خفیہ انجمنون کی ضرورت نہین رہی آجکل فلسفیانہ اور ملکی خیال آزاد ہے۔ اگرچہ ہر ملک مین ایسا نہین ہے مگر بلا شک اُن ملکون مین ایسا ہی ہے جہان سیکسن نسل کی آبادی ہے۔

بعید القیاس مسائل تعلیمی کے حملون کے لیے سائینس ایک زبردست بنیاد ہوتی جاتی ہے اور سائینس کی مطابقت سے ایک معبد قایم ہو رہا ہے جسمین صرف محنت زہد اور روزے ہی ضروری امور نہین خیال کیے جاتے ہین حال کی زندگی مین مختلف عجائبات اسکا ثبوت ہین۔ انسان عقلی تاریکی کے عہد مین ہمہ اوست کے واسطے خودنیست کرتا تہا۔ اب وہ تحصیل علم کرتا ہے۔ اپنی عزت کرتا ہے۔ لکڑی پتھر کے معبودون کو فنا کرتا ہے۔ حق کی خاطر لڑتا ہے۔

قدیم زمانہ مین طبیعت مذہب سے فلسفہ کیطرف بلند ہوتی تہی۔ زمانۂ حال مین وہ بوجہ سخت مزاحمت طبعی کے فلسفہ سے مذہب کیطرف عروج کرتی ہے وہ شخص جو اسطرح مذہب پر پہونچتا ہے جس کی عالمگیر ہمدردی خوف کو نکالکر باہر کرتی ہے یہی لوگ نسل انسان مین ایسے پیدا ہوئے ہین جن کو نہ پوشیدہ اشارون کی ضرورت نہ اصطلاحی الفاظ کی ایک دوسرے کو پہچاننے کے لیے حاجت ہے وہ ایسے تمام ایجادون کے مخالف ہین وہ جانتے ہین کہ آزادی سب مین یکسان شامل رہنے سے حاصل ہوتی ہے۔

ایسے ملک مین جہان جابرانہ حکومت ہے۔ مثلاً روس مین خفیہ انجمنین ابتک آزادی کے واسطے لوگون کو لڑنے کی تحریک دینے کا ذریعہ ہین۔ لیکن جہان آزاد حکومت ہے وہان کسی مفید اور نیک کام کو عمل مین لانے کے لئے اخفا کی ہرگز ضرورت نہین کسی زمانہ مین خفیہ انجمنونکی مدد سے کامیابی حاصل کرنیکی ضرورت تہی۔

اب عام انجمنون کو اپنے قایم رکھنے کے لیے علانیہ اتفاق کی حاجت ہے یہ اسلئے نہین کہ یہہ ایسا زمانہ ہے جسمین ہر بات بلا خوف مخالفت کہی جا سکتی ہے بلکہ ہر ایک بات کی چہان بین ہو کر اصلی راز کہل جاتا ہے۔

لہذا جس انجمن کو اخلاقی و اتحادی دعوی ہے اُس کو حجاب اُٹھا کر سامنے آنا چاہیئے۔ وہ لوگ ذلیل غلام ہین جو لاچارون و کمزورون کے واسطے زبان کہولنے کی ہمت نہین کرتے۔ وہ غلام ہین جو نفرت طعن و تشنیع اور گالیون سے خوف کرتے ہین اور بجائے اُس حق کے جسپر اونہین ضرور خیال کرنا چاہئیے دہ خاموش ہو کر دبے جاتے ہین۔ وہ غلام ہین جو حق بات مین ہمت کر کے لوگون کے ساتھہ نہین ہو جاتے۔

فریمیسن[1] کا زمانہ حضرت سلیمان ع کے وقت سے بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت سلیمان ع نے جسوقت معبد کی تعمیر کا قصد کیا تو دستکار جمع کیے۔ اُن دستکارون کو جماعتون مین تقسیم کر کے ایڈونیرام۔ یا ہیرام آبف کے تحت مین کر دیا۔ یہہ ہیرام وہ تہا جسکو حضرت سلیمان کے دوست بادشاہ ٹائر نے بہیجا تہا۔

ہیرام نے ایک عجیب عمارت بنام نہاد مسجد سلیمان ع تعمیر کی۔ اوسنے تخت سلیمان طلائی بنایا جسپر نہایت خوبی سے نقش و نگار کیے اور بہی عمارات نورانی تعمیر کین یہہ دستکار باوجود جاہ و منزلت کے مبتلائے مرض مالیخولیا تہا اور تنہا رہتا تہا۔

[1] ماخوذ مشہور کتاب سکریٹ سوسائٹیز آف دی ورلڈ جلد دوم ترجمہ مطبوعہ کارخانہ پیسہ اخبار لاہور

معدودے چند مانوس اور بکثرت اُس سے نفرت کرتے تھے۔
اس زمانہ مین حضرت سلیمان کی دانائی کی شہرت دنیا کے دور و دراز حصّون تک پہنچ گئی تھی۔
بلقیس شہر سبا ملک یمن کی ملکہ بادشاہ اعظم کو مبارکباد دینے۔ اُن کے عہد کے معجزات دیکھنے کے لئے بیت المقدس حاضر ہوئی۔ حضرت سلیمان کی شان و شوکت و جاہ و جلال نے اُسے متحیّر بنا دیا۔ آپ نے بھی ہر قسم کی ضیافت کی۔ اُسکو اپنا محل بعدہ شاندار مسجد کو دکھایا جسکو دیکھکر ملکہ حیرت زدہ رہ گئی۔
حضرت سلیمانؑ بھی اُس کے حُسن پر فریفتہ ہوے اور چند روز بعد اوسکو پیام شادی دیا۔ ملکہ نے ایسے معزز دل کو مسخر کر لینے سے خوش ہوکر پیام کو قبول کیا۔ دوبارہ مسجد کے دیکھنے پر اوسنے مہندس کے دیکھنے کی آرزو ظاہر کی جس نے ایسی عجیب و غریب و بیمثال عمارت تعمیر کی۔ تھوڑے تامل کے بعد اُسکے اصرار سے مہندس پیش ہوا۔ جب یہہ عدیم المثال دستکار ملکہ کے حضور مین حاضر ہوا تو ملکہ نے پھر تمام کاریگرون کو دیکھنا چاہا جنھون نے اس مسجد مین کام کیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ سب کا ایکبار جمع کرنا دشوار ہے لیکن ہیرام کو ملکہ کی خواہش کے موافق اُن سب کا دکھا دینا منظور ہوا۔ اسلیے اوسنے ایک پتھر پر جست کرکے اپنے سیدہے ہاتھہ سے ہوا مین ٹا کا اشارہ بنا دیا۔ اس کا یہہ اثر ہوا کہ تمام کاریگر اپنا اپنا کام چھوڑکر اپنے اُستاد کے حضور مین آ حاضر ہوئے۔ اس بات نے ملکہ کو سخت متعجب بنا دیا۔
ہیرام اپنے تین مخالف حاسد شاگردون کے ہاتھہ قتل ہوا۔ جن کو ہیرام نے بوجہ اُن کی ناقابلیت و کاہلی کے ماسٹر کے درجہ پر ترقی دینے سے انکار کردیا تھا۔ یہہ تینون شخص۔ فینو معمار باشندۂ شام۔ امرو نجار باشندۂ فونیشیا اور ہیتو سائل

عبرانی کا شمن تھا۔
ان تینون نے قتل کا منصوبہ باندھا جسوقت یہہ مہندس مسجد مین آیا تو اُن لوگون نے حملہ کر کے قتل کر دیا۔ مگر اپنی موت سے پیشتر ہیرام کو اتنی فرصت مل گئی کہ اُس نے اس سُنہری مثلث کو جسے وہ اپنے گلے مین پہنے ہوئے تھا اور جسپر ماسٹر کا خطاب کندہ تھا ایک عمیق چاہ مین پھینک دیا۔
قاتلون نے اُس کی لاش لپیٹ کر ایک علیٰحدہ پہاڑی پر لیجا کر دفن کر دی اور قبر پر ایک چھوٹی سی ببول کی شاخ نصب کر دی۔
جب ہیرام سات دن تک نہ آیا تو اُس کو تلاش کرایا۔ اُنہین تین کاریگرون کو لاش ملی اُس کے اُٹھانے کے وقت کھال جسم سے علیٰحدہ ہو گئی اوسپر ایک ماسٹر کہہ اُٹھا "میکنایگ" (گوشت جسم سے علیٰحدہ ہو گیا یا بھائی مارا گیا۔) اور یہی لفظ درجہ ماسٹر کا مقدس لفظ ہو گیا۔
ان تینون حریفون کا پتہ لگ گیا۔ لیکن اُنہون نے اپنے تلاش کرنیوالون کے ہاتھہ آنے سے پیشتر خودکشی کر لی۔ اُن کے سر کاٹ کر حضرت سلیمانؑ کے پاس لائے گئے۔ مثلث ہیرام کی لاش کے ساتھہ نہین ملا۔ تلاش ہونے پر اُس کُنوین سے برآمد ہوا جس مین مہندس نے اُسے پھینکدیا تھا۔ بادشاہ نے اُسکو ایک مثلث نما قربان گاہ مین جو ایک حصہ گنبد بیت بنی تھی رکھوا دیا۔

ابتدائی اُس معمار تمام قومین۔ تمام ریاستین۔ تمام انجمنین اپنی عظمت و قوت بڑھانے کی غرض سے اپنا سلسلہ استخراج کرنے کے لیئے اپنے ساتھہ بہت قدیم اصلیت مخصوص کیا کرتی ہین جو فرقہ بالکل خیالی و اخلاقی ہوتا ہے اور اصول کی زندگی بسر کرتا ہے اور جس کو یہہ ضرورت ہوتی ہے کہ وہ تمام دیگر فرقون سے اسبق گردانا جاتے اوسمین یہہ خواہش زیادہ زبردست ہوتی ہے اسیوجہسے فریمیسن مذہب نے یہہ دعویٰ

قائم کیا ہے کہ ہم انسان کی پیدائش کے ہمعصر نہین ہین۔ بلکہ دنیا کی پیدائش کے زمانہ سے ہین۔

دلیل یہہ کہ نور انسان سے پیشتر تہا۔ اُسکے لیے ایک مناسب مسکن تیار کیا گیا نور فریمین کا منشاء و علامت ہے اس تائید مین دو فریمین مصنفون کی تصنیف کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ جسمین ایک تصنیف ایک صدی سے زیادہ پُرانی ہے اور ایک بالکل زمانہ حال کی ہے۔

ایڈورڈ اسٹریٹ اپنی کتاب "بک آف کانسٹی ٹیوشنز فار دی یوز آف لاجز آئرلینڈ" (آیرلینڈ کی لاج کے استعمال کے واسطے کتاب ضوابط) مطبوعہ ۱۷۵۱ء مین آدمؑ کو پہلا مین بتایا ہے جنہون نے فردوس سے نکالے جانے کے بعد بڑے علم خاصکر مساحت زمین کو یاد رکہا۔

ڈاکٹر جے۔ اے ویسی کتاب او بیلسک اینڈ فریمیسنری مطبوعہ ۱۸۸۰ء مین بیان کرتا ہے کہ فریمیسنری خلقت کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ اِس کو خاندان شیثؑ نے قایم کیا تہا۔ میسنون کا تہہ بند اُس زمانہ سے شروع ہوا جبکہ فردوس کے بعد آدمؑ و حوائے انجیر کے پتّون کا تہمد یا ستر اختیار کیا۔

روئے زمین پر انسان کی ابتدائی ظہور سے ہی ایک نہایت مہذب نسل تہی جس کو قدرت کے قوانین و خواص کا پورا علم تہا اور یہہ علم پوشیدہ ہندسون اور حکمتون مین جو اُس کے قیام و ترقی کے لیے مناسب علامت سمجہی گئین شامل کیا گیا۔ ہتہیلی ہند سے اور حکمتین میسنری مین قایم ہین۔ لیکن کاریگرون کی کثیر تعداد کاذب مسنری مین تہین۔ سب سے سچے میسن فی زماننا بغیر لاج پائے جاتے ہین۔

مین لوگون کے حقیقی واقعات بعض علامتون و معمائی صورتون مین چہپے

ہوئے ہین وہ بغیر اصلی حقیقت کو جانے ہوئے لغو خیالات ذلیل رسم و دستور معلوم ہوتے ہین۔

تمام خفیہ انجمنون کا مقصد (سوا اُن انجمنون کے جو خالص ملکی یا خلاف معاشرت تہین) ایسے علم کے قایم رکھنے کا تہا۔ جو اوسوقت تک باقی تہا۔ یا اُس علم کے پہر حاصل کرنے کا جو ہاتہہ سے نکل گیا تہا۔ فریمین مذہب کو ایسا کہنا چاہیے کہ اُن تمام انجمنون کی تعلیم اور اصولون کا خلاصہ ہے۔ جنمین قدیم بہید سکہلائے جاتے تہے لہذا یہہ بات ناممکن ہے کہ اسکی اصلیت کو کسی پیشتر کی خاص انجمن سے منسوب کیا جاوے۔ فریمیسنری تمام علوم اوّلین و آخرین کا مختصر خلاصہ ہے اور ہونا چاہیئے۔

فریمیسنری دور — مین مصنّف اس فرقہ کی تاریخ کو عموماً دو دورون ہین منقسم کرتے ہین پہلے دور مین اُس کی مفروضہ بنیاد سے اخیر صدی کے شروع تک کا زمانہ شامل ہی جس زمانہ مین یہہ فرقہ صرف میسن یعنی کارگذار معمار اور دستکارون کو جنکا تعمیر سے کسیطرح کا تعلق ہوا اپنے اندر شامل کرتا تہا۔

دوسرے دور کو خیالی میسنری کے زمانہ سے نامزد کرتے ہین جو صرف اُنہین ارکین کو پسند نہین کرتا جو عمارتی صنعتون کے ماہر ہین بلکہ اپنے مین اُن سب کو قبول کرلیتا ہے جو روحانی عبادتخانے کے بنانے مین مدد دینے کو راضی ہون جو کہ دنیا کے عالمگیر اتفاق و علم کا عبادتخانہ ہے۔

وارنگٹن کی لاج کی تحریرات مین جو ۱۶۴۸ء تک قدیم زمانہ کے ہین لکہا ہوا ہی چارلس اوّل۔ چارلس دوم۔ جیمس دوم بہی شامل ہوئے تہے۔ مذکورۂ بالا بیان سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حقیقی میسنری ہمیشہ خیالی تہے۔

اور یہہ کہ اُس کی اصلیت قدیم ڈیانی سیک یا کسی دوسرے ہم رشتہ کالج سی استخراج

کرنا کسیقدر صحیح ہے۔

اس انجمن نے میسنک نام گذشتہ صدی کی اصلاح ثانی کیوقت اختیار کیا تھا۔ یہ اُن معمارون کی برادری تھی جنہون نے عالیشان خانقاہین اور دوسری عمارتین بنائی تھین اُن کا فروغ زمانہ متوسط مین ہوا۔

ان کے یہان لاج۔ درجے۔ سرحد خفیہ اشارے۔ اصطلاحی الفاظ۔ اُسی قاعدے کے تھے۔ جیسا کہ سلیمانؑ کی مسجد کے معمار استعمال کرتے تھے۔

فریمیسن مذہب بہت زمانہ سے ماخوذ ہے

فریمیسن مذہب مین اُن مختلف فرقون اور انجمنون کا بہت ساحصہ پایا جاوےگا جسمین وہ حالت موجودہ پر پہنچنے سے پیشتر گذرا ہے۔ جس مین ہندوستانی۔ مصری۔ یہودی۔ عیسائی خیالات۔ اصطلاحات۔ اور علامات کا پتہ چلتا ہے۔

یسن مذہب کی سچی تاریخ

فریمیسن مذہب کی سچی تاریخ بغیر اُس رنگ و روغن و چمک و دمک کے جو مین مصنفون نے اُسپر چڑھایا ہے۔ مختصر طور سے الفاظ ذیل مین ادا کیجا سکتی ہے۔

زمانہ قدیم مین مہندسون اور انجینیرون کی مجلسین تھین۔ جنہون نے عبادتگاہون اور دوڑ کے میدانون کی تعمیر اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔

یہہ معمارون۔ انجنیرون۔ نجارون کی انجمنون کے اصلی نمونے تھے۔ جو زمانہ توسط مین جرمنی اور انگلستان مین خاصکر فروغ پر تھے۔ فقرا۔ پادری اور کلیسا کے دوسرے حکام سے خانقاہون یا گرجا کی تعمیر کا ٹھیکہ لے لیتے تھے۔ آخرکار اُنہون نے خود کو گرجا سے خودمختار کرلیا۔ تیرہوین صدی مین اُنہون نے ایک وسیع معمارون کی مجلس کالون مین بنائی۔ اسٹربیرگ۔ وائنا۔ کالون۔ زورچ مین لاج مقرر کیے وہ خود کو فریمیس (آزاد معمار) کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اون کے یہان

مریدی کی رسوم بھی تھین۔

سولھوین صدی کے آخر مین غیر کاریگر معمار بھی اس برادری مین داخل کیے گئے۔ جنکا لقب ایکسپٹیڈ مین (مقبول معمار) تھا۔

اسی مین وہ اشخاص شامل تھے جو علم یا اعلیٰ رتبہ مین ممتاز تھے۔ اسطرح لاجون مین کارروائی اشارات پر رہ گئی۔ کارگذاری پر نہین۔ اصلی کارگذار معمار منتشر ہو گئے اور ایکسپٹیڈ مین جنکو لاج کے علم چھپانے سے مایوسی ہو گئی تھی علٰحدہ ہو گئے۔
۱۷۱۷ء مین فقط چار لاج رہ گئی تھین جنکو ڈاکٹر دسیلگر مین۔ جیمس انڈرسن اور جارج پہیئی نے گرینڈ لاج بنایا تھا۔ جسکے ساتھہ زمانۂ حال کا فریمسن مذہب خاص علامت نما شروع ہو گیا معماری کی علمی اصطلاحین باقی رہ گئین۔

اس برادری کو جلد عذاب پہنچایا گیا کلیمینٹ دوازدہم سے لیکر موجودہ پوپ تک تمام اُسقفون نے اپنے تیر اُسپر چھوڑے با اختیار فرمانرواؤن نے اُس کے انسداد کی کوشش کی اور فی الحقیقت خود مین لوگون نے یہ عذاب سب کچھہ اپنی جان پر بلایا اوّل یہہ کہ اُسکے اصول کے بیہودون کی کارروائیون کو چھپانے کی کوشش کی۔ دوم اعلیٰ مدارج کے جاری کرنے سے بھی وہ مبتلاے بلا ہوئے۔

ابتدائی مین لوگون مین وہی تین درجے محدود تھے جو کاریگر معمارون مین موجود تھے۔ اپرنٹس (شاگرد) فیلو کرافٹ (پیشہ ور) ماسٹر (اوستاد) لیکن ان مدارج مین بعض رئیس ممبرون کی خود نمائی کو اطمینان نہین ہوا۔

بہادر۔ اینڈریاس۔ رامیسی۔ جلاوطن اسچوارٹ ایک شخص نے جسکا بیان تھا کہ فریمسن صلیبی جنگ آورون کی اولاد سے ہین اعلیٰ مدارج کے جاری کرنے پر زیادہ زور دیا جسمین ملکی مقاصد مدنظر تھے جو اسچوارٹ کے ملک کی رعایت سے اسکاچ مدارج کہلاتے تھے۔ اس مین بہت کچھہ کثرت ہو گئی اور اس کثرت کے

اغراض بدعقیدہ رسوم وذاتی خودنمائی نے ہرشخص کو بڑہنے والے درجات مین منہمک کر دیا۔ آخرکار وہ دہوکہ بازون وچالبازون کے ہاتہہ آگئے مثلاً جیسے کیگ لسٹرو تہا۔ جرمنی مین اس فرقہ کو تین فریق استعمال کرتے تہے۔ ریاکشنیری (مخالف) ریولوشنیری (باغی) ٹائیسٹی فینٹک (شجاع متعصب)

ریاکشنیری نے روسی کروشین فرقہ بنایا۔ جسمین طلسم۔ علم ہیئت کیمیا علم روح۔ اور عام باطل عقایدہ ہوگئے اور فریبون مین بہرے ہوئے تہے۔ جو مذہبی۔ ملکی اور سائنس کی ترقی کے مانع تہے۔

ریولوشنیری نے الومینٹائی کے ذریعہ سے جو عیاری کے ساتہہ مین فرقہ مین شامل ہوگئے تہے ایک نیا ملکی اور مذہبی میشن شروع کرنے کی کوشش کی۔

ٹائسٹی فینٹک فرقہ فرانس سے جرمنی مین نیک نیت ولیکن وہمی سرن ہنڈ ستی منتقل ہوتہا فرقہ کا بہیدا اور بعض رسوم کی آب وتاب سے فرمیسن مذہب مین بہت سے مرید شامل ہوگئے تہے۔ جہان تمام لاج آخرکار گرینڈ لاج کے نام سے شامل کردیے گئے۔ جسکا نام گرینڈ اورینٹ رکہا گیا۔ اس کا پہلا گرینڈ ماسٹر ڈیوک آف چارٹرز تہا۔ بعد کو فیلپ ایگلائٹ نپولین نے جب بااختیار تہا اپنے بہائی جوزف کو گرینڈ ماسٹر مقرر کیا۔

میسنون کے دستور: میسنون کی بعض باتین یہان بیان کیجاتی ہین۔ فرمیسن لوگ بڑی ریاست مین سرکاری عمارتون کے بنیادی پتہر رکہنے مین اکثر شریک ہوتے ہین اور اپنے خاص خاص مدارج کی امتیازی پوشاک پہنے رہتے ہین جس کو وہ روشنی کے سال سے محسوب کرتے ہین۔

کوئی شخص اکیس۲۱ سال کی عمر سے قبل میسن فرقہ مین شامل نہین ہوسکتا لیکن اس ملک مین اور فرانس مین میسن کی اولاد کو رعایتاً مستثنے کیا جاتا ہے۔ وہ اٹہارہ سال

کی عمر میں شامل کیے جا سکتے ہیں۔

لاج میں لوٹیا کا اختیار کرنا بپتسمہ کی رسم سے مشابہ ہوتا ہے۔ بچہ ننگا
کو پھولوں سے چھپا دیا جاتا ہے۔ بخور سلگائے جاتے ہیں اور دینی باپ کو صرف
یہی حکم نہیں دیا جاتا کہ نئے مرید کی جسمانی حاجات کا سامان کرے۔ بلکہ یہ بھی
ہوتا ہے کہ سچ اور انصاف کے مدرسہ میں اُس کی تربیت کیا کرے۔

مرید کا نیا نام نکوئی کے ناموں میں سے رکھا جاتا ہے جیسے ویراسٹی (صداقت)
ڈیووشن (جان نثاری)، بینی فیشنس (نیک کرداری)

دینی باپ اُسکے بدلے شاگردی کا حلف اپنی زبان سے کہتا ہے۔ جس درجہ
میں وہ قبول کیا جاتا ہے اور یتیم ہو جانے کی صورت میں اوس کی پرورش کرتا ہے
اور کاروبار سے لگاتا ہے۔ اضلاع متحدہ میں لیوشن کے حقوق محفوظ نہیں ہیں۔

اصلی و نقلی میسنری

زمانۂ حال کا فریمیسن اصلی و نقلی دو حصوں میں منقسم ہے۔

اصلی میں۔ اپرنٹس۔ فیلو کرافٹ اور ماسٹر میسن کے مدارج ہیں۔ وہ نیز بلیو میسنری
کے نام سے اسلیئے کہ زیبائشی چیزیں اسی رنگ آسمانی کی ہیں۔

نقلی اصطلاح تمام اور مدارج کے لئے استعمال ہوتی ہے بلیو میسنری متقدمین
کے ادنےٰ درجہ کے بھیدوں سے مطابق ہے نقلی میسنری تمام مابعد کو مدارج اعلیٰ درجہ کے بھیدوں سے مطابق ہے
کیونکہ کوئی شخص جبتک کہ وہ پہلے تین درجوں میں نہیں گذر لیتا اُن کے اندر شامل نہیں کیا جاتا۔

صرف بعض رسوم خاص طور سے قابل بیان ہیں

تمام رسوم کی تفصیل کا بیان جو بلیو میسنری لاج میں عمل میں
آتے ہیں۔ بیکار ہے۔ لہذا تینوں مدارج کی کیفیت پر جو اس
فرقہ کے خاص صفات ہیں بیان محدود کیا جاتا ہے۔

ناظرین یہ بات یاد رکھیں کہ مختلف لاج میں مختلف طور میں مختلف رسمیں ہوا کرتی ہیں اور جو
بیان کیجاویں انکو بطور نمونہ کے سمجھنا چاہیئے۔ اُن میں مقامی حالات و وجوہات کی

روسے تبدیلی بہی ممکن ہے۔

اپرنٹس۔ فیلوکرافٹ۔ اور ماسٹرمین

اپرنٹس جو نیا شخص اپرنٹس کے درجہ مین شامل کیا جاتا ہے اُسکو ایک شخص لاج کی عمارت مین پہونچاتا ہے اور ایک و ورکمرہ مین داخل کرتا ہے جہان وہ چند منٹ تک اکیلا چہوڑا جاتا ہے۔ اُس کے بدن سے تمام دہاتی اسباب جو وہ پہنے ہوتا ہے اُتار لیا جاتا ہے۔ اُسکا سینہ اور بایان گہٹنا اور بعض وقت اُسکا بایان پہلو برہنہ کیے جاتے ہین اور اُسکی بائین جوتی کی ایڑی خوب مسلی جاتی ہے۔ ان رسومات کی نسبت بعض مصنفون کا خیال ہے کہ یہہ دراصل جیسوٹ لوگون کا طریقہ ہے۔

دہاتی اسباب کا اُتار لینا افلاس کے عہد کو ظاہر کرتا ہے سینہ و گہٹنے کو برہنہ کرنے سے عورتون کی شمولیت کا انکار مراد ہے۔ جوتی کی ایڑی ملنے سے امیدوار کو یاد دلاتا ہے کہ انگنیشیس دی لایولا نے جسکا پانون خراب تہا اپنی زیارت اسطرح شروع کی۔

پہر اُس کی آنکہو نپر پٹی باندہی جاتی ہے اور وہ خیالات کے حجرہ مین لیجایا جاتا ہے۔ جہان اُس سے بغیر پٹی اُتارے ٹہیرے رہنے کو کہا جاتا ہے۔ یہان تک کہ وہ تین بار دستک کی آواز سنتا ہے۔ اور اپنی آنکہہ کہولنے کے اشارہ پر وہ دیوارون کی طرف دیکہتا ہے جنپر سیاہ پردے لٹکے رہتے ہین

اور عبارت ذیل مرقوم ہوتی ہے۔

"اگر تجھے یہان بیکار شوق لایا ہے تو چلا جا۔ اگر تو اپنی غلطیون کی بابت تو پانے سے خوف زدہ ہے تو تجکو یہان ٹھیرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اگر تو انسانی امتیاز کی قدر کرتا ہے تو یہان سے چلا جا۔ اُسکو یہان کوئی نہین جانتا۔

تھوڑی سی بیکار گفتگو کے بعد امیدوار کی آنکھون پر پھرٹی باندہی جاتی ہے اور ایک رسی اوسکی گردن مین ڈالی جاتی ہے۔ اس ہیئت سے وہ بھائیون کے درمیان لایا جاتا ہے۔ اُسکا رہنما ننگی تلوار سے اُس کی چھاتی کیطرف اشارہ کرتا ہے۔ اُس سے سوال کیا جاتا ہے کہ تو کس منشاء سے یہان آیا ہے جسوقت وہ یہہ جواب دیتا ہے کہ مین میسنری کے بھیدون سے واقف ہونے کے لیئے۔ تو وہ لاج سے باہر لیجایا جاتا ہے اور پھر لایا جاتا ہے تاکہ وہ گھبرا جاوے۔

ایک بڑا مربع چوکھٹا جیسا کہ سرکس کا تماشہ کرنیوالی استعمال کرتے ہین سامنے لایا جاتا ہے۔ دو بھائی اوسکو تھامے رہتے ہین۔ اُسوقت رہنما ماسٹر سے پوچھتا ہے کہ ہم اس لا مذہب کو کیا کرین۔ جسپر ماسٹر جواب دیتا ہے۔ غار مین بند کردو۔ دو بھائی امیدوار کو پکڑتے ہین اور اوسکو کاغذ کے پردہ کے اندر دوا اور بھائیون کی گود مین ڈالدیتے ہین۔

پھر لپیٹ دار دروازے جو ابتک کھلے ہوتے ہین بڑے زور سے بند کیے جاتے ہین۔ اور ایک آہنی حلقہ وسلاخ کے ذریعہ سے بھاری تالون سے بند کرنے کی نقل کی جاتی ہے۔

یہان تک کہ امیدوار خود کو تاریک جیلخانہ مین محبوس خیال کرتا ہے اُسوقت تھوڑا سا عرصہ قبر کی خاموشی مین گذرتا ہے۔ اور ماسٹر اچانک ایک

زور کا گھونسہ مارتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ امیدوار کو جونیر وارڈن کے پاس بٹھلایا جائے۔ تب ماسٹر اُس سے بہت سے سوال دریافت کرتا ہے۔ اور اوسکو فرقہ کے ساتھہ رہنے کی بابت اوسکے فرائض سکھلاتا ہے۔

اُسوقت امیدوار کے سامنے ایک شربت رکھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر اوس کے دل مین ہمین کے خلاف کوئی بغاوت چھپی ہوئی ہے۔ تو یہہ شربت زہر ہو جائے گا۔

جس پیالہ مین شربت ہوتا ہے اُسکے دو حصے ہوتے ہین۔ ایک مین شیرین پانی ہوتا ہے۔ اور دوسری مین تلخ۔ اُسی وقت امیدوار کو یہہ کہنا سکھلایا جاتا ہے کہ فریمیسن لوگون کے لیے جو فرائض مقرر ہین۔ اُن کو مین اپنے اوپر سخت پابندی سے لازم کرتا ہون اگر مین کبھی عہد شکنی کرون (اُسوقت اُسکا رہنما شیرین پانی اُسکے لب سے لگا دیتا ہے تہوڑا سا پیکر امیدوار آگے کہنا شروع کرتا ہے کہ) مین اسپر راضی ہون کہ یہ شربت تلخ ہو جاوے اور یہہ کہ اُسکا صحت بخش اثر میری واسطے زہر ہلاہل کا اثر پیدا کرے۔ اُسوقت امیدوار کو تلخ پانی پلایا جاتا ہے جسپر ماسٹر چلا کر کہتا ہے کہ مین یہہ کیا دیکھتا ہون۔ تمہارے شکل و شمایل کے یکایک متغیر ہو جانے سے کیا مطلب ہے۔ شاید تمہارا ایمان تمہارے کلمات کو جھٹلاتا ہے یہہ شیرین شربت کیسے تلخ ہو گیا۔ اس لامذہب کو یہان سے لیجاؤ۔

امیدوار پھر بھی اصرار کیے جاتا ہے۔ وہ لاج کے چارونطرف تین مرتبہ پھرایا جاتا ہے۔ اسکے بعد کرسی یا تپائی پر گھسیٹا جاتا ہے۔

یہہ آزمایش ہو چکنے پر اوس سے زینہ پر چڑہنے کے لیے کہا جاتا ہے اور بلندی پر پہونچکر اپنے آپ کو نیچے گراتا ہے۔ جہان سے وہ چند فیٹ نیچے گرتا ہے۔ اس آزمایش کے ساتھہ بڑا شور ہوتا ہے۔ بھائی فرقہ کے

نشان یا سونٹون کو ہاتھہ مین لیے ہوتے ہین مارتے ہین اور تمام قسم کی
ہیبت ناک آوازین نکالتے ہین۔

مزید آزمایش یہہ ہوتی ہے کہ وہ آگ مین ہو کر نکالا جاتا ہے۔ جو مشہور بازیگر
کرتبون سے غیر مضرت رسان کردی جاتی ہے۔ اُس کی ہاتھہ نفیف چھیدہ دی جاتی ہی
اور غرغر کی آواز ایک بہائی نکالتا ہے۔ جس سے امیدوار خیال کرتا ہے کہ میرا
بہت ساخون نکل رہا ہے۔ یہان وہ اپنی وفاداری اور ثابت قدمی کا حلف کرتا ہی
بہائی تلوارین کھینچے اُس کے چار طرف کھڑے رہتے ہین۔

پھر امیدوار پٹی باندھ کر دوستون کے درمیان لیجایا جاتا ہے۔ بہائی اپنی
تلوار اُسکے سینہ پر رکھتے ہین۔ ماسٹر پٹی کو بغیر اُتارے ڈھیلی کر دیتا ہے
ایک دوسرا بہائی اُس کے سامنے ایک چراغ لیے کھڑا رہتا ہے۔ جس سے
بڑی روشنی نکلتی ہے۔

ماسٹر پھر تقریر شروع کرتا ہے۔ اے بہائی سینیر وارڈ کیا تم امیدوار کو ہماری
انجمن مین شریک ہونے کے قابل سمجھتے ہو۔ (جواب) ہان۔

س۔ تم اُسکے واسطے کیا مانگتے ہو۔ ج۔ روشنی۔

اچھا تو روشنی ہونے دو۔ ماسٹر مونگری سے تین ضرب لگاتا ہے پٹی اُتاری
جاتی ہے۔ امیدوار روشنی دیکھتا ہے۔ جو کہ اُس شے کی علامت ہے جس
اوس کی فہم ویسی تیز رہنا چاہیئے۔

پھر بہائی اپنی تلوار ڈالدیتے ہین۔ امیدوار قربانی کی میز تک لیجایا جاتا ہی
جہان وہ دو زانو بیٹھتا ہے۔ ماسٹر کہتا ہے کہ دنیا کے بڑے معمار کے نام سے
اوران طاقتون کے زور سے جو میرے اندر رکھی گئی ہین مین تجھہ کو میسن ہب کا
اپرینٹس اور لاج کا ممبر بناتا ہون۔ اُسوقت اپنی مونگری سے تلوار کے پہل پر

تین ضرب لگاکر وہ نئے بھائی کو اُٹھاتا ہے اُسکو سفید بھیڑ کی کھال کے تہ بند سے لپٹتا ہے اور اوسکو سفید دستانون کی جوڑی اُس عورت کے دینے کیلیئے پیش کیجاتی ہے جسکو وہ زیادہ چاہتا ہے یہ ایک علامتی انعام ہے۔

پھر بھائی اُس کی ایسی تکریم کرتے ہین جیسے کہ اُن مین سے ہی ایک شخص ہے ایک سوال جو اُس سے دریافت کیا جاتا ہے یہہ ہے کہ کیا تم نے اپنے ماسٹر کو آج دیکھا ہے (ج) ہان۔ (س) اُسکا لباس کیسا تھا (ج) زرد جاکٹ اور نیلا پاجامہ پہنے ہوئے تھا۔ جسکی تشریح یہہ ہے ماسٹر پرکار ہے زرد جاکٹ پیتل کا دھڑ اور نیلا پاجامہ فولادی نوکین۔

اُس سے یہہ بھی دریافت کیا جاتا ہے کہ تمھاری عمر کتنی ہے (ج) سات سال سے کم۔ اس جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسنے فیلو کرافٹ کے درجہ کو پاس نہین کیا۔ فریمسنری کی میعاد سات سال ہے۔

اصطلاحی لفظ بواز ہے۔ اشارہ ہاتھون کو سیدھا پکڑنا اس طرح کہ انگوٹھا سیدھے کان کی طرف مُڑا ہو۔ تاکہ اپرنٹس کو اُسکا عہد یاد آجائے۔ جن باتون کے حاصل کرنے پر وہ وعدہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ان چند نکات کی (فرقہ کے اسرار کو مخفی رکھنا) بلا انحراف ورزی۔ ذو معنی۔ یا دماغی یاوداشت کی پیروی کرنے کی مین حلفاً قسم کھاتا ہون۔ جسوقت اُن مین سے کسی کی خلاف کرونگا تو اس سے کم سزا میرے لیے تجویز نہ ہو کہ میرا گلا کاٹا جائے میری زبان گدی سے کھینچی جاوے۔ اور میری لاش ریت کے سمندر مین داب دی جاوے۔ مصافحہ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کے جداگانہ دباو سے سیدھے ہاتھ کی اُنگلی کے پہلے جوڑ پر کیا جاتا ہے۔ انگلی کو ہاتھ سے تھام لیتے ہین۔

مریدی رسوم فیلو کرافٹ

دوسرا درجہ علامتی فری میسن مذہب مین فیلو کرافٹ کا ہے جو امیدوار مرتبہ مین ہشتی کا خواستگار رہوتا ہے وہ لاج کے اندر مثل غیر مذہب کے ایک اجنبی بہائی کے ذریعہ نہین لایا جاتا اور نہ اُس کی آنکھو نپر پٹی باندہی جاتی ہو مگر معمولی رسومات کے بعد وہ حلف اُٹھاتا ہے کہ جس بہید سے مین محرم کیا گیا ہون اوسکو پوشیدہ رکھونگا۔

ماسٹر لکچر دینا شروع کرتا ہے۔خاصکر علم مساحت مین جسکا معمار لوگ بڑا خیال رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ حرف جی جو لاج کے اندر مع ایک روشنی دار جسم یا ستارہ کے دیکہا جاتا ہے۔اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

فیلو کرافٹ کا حلف اپرنٹس کے حلف سے زیادہ سخت ہوتا ہے وہ اپنی پہلی معذوریون کے علاوہ قسم کہاتا ہے کہ مین کرافٹس (ہم پیشون) کے بہیدون کو پوشیدہ رکھونگا۔اگر ایسا نہ کرون تو اس کی سزا میرا بایان سینہ چاک کر دینے سے کم نہ ہونی چاہیے۔میرا دل جسم سے علٰحدہ کر لیا جاوے اور ہوا کے حریص پرندا ور کہیتون کے کہانے والے درندون کو دیدیا جاوے اس حلف کے حوالہ مین اشارہ یہہ ہوتا ہے کہ ہاتھ مع انگوٹھے کے اوپر کو موڑ کر سینہ پر رکہا جاتا ہے۔

اصطلاحی لفظ جاچین اور بعض وقت شبایستہ ہے۔

مریدی کی رسم۔قصۂ قتل ہیرام۔ماسٹر میسن۔

ماسٹر کی تواضع کے وقت لاج یا درمیانی کمرہ مین سیاہ پردے لٹکے رہتے ہین۔مردون کے سر۔ٹہٹریات صلیب نما ہڈیان دیوارون پر منقوش ہوتی ہین زرد موم کی ایک مشعل پورب مین رکھی رہتی ہین۔اور کہوپڑی کی بنی ہوئی ایک اندہیری لالٹین جس کے اندر روشنی ہوتی ہے۔عابد ماسٹر کی قربانی کی میز پر رکھی ہوتی ہے۔اسقدر روشنی دیتی ہے جس سے

تابوت نظر آجاوے۔ جسمین لاش نمایان ہوتی ہے۔
یہہ پیکر انسانی یا تو لکڑی سے بنی ہوتی ہے۔ یا کام کرنیوالا بہائی یا وہ بہائی جو پچہلی دفعہ ماسٹر بنایا گیا ہے لیٹ رہتا ہے۔
تابوت پر ببول کی ایک ڈالی رکہی ہوتی ہے۔ اوس کے سر کی جانب ایک گنیا۔ اوسکے پانون کی طرف مشرق کی جانب ایک کہوئی ہوئی پرکار۔
ماسٹر لوگ سیاہ کپڑے پہنے ہوتے ہین۔ بڑے لاجوردی پٹکے باندہے۔ جنپر معماری علامات نمایان ہوتی ہین۔ اور سورج۔ چاند اور سات ستارے بہی۔
کہتے ہین کہ جلسہ کا منشاء یہہ ہوتا ہے۔ ماسٹر کے لفظ کو جو قتل ہوا تہا دریافت کیا جاوے۔ امیدوار کچہہ ابتدائی رسوم کے بعد اندر لے لیا جاتا ہے اُس سے کہا جاتا ہے کہ جتنے بہائی جمع ہوئے ہین وہ اپنے بڑے ماسٹر کی موت کا سوگ منا رہے ہین۔
امیدوار سے پوچہا جاتا ہے کہ شاید قاتلون مین سے ایک تو تو نہین ہے۔ اُسیوقت اُس کو تابوت کے اندر کی لاش یا صورت دکہلائی جاتی ہے جب وہ جرم کی شرکت سے اپنی بے گناہی ظاہر کر دیتا ہے اُسوقت ہیرام کے قتل کا قصّہ بیان ہوتا ہے۔
قصّہ کے مختلف واقعات امیدوار پر بطور تماشہ کے ظاہر کیے جاتے ہین اور مطلع کیا جاتا ہے کہ تم کو بہی آزمائشین برداشت کرنی ہون گی۔
پہر تہوڑے واقعات ہیرام کے بیان کرنے کے بعد۔ اصطلاحین۔ اشارے اور مصافحے تبلا دیے جاتے ہین۔ وہ وعدہ کر کے حلف کرتا ہے کہ مین معماری کے بہیدون کو اُسوقت تک پوشیدہ رکہونگا جب تک میری سزا اس سے کم نہو کہ میرے جسم کے چیر کر دو کر دیے جاوین اور جلا کر خاکستر کر دیے جاوین یہ خاکستر

چارون اصلی نقاط سمت کیطرف پریشان کردی جاوے۔ مصافحہ کا ڈھنگ جدا گانہ ہر
اصطلاحی لفظ طیل قابیل ہے۔ تین اشارے ہوتے ہین۔ ان مین نہایت
ضروری تعزیری اشارہ ہے جو اسطرح کیا جاتا ہے کہ ہاتھ کو جسم کے دہنے
پر کھینچتے ہین اور ایک طرف گرا دیتے ہین اور پہر اُس کو اُٹھاتے ہین کہ انگوٹھے
کی نوک ناف تک رہے۔

مصافحہ برادری کے پانچ نکات مین سے ایک نکتہ ہے۔ اور اسطرح ہے
کہ ایک دوسرے کی کلائی اُنگلیون کی نوکون سے پکڑ لیتے ہین۔ دوسرا نکتہ یہ ہے
کہ ایک سیدہے پیر کو اندرونی سیدھی پیر کے مقابل رکھتے ہین۔ تیسرا نکتہ یہ
کہ سیدھا گھٹنا سیدہے گھٹنے پر۔ چوتہا۔ سیدھا سینہ سینہ سے۔ پانچوان شانہ
پر ہاتھہ اسطرح رکھتے ہین کہ کمر کو سہارا رہے۔

صرف سرگوشی مین کلمہ مہابون یا سیکنیاگ تبلایا جاتا ہے۔ پہلے کے
معنی بہائی کی موت۔ دوسرے کے معنی بہائی مارا گیا۔

داستان کی تشریح اگر لغوی سمجھی جاوین تو ہیرام کے قصہ سے کوئی ایسی غیر معمولی
بات نہ پائی جائے گی جسکی وجہ سے تین ہزار سال کے بعد تمام دنیا مین باقاعدہ
دستور و رسوم کے ساتھہ یادگار تازہ دکھلانے کے قابل ہو۔ ایک مہندس کی موت
کوئی ایسا ضروری واقعہ نہین ہے کہ اُس سے زیادہ اُس کی وقعت کیجاتی
جیسے کہ بہت سے فلسفی اور خاصون کی یادگارین ظاہر کیجاتی ہے۔ جنہون نے
اپنی ہمائین انسانی ترقی کے معاملہ مین کیا ڈالین۔

تاریخ مین ہیرام کا کچھہ ذکر نہین۔ صرف انجیل مین اتنا مذکور ہے کہ وہ پیتل
کے کام مین سمجھدار و ہوشیار شخص تہا۔ روایت بہی اُسکے بارہ مین اسقدر خاموش
ہے۔ اوسکی یادگار بجز فریمیسنری کے کہین نہین ہوتی۔

یہہ داستان درحقیقت تشبیہی ہے۔ اسکی دو طرح کی تشریح ہوسکتی ہے۔ ایک باعتبار علم دنیا۔ دوم باعتبار علم ہیئت۔

باعتبار دنیا ہم اُس کے اندر دو نقیض قوتون کی دوہی ظاہر کیجاتی ہوئی دیکھتے ہین جو تمام مشرقی مریدیون کا خاص حلیہ ہے۔ قدامت کے بھیدون کا ڈراما والا حصہ ایک دیوتا یا انسان جو ایک خبیث قوت کا مقتول ہوا۔ قدیم بھیدون مین ہمیشہ ایک دردناک سانحہ کا بیان نکلتا ہے ایک ایسا واقعہ ہے جس سے بہت سی قومین جھگڑے اور رنج مین ڈوب جاتی ہین اور اسکے بعد خوشی و فرحت حاصل ہوتی ہے۔

باعتبار نجوم بالمقابلہ تشبیہ کامل ہے۔ ہیرام سورج کا قائمقام ہے۔ قاتل مغربی۔ جنوبی۔ مشرقی دروازون پر کھڑے ہوتے ہین۔ یہہ ملک وہ ہین جنکو سورج روشن کرتا ہے۔

وہ لاش کو دفن کرتے ہین اور اُس جگہہ پر ببول کی ٹہنی نصب کرتے ہین بارہ شخصونکا اس غمناک سانحہ مین ضروری فرایض ادا کرنا منطقۃ البروج کے بارہ برجون کیطرف اشارہ ہے۔ تین قاتل جارہ کے ادنےٰ درجہ کے بروج ہین یعنی میزان۔ عقرب۔ قوس۔ ہیرام مغربی دروازہ پر قتل ہوتا ہے یعنی سورج مغرب مین غروب ہوتا ہے۔

فراسین کا ببول وہ پودا ہے جو تمام قدیمی شمسی تشبیہات مین پایا جاتا ہے اور اس سے نئے نباتات کیطرف اشارہ ہے۔ ببول کو متقدمین خراب ہونیوالی چیز نہین سمجھتے تھے۔ اس کی ڈالیان دیوتا کی لاش چھپانے کے لیے مہندی و ناریل اور دوسرے پودون سے زیادہ بہتر سمجھی جاتی تھین۔ جنکا بیان قدیمی بھیدون مین درج ہے۔ ہیرام کی لاش سڑ جانے کی حالت مین ہے لیکن

بیانات کے بموجب لاش ساتوین روز ملی تھی۔ اس سے سورج کے پھر طلوع ہونے کی طرف اشارہ ہوگا۔

یہہ بات ساتوین مہینہ مین ادنے درجہ کے بروج مین دورہ کرنیکے بعد سچ سچ ہوتی ہے۔ وہ دورہ جو دو برج مین نزول کہلاتا ہے۔ یہہ نام صرف شیر کی گرفت سے اُٹھایا جا سکتا ہے۔ یعنی یہہ صرف اسد برج کے توسط سے۔ یہہ بات اُسوقت ہوتی ہے جب سورج اس برج کے اندر دوبارہ داخل ہوتا ہے اُس کو دوبارہ زندگی ملتی ہے۔

مین اسد درجہ مین خود کو بیوہ کے بچے سے موسوم کرتے ہین۔ بیوہ کا لقب مینکن فرقہ مین بھی اپنی اصلیت رکھتا ہے جسکے پیرو بیوہ کے بیٹون کے نام سے مشہور ہین۔

مین مذہب اور نپولین کا عقیدہ
نپولین ذمین مذہب کی حمایت کی

اصلاح شدہ عدالتون اور جنگی منود کے ساتھ مین مذہب کی تماشا طلب طبیعت پھر تازہ ہوگئی یہہ فرقہ عذر فرانس سے پیشتر اور اوسکے بعد بہت کارگذار رہا۔
اسکی وجہ یہہ ہے کہ اُسکے نظم مین وہ لوگ تھے جو اُس کے اصولون کے ماہر اور لیاقت سے عمل کرتے تھے۔

نپولین کی اوّل اوّل نیت فریمیسن مذہب کو مسدود کرنے کی تھی جسمین خوف زدہ خیالات کے پیرو آسانی سے پناہ لے سکتے تھے۔ گرنیڈ اورینٹ کا رپرزنٹیو سسٹم (طریق قائمقامی) اُس کے شاہانہ اصول کے مخالف تھا۔
اسکاچ رسم کی حکومت امرا۔ اوسکے شبہات کو تحریک دیتی تھی۔ مگر پرشین لاجین فن خوشامد پر عمل کرتی تھین۔ فرسٹ کانسل (مجسٹریٹ اوّل) ونیز بادشاہ کے روبرو کرتی تھین اور فضل کی خواستگار تھین۔

نپولین کے شبہات دور نہین ہوے مگر اوسنے جابرانہ تدابیر سے پرہیز کرنے مین مصلحت دیکھی۔ اُس فرقہ کو ترتیب کرنا مناسب سمجھا جو ممکن تھا کہ اوسکا مخالف ہوجاتا۔ لاجون مین اوسنے پولیس کے ملازمون کا زور رہتا تھا جنکو بہت جلد اعلی مدارج حاصل ہوجاتے تھے۔ اور وہ شروع ہی مین کسی ملکی سازش کا پتہ لگا لیتے تھے۔

نپولین کی ایک بات نے اُن کے درمیان صلح قایم کرنے مین بہ نسبت پہلی حکمتون کے زیادہ کام کیا۔

گرینڈ اور ریننٹ کچہری کا دفترین گئے اور مذہب مین ملازمین کی فوج ہوگیا۔ جوزف نپولین کو گرینڈ ماسٹر کا عہدہ دیا گیا جسنے اپنے بہائی کی رضامندی سے اُس کو قبول کیا۔ رفتہ رفتہ فرانس کی تمام موجودہ مجلسون نے شاہی مصلحت سے اپنی گرویدگی ظاہر کی۔

فریمین مذہب کی ترقی

فرانسیسی جماعت مین ایک گروہ کی ضرورت مان لی گئی تہی جو اپنی صورت مین آزاد تہی جو ایک قسم کی ملکی دیوار حفاظت کا کام دیتی تہی۔

فرانسیسون کو اپنی لاجون کا شوق ہوگیا جنکے اندر اُنہون نے خودمختاری جن دیکھہ لیا تہا۔ یہان تک کہ ایک مین مصنف کہہ سکتا ہے۔ مین مذہب کے سینہ مین تہوڑی سی وہ حیات بخش ہوا دورہ کرتی ہے جو فیاض طبیعتون کے لیے ضروری ہے۔ بہت مقامون پر لاجین قایم ہوئین۔ شاہزادہ یوجین کو اٹلی کے گرینڈ اورینٹ کا گرینڈ ماسٹر انتخاب کیا گیا۔ دو اعلی درجہ کی مین حکومتون کا نپولین سرپرست تہا۔

چونکہ عام زندگی۔ کوئی پارلیمنٹ کا مباحثہ یا کوئی مخالف روزانہ اخبار نہین تہی اسلیے آبادی کا بڑا حصہ لاجون مین پناہ گیر ہوا۔

سنہ ۱۸۱۲ع مین ایک ہزار نواسی ۱۰۸۹ لاجین کل گرینڈ اورینٹ کی ماتحت تہین فوج مین اونہتر ۶۹ تہین۔

مین مذہب کے فرمان پذیری | چونکہ نپولین فریمسن کے انسداد سے عاجز و ناخوش تہا اسلیے اوسنے اوس کو مفتوحہ علاقون پر اور ایسے علاقون کے لیے جن کو قبضہ مین لانے کی نیت تہی فوج مین ملازم رکہہ لیا اور شاہی طریق کی مریدی سے اکثر لاجین نپولین کے قاعدون کا مدرسہ بن گئین۔لیکن میسنری کی ایک شاخ اوس کی حمایت مین داخل نہین ہوئی جسکو مخالف نپولین کہنا چاہیئے۔مگر یہہ بات یقینی ہے کہ نپولین نے مین انجمن کے ذریعہ سے اپنی فتوحات مین آسانی پائی اور نفع حاصل کیا۔اسپین۔جرمنی۔اٹلی۔لاجون سے معمور ہوگئے۔

نپولین کا مخالف فریمسن مذہب | نپولین نے مدد حاصل کرنے کے لیے فریمسن مذہب سے میل جول کرلیا تہا۔کہتے ہین کہ اُس نے اُس سے کچہہ وعدے بہی کیے تہے لیکن چونکہ وہ اُن کے وفا کرنے مین قاصر رہا اس لیے بہت لوگ اُس کے مخالف ہوگئے اور وہی اُس کی مخالفت کا جزو اعظم ہوئے۔

اسکو نپولین کے زوال کی وجہ قرار نہین دیا جا سکتا لیکن قبول کرنا پڑتا ہے کہ نپولین کے مخالفین کا خمیہ مین فرقہ مین جوش پر تہا۔

سنہ ۱۸۱۰ع مین پولیس کا وزیر اُس سے واقف تہا اوسنے فریمسنون کی خفیہ جلسون مین تعزیری قانون کی دفعات کا عملدرامد چاہا لیکن کمباسیریس نے اوسکو بچا دیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ان خفیہ جلسون نے نپولین کے ساتہہ اپنے محسن کمباسیریس کو بہی باقی نہ چہوڑا۔فریمسن مذہب نے اگرچہ مخالفت کی علانیہ کارروائی نہین کی لیکن کم ازکم اپنی بے پروائی سے نپولین کے زوال مین مدد دی۔

جس زمانہ مین نپولین کی خوش اقبالی کا آفتاب یورپ کے مملکتی آسمانون پر اکیلا چمک رہا تہا تو ایک مسن لاج بنائی گئی تہی جسکا منشا بوربن خاندان کی بحالی تہی جسکی کارروائی سرکاری کاغذات کی ذریعہ سے جو فرانس کی فوج مین پہیل گئے تہے اور جسکے نتیجہ سے ۱۸۱۳ء کی باغیانہ تحریک ہوئی ثابت ہوسکتی ہے۔

نپولین کے زمانہ مین کی | نپولین اول کے عہد مین بہت سی لاجین اٹلی مین پائی گئین۔ فرقہ کے بڑے دوست اس بات سے انکار نہین کرسکتے کہ اوس زمانہ مین فریمیسنری کی حالت قابل رحم تہی۔ کیونکہ جس انجمن نے تمام دنیوی حکومتون پر اپنی خودمختاری وفضیلت کی ہمیشہ شیخی ماری ہو وہ عبارت ذیل کے ساتہہ ایک ایڈریس نپولین کے حضور مین پیش کرے اُس سے کسدرجہ اُس کی ذاتی ذلت وحماقت ظاہر ہوتی ہے۔

او نپولین! تیرا فلسفہ ہماری قدرتی اور ربّانی مذہب کی تائید کا ذمہ وار ہے۔ ہم تیری عزت جیسا کہ تو اُسکے لایق ہے کرتے ہین اور تو ہم کو سوائے وفادار رعایا کے جو تیری عظیم الشان ذات کی ہمیشہ جان نثار رہے کچہہ نہ پائے گا۔

میمفس کی رسم | یہہ مسرایم کی نقل ہے۔ پیرس مین ۱۸۳۹ء مین قایم ہوئی تہی بعد مین برسلز۔ مارسلز تک پہونچ گئی اسکے اکیانوے مدارج۔ تین حصّون اور سات جماعتون مین منقسم تہے۔ ایک بڑی جلد جو مقام پیرس مین مقدّس ذی حوصلہ خطاب سے چہاپی گئی تہی اس مین تمام حصّون اور ان کے منشا کا بیان ہے۔ پہلا حصّہ اخلاق سکہلاتا ہے اور اشارات کی تشریح کرتا ہے۔ دوسرے مین علم طبعیات کے تاریخی فلسفہ کی تعلیم اور زمانۂ قدیم

کی شاعرانہ داستانون کی تشریح ہے۔
اُسکا منشا ہے کہ اسباب و اصلیت کے مطالعہ مین ترقی ہو۔ تیسرا آخر حصّہ اس فرقہ کے قصہ کا نچوڑ ہے اسمین اعلیٰ درجہ کا فلسفہ بھرا ہوا ہے اور مختلف سنین مین نوع انسان کی مذہبی داستانون کا مطالعہ ہے۔

افریقہ کے آرچیٹیکٹ

سنہ ۱۷۶۵ء کے قریب پرشیا مین فریڈرک دوم کی سرپرستی مین افریکین آرچیٹیکٹ کا فرقہ قایم ہوا۔ جو تاریخی تلاش مین زیادہ مصروف اُسکے ساتھہ معماری و شجاعت کو خلط ملط کرتا ہے۔
گیارہ مدارج تھے۔ ایک وسیع عمارت بنائی تھی جسمین ایک بڑا زبردست کتب خانہ۔ تاریخ قدرت کا ایک عجائب خانہ اور کیمیاوی آزمایشون کا کارخانہ تھا۔
سنہ ۱۷۸۶ء تک جبتک یہہ انجمن درہم برہم ہوئی ہر سال سونے کا تمغہ پچاس ڈکوٹ کے مین مذہب کے نہایت عمدہ تاریخی حالات لکھنے والے کو دیا کرتے تھے۔ یہ چندمین انجمنون مین سے ایک اصلی انجمن تھی۔
افریقہ کے آرچیٹیکٹ زیب و زینت۔ تہ بند۔ گلوبند اور زیور کی قدر نہین کرتے تھے اپنی مجلسون مین وہ مضامین پڑھا کرتے تھے اپنی تلاش کے نتایج بتلایا کرتے تھے اُنکے سادہ و باتکلف دعوتون مین تعلیم و سائینس کے متعلق تقریرین کی جاتی تھین۔ اُن کے یہان کی مریدی مفت مین حاصل ہوتی تھی وہ سرگرمی سے محتاج بھائیون کو دل کھولکر مدد دیتے تھے اُنھون نے فرامیسن مذہب کی بہت سی ضروری کتابین چھپوائین۔
اپنے ہم خیال و ہم عقیدہ لوگون کی ہمدردی اس فرقہ کا بڑا فرض ہے ایک مثال ایک صدی سے پہلے کی ملاحظہ ہو۔

فریڈرک ولیم سوم اور مین | اس نام کے شاہ پرشیا کی یکایک بازگشت ۱۷۹۲ء مین حملہ کرنے کے بعد کبھی قابل اطمینان بیان نہین کی گئی۔

ڈاکٹر ای۔ ای۔ ایگرٹ اپنی کتاب موسومہ "فرقہ مین کے قرارداد جرم شہادت کا رسالہ" مین ایم۔ ڈی باشندہ پیرس کی چٹھی کے حوالہ سے جو بیران وان۔ بس مقام دائسنا کے نام ہے ذیل کی عبارت لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ معتبر ہے۔

شاہ پرشیا جاری حدود سے عبور کر چکا تہا میرے یقین مین وہ ورڈن یا تہیان وائل پر تہا۔ شام کے وقت ایک محرم نوکر نے اوس سے ایک مین اشارہ کیا اور اُس کو ایک زمین دوز گنبد مین لے گیا۔ جہان اوسنے شاہ کو تنہا چھوڑ دیا۔ چراغون کی روشنی سے جو کمرہ منور تہا بادشاہ نے اپنے مورث فریڈرک اعظم کو اپنے پاس آتے دیکھا۔ اُسکی آواز۔ لباس۔ چال اور حلیہ مین کوئی غلطی نہین ہوسکتی تہی اُس روح نے بادشاہ کو فرانس کے برخلاف اسٹریا سے اتحاد کر لینے پر ملامت کی اور حکم دیا کہ وہ یہان سے فوراً چلا جاوے۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا جس سے اُس کے معاونین کو بڑی نفرت ہوئی لیکن اوس نے اپنی علیحدگی کے وجوہات نہین بتلائے۔ چند سال بعد مشہور نقال فلیوری نے جسنے اپنے دو مضمون کی نقل کی بدولت اسقدر شہرت تھیٹر فرنسکیس مین حاصل کی تہین۔ جس حصہ مین اُسنے فریڈرک اعظم کی ہو بہو صورت بنا کر دکھلا دی تہی اور یہہ بہی اقرار کیا تہا کہ مین ہی بہوت بنا تہا جسوقت ولیم سوم نے صورت سے دہوکہ کہایا۔ یہہ بات جنرل دموریز نے سوجہائی تہی اور یہہ دموریز فرمیسن تہا۔

سلطنت عثمانیہ مین فرمیسن | یہہ فرقہ ترکی سلطنت عثمانیہ مین پہیل گیا۔ مگر وہان پر جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے اُسنے عرصۂ دراز تک عذاب یافتہ زندگی گذاری۔ قسطنطنیہ۔ سمرنا۔ حلب مین لاجین قایم کی گیئن۔ یہہ بات فرمیسن کی جانبداری

مین بطور حق الامر بیان کی جاسکتی ہے کہ ترکی فری مسین عموماً مشرقی لوگون سے جیساکہ ان مین معمول ہو تہذیب مسکے زیادہ اعلیٰ درجہ پر ہین وہ کثرت ازدواج کو ناپسند کرتے ہین

کیپ کوسٹ کاسل مین ۱۸۴۳ء مین ایک لاج قایم ہوجانے سے فری مسین مذہب افریقہ مین جاری ہوگیا تہا۔ اسوقت مین راس الامید جزیرہ مارشس میڈاگاسکر سینٹ ہلینا - البرن - ٹونس - مراقش - قاہرہ - اسکندریہ مین لاجین موجود تہین۔

جنوبی افریقہ کے متفرق جمہور دوست کی مین لاجین بہت سی صورتون مین درپردہ ملکی انجمنین تہین مثلاً گارشیا مارینو جمہوری سلطنت ایکوئیڈر کے پریسیڈنٹ کا قتل ۱۸۷۵ء مین اسی انجمن ہی کا کام تہا۔

ایک شخص مسمی راجو قاتل سے جب جان بخشی کا وعدہ اس شرط پر کیا گیا کہ وہ اپنے شریکون کا حال بیان کرے تو اس نے نرمی سے جواب دیا کہ میری جان بخشنا بیکار ہوگا کیونکہ اگر تم نے چھوڑدیا تو میرے رفیق مجھکو مارڈالینگے مین بندوق سے بہ نسبت تلوار کے مارا جانا زیادہ پسند کرتا ہون۔

اختیاری مین مذہب عورتون کی شرکت

مین مذہب کے اصلی قوانین سے ایک قاعدہ کے موافق جو زمانۂ قدیم کے بڑے اصول مین ہے۔ عورت اس فرقہ مین داخل نہین ہوسکتی۔ اس کی وجہ یہہ ہے کہ عورت راز کو مخفی نہین رکہہ سکتی۔

ملٹن۔ ڈلیلہ کی زبانی کہتا ہے کہ

"مین تسلیم کرتی ہون یہ میری کمزوری تہی۔ لیکن یہ ہماری تمام جنس کا خاصہ ہے۔ کہ بہیدون کے تلاش کرنیکا از حد شوق رکہتی ہین۔ اور پہر اوسی شوق سے اُن کو افشا کردیتی ہین۔ یہہ دونون قصور عورتون کے عام ہین۔"

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کیگ لیسٹرو[۱] نے عورتون کو مصری طریق مین داخل کیا تھا جب اٹھارہوین صدی کے شروع مین فرانس مین کئی فرقے پیدا ہو گئے۔ جو

[۱] کیگ لیسٹرو جوزف موسینٹ حربین کا چیلہ و جانشین تھا جس نے لوئی پانزدہم کے دربار مین چارلس پنجم فرانسیس اول اور مسیح کے ہمعصر ہونے کا جھوٹا دعوی کیا تھا اور یہہ کہ اُسکے پاس اکسیر حیات اور بہت سے مخفی اسرار ہین۔ اپنے اوستاد سے زیادہ عالی حوصلے اور وسیع منصوبے رکھتا تھا۔ فرانس و باقی یورپ مین فرمیسن کے نہایت کارگذار نائبون مین سے ایک شخص تھا۔

یہ بمقام پیلرسو مین ۱۷۴۳ء مین پیدا ہوا اُسی شہر کی دو خانقاہون مین تعلیم پائی۔ جہان اُسے کسیقدر علم کیمیا سازی آگیا تھا۔ وہ ایک کتاب موسومہ رائٹ آف راچیش میسنری کا مصنف تھا۔ روم مین بحالت اسیری ۱۷۹۵ء مین مرگیا۔ مصری طریق کو کیگ لیسٹرو نے جارج کاٹن کی ایک قلمی کتاب پاکر جس مین فرمیسن مذہب کی اصلاح کی ایک عجیب حکمت کیمیا دی اور خیالی معنون مین پیش کی گئی تھی اوسی کے اوپر اپنے مین کی بنیاد قایم کردی۔ اور انسانی سریع الاعتقادی سے ستفید ہو کر دولتمند ہو گیا۔ دوسری خفیہ انجمنون کی کارروائی مین امداد دیتا رہا۔ اوسنے اپنے شاگردون کو سمجھایا کہ مصری مین کا منشا یہہ ہے کہ جسمانی و اخلاقی اصلاح کمال پر پہونچا دی جاوین۔ اور بیان کیا کہ اول الذکر مین اصل ادویہ پارس پتھر کی وجہہ سے کبھی خطا نہین ہوتی جس سے انسان کے لیے جوانی کی طاقت اور حیات دائمی کا کلی یقین ہے۔ اور دوسری بات اسم اعظم کے دریافت ہونے سے حاصل ہو سکتی ہے جس سے انسان اپنی ابتدائی معصومیت پر پھر آسکتا ہے۔ کیگ لیسٹرو نے یہہ غلط بیان کیا تھا کہ اسی طریق کو اوّل اوّل اینوک (اخنوخ) نے قایم کیا تھا اور الیاس نے ترمیم کی۔ مرد و عورت دونون لاجون مین داخل کر لیے جاتے تھے دونون کیلئے جدا جدا قاعدے تھوڑے تفاوت سے مقرر تھے۔ عورت کو داخل کرنے کے وقت منجملہ اور تکلفات کے یہہ رسم بھی تھی کہ نو مریدہ کے چہرے پر یہہ کہکے پھونک ماری جاتی تھی کہ جو سچ میرے پاس ہے وہ تیرے دل مین جم جائے اور ترقی کرے تیرے دل مین نیک ارادے راسخ ہو جاوین اپنے بھائی اور بہنون کا ایمان تیرے اندر مستقل ہو جاوے۔ اسم اعظم کی نسبت کیگ لیسٹرو نے تعلیم دی کہ وہ ماسٹر لوگون کو سات ابتدائی فرشتون کیساتھ چالیس روز تک آمد و رفت رکھنے کے بعد بتلایا جاوے گا اور یہہ کہ اسم اعظم جاننے والے کو ۵۵۵۷ سال تک جسمانی حرکت

اپنی ظاہری صورت مین فریمسن مذہب سے مشابہ تھے۔ تو عورتین خارج نہین کی گئین
عورتین ایسے فرقون کی تعریف بلند آوازی سے کرتی تھین۔
مین برادری نے چونکہ عورتین غیر مرغوب ہوئی جاتی تھین۔ اختیاری زنانہ لاج کی
حکمت نکالی۔ یہہ نام اسوجہ سے ہوا کہ ہر ایک ایسی لاج کو آخر کار کوئی باقاعدہ
میسن لاج اختیار کرلیتی تھی۔

گرینڈ اورینٹ آف فرانس نے اپنے انتظامی قوانین بنائے اور پہلی
اختیاری لاج پیرس مین ۱۷۷۵ء مین کہولی گئی۔
غدر فرانس سے اس طریقہ کی ترقی مسدود ہوگئی ۱۸۰۵ء سے پہر اس مین جان
آگئی جبکہ شہنشاہزادی جو فائن امپریل دی ابداپٹن دی فرنیکس شیونیر اسٹرسبرگ
مین اُس کی پریسیڈنٹ ہوگئی۔

تمام یورپ مین اس قسم کی لاجین پہیلی ہوئی تہین برطانیہ اعظم اس سے مستثنیٰ تہا
مگر وہ جلد زوال پذیر ہوگئین اور آجکل اپنی اصلیت کی جگہہ پر محدود ہین۔
جیسوٹ لوگ جلد اختیاری میسن مین گھس آئے۔ کیونکہ عورت کو پہانس لینا درحقیقت
نوع انسان کے بہتر حصہ کو پہانس لینا ہے۔ نئی لاجین قایم کین۔ یا اُس طریق کی موجودہ
لاجون کو اپنے اغراض کی بہتری کے لیے تبدیل کردیا۔

زنانہ۔ مردانہ۔ میسن مذہب اختیاری مسن مذہب مین شجاعت اپنا ظہور پہلے سے دکہلاتی
تھی۔ شجاعت فرانس ایک ہوشیاری کے فن مین تبدیل ہوگئی تہی۔ اسپنے ہی مطلب
کے موافق رسوم و مدارج بنالیے تہے جو برائے نام میسن تہے۔ عالمان تمدن شوقیہ
سازشون سے معزول ہوگئے تہے۔ بڑے بڑے نتیجون کے شمار کرنے والے چہوٹے
اسباب سے پیدا ہوگئے تہے۔ تاریخ کے اس باب مین اس امر کا ثبوت مل سکتا ہے کہ
علم تمدن کیسی فضول و اتفاقی چیز ہے۔ جبکہ اعلیٰ اخلاق کی تحریک دینے والے

اسباب سے اُسکا انتظام نہین ہوتا تو خراب نہ ہونیوالے قومی ایمان ہی کیونکر اُس کی صحیح حفاظت ہوتی ہے۔ کم درجہ لوگون کی سادہ متروک نیکی اپنے بالادست لوگون کی شاندار بُرائی سے بدلالیتی ہے۔

بعض مصلحت سے زمانہ بین قایم ہوے۔ جنمین مختلف فرقے۔ مختلف رسم و رواج مختلف اشارات۔ و مختلف اصطلاحی طریق جاری ہوئے۔

طالبان مسرت کا فرقہ ایک فوجی فرقہ تہا۔ رسوم شجاعت اور دفتر عشق کی ضعیف تجدید تہی۔ ایک خوش کلام کے بیان سے ہم ذیل کا مضمون انتخاب کرتے ہین۔

" ہمارا انشا راپنی زندگی کو زینت دینے کا ہے۔ ہم ہمیشہ اپنی رہنمائی کیلئے یہہ الفاظ لیتے ہین۔ عزت۔ خوشی۔ نزاکت۔ علاوہ ازین ہمارا منشا یہہ ہے کہ اپنے ملک اور اُس بڑے بادشاہ کیطرف وفادار رہین جو دنیا کو اپنے نورانی نام سے معمور کیے ہوئے ہے۔ ہر ایک معاملہ کی تعمیل کرینگے جو ہر ایک فیاض روح کو خوشنما معلوم ہوگا۔ یہہ بچون اور معصومون کی حمایت ہوگی۔ بیگمات کے اور اپنے درمیان ابدی تعلق قایم کرینگے۔ جو خالص دوستی سے پیوستہ رہیگا۔

کہتے ہین کہ اس انجمن کو نپولین اوّل بہت عزیز رکہتا تہا۔ اسی سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہین کہ اُسکا منشا ہر حال مین خوشی منانے کا نہین تہا بلکہ اپنی غرض و مقصد کو رونق دینے کا۔ یہ غور طلب بات ہے کہ ایک انجمن جو مین مذہب کی زمین رکہتی ہو وہ اپنے خدمات اُس زبردست بادشاہ کو دیدے جسنے اپنی مدد خالص فریمیسن سے ہٹالی ہو۔

[گلاب کی شجاع دیرزاد عورتین] اس فرقہ کو پیرس مین سنہ ۱۷۷۸ء مین چامانٹ نے لوی فیلپ ڈچی الیانز کے خوش کرنے کے لیے جسکا وہ پرائیویٹ سکرٹری تہا قایم کیا تہا۔

بڑے لاج کا جلسہ اُس سنہ کی مشہور عمارت پٹیائیٹس مین ہوتا تہا۔ امرا نے اپنے مکانون مین لاجین مقرر کرلی تہین۔ ترجمان ایک پادری ملقب بہ

سینٹی مینٹ (خیال) کی مدد سے مردون کو مرید کرتا تھا۔ اور بڑی پردہانی ایک پادرن ملقب بہ ڈسکریشن (تمیز) کی مدد سے عورتون کو مرید کرتی تھی۔

نائٹ کے درجہ مین داخل ہونے کی عمر عشقبازی کی عمر تھی۔ اور عورتون کی عام عمر فریفتہ کرنے اور محبوب بننے کی تھی۔ رازعشق اس فرقہ کا اشتہار تھا۔ لاج کا ٹیمپل آف لو (معبد عشق) تھا۔

جسمین پہولون کے ہار عشقیہ علامات اور ایجادون سے بڑی خوبی کیساتھ زیبایش ہوتی تھی۔ نائٹ لوگ مہندی کا تاج پہنتے تھے اور بیگیات گلاب کا۔ مریدی کے وقت ایک دُہندلی لالٹین مین سے جسکو تمیز کی پری تھامے رہتی تھی۔ دُہندلی روشنی آتی تھی لیکن بعد کو لاج بیشمار موم بتیون سے روشن کیجاتی تھی۔ امیدوار زنجیرون سے گرانبار رہتا تھا۔ تاکہ اُن تعصبات کی علامت ظاہر ہو جسمین وہ مقید رہتے تھے۔ دریافت کیا جاتا تھا کہ تم یہان کیا تلاش کرتے ہو۔ جواب مین وہ کہتا تھا۔ آسودگی۔ تب اُن کی رائے اور برتاؤ کی نسبت معاملات شجاعت مین سوال کیا جاتا تھا اور لاج مین دو مرتبہ ایسے تنگ راستہ مین جسپر محبت کی گرہون کا جال پہیلا ہوتا تھا چلایا جاتا تھا۔ پہر اُس کے اوپر سے لوہے کی زنجیرین اتار لی جاتی تہین۔ اور پہولون کے ہار جو عشق کی زنجیر کہلاتے تھے اُن کی جگہہ پہنائے جاتے تھے۔

امیدوارون کو پہر ایک جگہہ لے جاتے تھے جہان وہ اخفا کی قسمین کہاتے تھے۔ اور پہر پوشیدہ باغچون مین جو ٹیمپل آف لو کے قرب وجوار مین ہوتے تھے چہوڑ دیا جاتا تھا۔ جہان لوبان خوبصورت مشتری اور اُسکے بیٹے کے لیے چڑہایا جاتا تھا۔

اگر مرید بنا ہوا شخص نائٹ ہوتا تھا تو وہ اپنا مہندی کا تاج پچہلی مرید شدہ لڑکی

کے گلابی تاج سے بدل لیتا تھا اور اگر وہ پریزادنمٔت ہوتی تھی تو وہ اپنے گلابی تاج کو سینٹیمنٹ کے مہندی کے تاج سے بدل لیتی تھی۔

غدر فرانس کے خوف سے یہہ نائٹ اور نمٔف متفرق ہو گئے جو بے پروا بچون کی طرح آتش فشان پہاڑ کے اوپر کھیل رہے ہے۔

فریمیسن مذہب پر ایذائین اور اُن کے اسباب

وہ رازداری جس سے میسن فرقہ ہمیشہ اپنی کارروائیون کو پوشیدہ رکھتا ہے ممبرون کو بلاشک بہت خوشگوار ہے لیکن نقص و خطرہ سے بری نہین۔

بیرونی دنیا قدرتی طور سے مان لیتی ہے کہ اس سے پیچھے بھی کوئی اور بات ہوگی۔ جو چیز روشنی مین آنے سے خوف زدہ معلوم ہوتی ہے عموماً بُرائی سمجھی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام گورنمنٹین جب تک لاعلم رہتے ہین کہ میسن مذہب کیا ہے اُس کو عذاب پہونچانے وانسداد مین کوشان رہتے ہین۔

مگر جب اُنہون نے اُس کی اصلے منشاء وخاصیت کو دریافت کرلیا وہ اُسکی معاون بن گئین۔ اور یقین آگیا۔ کہ جو لوگ لاجون کی کارروائی مین تفریح پاسکتے ہین وہ کبھی دریائے ٹیمس مین آگ نہ لگائین گے۔

پہلا عذاب فریمیسن مذہب پر ہالینڈ مین ۱۷۳۴ء مین ہوا۔ جاہل متعصب آدمیونکا ایک انبوہ جن کو پادریون نے تحریک کی تھی۔ امسٹروم کی لاج مین گھس گیا۔ اور اُس کے تمام اسباب وزیبائش کو خاک مین ملادیا۔

جس زمانہ مین لاج ملکی انجمنین بنگئین اور میسن مذہب کے اصلی مقصد کو علٰحدہ کرکے کوئی بات زیادہ اہم لے لی گئی تو معاملہ کی دگرگون صورت ہوگئی۔

پوپ کلیمنٹ دوازدہم نے ۱۷۳۸ء مین فرقہ کے خلاف حکم جاری کیا اس کے بعد اگلے سال ایک زیادہ سخت اشتہار کا اعلان دیا جسکا مضمون تہا کہ جو شخص فرمیسن مذہب پر عمل کرنیکا مجرم پایا جاویگا۔ اُس کی سزا بلا امید رحم ضبطی جائداد۔ اور موت ہوگی۔

فیلپ پنجم والی اسپین نے جہازی غلامی تاحیات مشتہر کی۔ یا تعزیری سزای موت مع دیگر عذاب کے فرمیسن لوگون کی سزا ٹہری۔ جسمین سے بہت لوگون کو گرفتاری کے بعد یہہ حکم سُنایا۔ پیڑ تاردیتا گرینڈ انکوئیزیٹر آف اسپین اوّل اقرار کرکے اور ممبریت حاصل کرکے فرقہ مین۔ اُسکا حال کہولدینے کے صریح مقصد کیغرض سے شامل ہوگیا۔ وہ ۱۷۵۱ء مین شریک ہوا اور اس فرقہ کی شاخ و پتّے پتّے سے واقف ہوگیا۔

اس کی وجہ سے ستانوے ۹۷ لاجون کے ممبر گرفتار شکنجہ عذاب مین مبتلا ہوئے

فرڈینینڈ ششم نے فرمیسن مذہب کو بڑی بغاوت قرار دی جو سزائے موت کی مستوجب ہے۔ جسوقت فرانسیسی اسپین کے مالک ہوئے فرمیسن مذہب کو پہر فروغ ہوا۔ فرڈینینڈ ہفتم کی واپسی پر سے محکمہ تفتیش کو قایم کیا فنا کرنے والی کارروائی پہر شروع ہوئی۔

۱۸۱۴ء مین پچیس ۲۵ آدمی جنپر فرمیسن کا شبہ تہا پابزنجیر جہازخانہ بہوجائے گئے لیکن بعد کی گرفتاریان ایسی کثیر التعداد تہین جنکا کوئی صحیح حساب نہین۔

اسپین کی تفتیش اور ہولی الائینس کے شریف مقتولون مین سے ایک شخص مسمّی رائیکو تہا۔ جو اسپین کا ھیمپڈن کہلاتا تہا۔ جو ۱۸۲۳ء مین سختی سے پہانسی دیکر مارا گیا جلاد پہانسی دینے سے پیشتر نا ملایم الفاظ مین بآواز بلند بولا۔ تم میرے قبضہ مین آگئے ہو جو کچہ تمنے کیا ہے سب کا خمیازہ اُٹہانا پڑیگا۔

سنہ ۱۸۲۴ء مین ایک قانون مشتہر کیا گیا جس مین تمام میسنون کو اپنا حال ظاہر کر دینے اور تمام کاغذات و اسناد حوالہ کر دینے کے لیے حکم تھا ورنہ دغا کی سزا دیجائیگی اُسی سال وزیر جنگ نے ایک اشتہار کے ذریعہ سے اِس فرقہ کے ہر ایک ممبر کو قانونی حقوق سے محروم کر دیا۔

سنہ ۱۸۲۷ء مین غرناطہ کی لاج کے سات ممبر قتل کیے گئے سنہ ۱۸۲۸ء مین اُسی شہر کی عدالتون نے مارکوئس لا وریلانا و کپتان الورنیز کو ایک لاج قایم کرنیکے جرم مین قتل کیا۔ سنہ ۱۸۴۰ء مین مین لوگونکا قتل بند ہوا۔ جہازی غلامی پر بھیجے جانے لگے سنہ ۱۸۵۴ء کے قریب زمانہ تک مین لاج کے ممبر گرفتار ہو کر قید کیے جاتے تھے۔

سنہ ۱۸۰۵ء مین کئی شریف پرتگالیون نے اسپین مین ایک لاج انگلستان کی گرینڈ لاج کی ماتحتی مین قایم کی جسکا ماسٹر گارڈن تھا۔ پادریون نے فوراً اُس کی پامالی کا ارادہ کیا۔ جان کوسٹس باشندہ سوئٹزرلینڈ تفتیش کے نہایت مشہور مقتولون مین سے تھا یہ شخص سنہ ۱۸۴۳ء مین گرفتار کیا گیا۔ اور ایک زمین دوز قیدخانہ مین ڈالا گیا جہان اُسکو تین مہینے مین نو دفعہ عذاب فریمیسن مذہب کے بھید نہ ظاہر کرنے پر کیا گیا بالآخر پانچ سال تک جہازی غلامی کا کام انجام دینے کا حکم کیا گیا۔ مگر جب گورنمنٹ برطانیہ نے اُس کی نسبت اپنی رعایا ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ رہا کر دیا گیا۔

تینتیس ۳۳ سال تک پرتگال مین فریمیسن کی بابت کوئی بات سننے مین نہ آئی۔

سنہ ۱۷۷۶ء مین دو ممبر اس فرقہ کے گرفتار ہو کر چودہ مہینہ سے زیادہ جیلخانہ مین رہے سنہ ۱۷۹۲ء مین ملکہ میریا اوّل نے تمام فریمیسنون کو تفتیش کے حوالہ کر دینے کا حکم دے دیا۔ بہت تھوڑے خاندان نیویارک بھاگ کر بچے۔ اپنے امریکن بھائیون مین اون کو صرف پناہ ہی نہین ملی بلکہ ایک نیا وطن ملگیا۔

سلطنت فرانس مین پرانی طرز حکومت کی بحالی پر پہلے تعصبات و عذاب پھر

شروع ہو گئے۔ ۱۸۱۸ء مین جان ششم نے برزیل سے ایک اشتہار تمام
خفیہ انجمنون کے خلاف مع فریمیسنون کے جاری کر دیا۔
۱۸۲۳ء مین اس سے سخت اشتہار سپین مین دیکھنے مین آیا موت کی سزا
اُس مین مندرج تھی جو بعد کو تخفیف ہو کر جرمانہ اور افریقہ کو جلاوطن ہونیکی رہ گئی۔
اسٹریلیا مین پوپ کے مسودون سے عذاب و گرفتاریون کو تحریک ہوئی [illegible]ء
مین تیس ۳۰ مین گرفتار ہوے اور وائنا مین قید کیے گئے سبب یہ تھا [illegible]
کے خفیہ بھیدون کو دریافت نہ کر سکے تو اوس نے تمام ممبرون کی گرفتاری کا
حکم جاری کر دیا۔ لیکن یہ کارروائی شاہنشاہ جوزف دوم کی دانشمندی سے فسخ
ہو گئی جو خود ممبر تھا اسوجہ سے جانتا تھا کہ فرقہ کی کارروائی بالکل بیگناہی پر مبنی ہے
۱۷۹۲ء مین تمام جرمنی مین فرقون کا انسداد چاہا گیا۔
وسط اٹلی مین فریمیسن مذہب کی تاریخ گذشتہ و موجودہ صدیون مین تکالیف اور
مصیبتون کا بار بار پیش آنا ہے۔ اس فرقہ کے ممبر متواتر سختیون مین مبتلا رہے۔
سوئٹزرلینڈ مین بھی یہی لوگ ایک زمانہ مین عذاب دیے گئے۔
۱۷۴۵ء مین برن کی کونسل نے ایک قانون پاس کیا جسمین ان کے ممبرون کیلیے
کسیقدر سزا تھی اسکی تجدید پھر ۱۷۸۲ء مین ہوئی مگر آج کل منسوخ ہے۔
فریڈرک اول شاہ سوئیڈن نے جاری ہونے سے ۲ سال بعد ۱۷۳۶ء مین
فریمیسن مذہب کی ممانعت کر دی اور حکم دیا بصورت انحراف سزاے موت عمل
مین آویگی۔ آج کل بادشاہ سوئیڈن فرقہ کا سرگروہ ہے۔
فریڈرک آگسٹس سوم والی پولینڈ نے ۱۷۳۹ء مین قانون شایع کرایا جسمین
سخت تعزیر کے ساتھ اپنے قلمرو مین فریمیسن مذہب کے رواج کی ممانعت کر دی۔
۱۷۵۷ء مین اسٹرلنگ کی کمیٹی نے ایک رزولیوشن جاری کیا جسکی رو سے تمام

فریمیسن مذہبی ضابطون سے روک دیے گئے تھے۔
سنہ ۱۷۹۹ء مین لارڈ ریڈز نے انگریزی پارلیمنٹ مین ایک مسودہ تمام خفیہ انجمنون خصوصاً
فریمیسن مذہب کے خلاف تجویز کیا۔

لارڈ لورپول نے بھی سنہ ۱۸۱۴ء مین اسی قسم کی بیکار کوشش اس فرقہ کے خلاف کی تھی
لیکن آج کل یہ فرقہ قانوناً تسلیم کیا گیا اور پرنس آف ویلز اس کے گرینڈ ماسٹر ہین۔

(بین لوگون کو خلاف طبع کرنیوالے) فریمیسن مذہب کے خلاف ایک ابتدائی انگریزی رسالہ موسومہ
فریمیسن ایک ہیڈ پراس کے طور کی نظم لندن مین سنہ ۱۷۲۳ء مین طبع ہوا تھا
وہ ذم کی بیہودہ طرز مین لکھا گیا جس مین میسنون کو بدمستون کا مخمور گروہ بیان کیا گیا
ہے جو تمام قسم کی ناپاک رسوم عمل مین لاتے ہین۔

بہت سی کتابین کم لیاقت سے معرّا سنہ ۱۷۲۶ء و سنہ ۱۷۶۰ء کے درمیان مختلف
وقتون مین نظر آئین جن کے اندر میسنون کے اسرار ظاہر کرنیکا دعوی تھا لیکن
اُن کے مصنف ظاہرا اس فرقہ کی بابت کچھہ نہین جانتے تھے سنہ ۱۸۶۸ء مین ایک
دیوانہ شخص نے ایک وعظ موسومہ میسن مذہب دوزخ کا راستہ ہے چھپوایا۔ یہہ نکتہ
چینی کے قابل نہین۔ اسی مضمون کی بہت سی کتابین جنمین یہہ دعوے ہے کہ
فریمیسن مذہب کیا چیز ہے۔ اُسیوقت سے تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد۔
انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ اٹلی۔ مین نظر آئین مثلاً لیس سیکرٹس مٹریس دی لا میکونیری
لی ماشیر اسٹریپٹی (حجاب دور کیا گیا) یا غدر کے خفیہ اسرار کو فریمیسن مذہب نے دلون مین
ترقی دی۔ یورپ کے تمام مذہبون اور گورنمنٹ کی سازش کا ثبوت جو فریمیسن
الومیناٹی اور طلبار کے خفیہ جلسہ مین ہوتی تھین رابین نے دیا۔ یہہ وہ
کتاب ہے جسنے بین لوگون کو کم متعجب نہ کیا ہوگا اور جسکی وجہ سے وہ

اپنے دلون مین بلاشک مصنّف کے زیادہ شکرگذار تھے کیونکہ وہ درحقیقت
مین لوگون کو بہت خائف اشخاص بتاتا ہے۔ ایبی بارال کی کتاب بھی اسی نمونہ کی ہر
پروٹیسٹینٹ فرقہ نے بھی اس فرقہ کے خلاف بڑے زور شور سے لکھا ہے۔
لسنڈنر کی کتاب میکبناک (۱۸۱۸) اور ہنگسٹنبرگ مولر کی کتابین جو بالکل
زمانۂ حال کی ہین ایسی ہی تحریرون کے نمونہ ہین۔

مین فرقہ کے خلاف ایک بہت بڑی ضخامت کی کتاب ڈاکٹر۔ اہی۔ ای
ایکرٹ باشندہ اڈرن کی تصنیف سے ہے وہ تین ضخیم جلدون مین ہے
جو مختلف مقامات پر ۱۸۵۲ء و ۱۸۵۸ء کے درمیان طبع ہوئین۔ جنکا خلاصہ یہ
کہ فریمیسنون کو مجرم قرار دینے کے ثبوت کہ وہ تمام بربادی کی کارروائیون کے
اصل منبع ہین۔ اُس کو مین فرقہ ہر جگہہ نظر آتا ہے حتی کہ چین مین خفیہ انجمنین ہیں
ایکرٹ کی راے کے موافق فریمین جرمنی مین الوسینشی و برششپافٹ کے
پیدا کرنے والے فرانس مین جیکوبن و جستی ملیا کے۔ اٹلی مین کاریونیری کے
اسپین لبرل اور جیبو وائن اطالیہ کے موجد تھے۔ اعلیٰ درجہ کے میسنو پر حملہ کرنیکی
وجہ سے یہ مصنف برلن سے نکالا گیا۔

سب سے باوقعت کتاب تین جلدون مین مین مذہب کی مخالفت مین بیرڈ
سٹاسپ مصنّف سابق کی تصنیف سے ہے۔ اُسکا نام لیس سوسائٹیز سکریٹ
ایٹ لاسوسائٹی ۱۸۸۲-۸۳ء ہے۔ اس کتاب کا مصنف جو پادری ہے اس فرقہ مین صرف
یہ بُرائی دیکھتا ہے کہ درحقیقت تمام بُرائیان جو دنیا مین ہین خواہ ملکی ہو یا برادرانہ یا
اخلاقی وہ مین لوگون کی پوشیدہ کارروائی کی وجہ سے ہے جسکا منشاء تمام
مذہب اخلاق و انصاف کو پامال کردینا ہے۔

۱۸۷۳ء مین ایک جرمنی تصنیف موسومہ کلیسا و گورنمنٹ سے فریمیسن کی

پوشیدہ جنگ (جسکا انگریزی ترجمہ ۱۸۷۵ء مین شایع ہوا تہا)۔ اس نے برطانیہ عظمیٰ پرانجمن کی کارروائی کے خلاف وہی الزام لگائے تہے۔ اس ہین ہین مذہب کلیسا کے لیے خطرناک بنا ہوا ہے۔

۱۸۷۵ء مین پوپ پایس نہم نے اس فرقہ کے خلاف دہمکی آمیز مسودۂ مشتہر کیا تہا ۱۸۸۴ء مین بحیثیت گرینڈ ماسٹر مارک مین پرنس آف ویلز کے پوپ نے ایک سرکلر (اعلان) جاری کر دیا جسکا نام ہیومینم جینیس تہا۔ جس مین اوسنے فرقہ کو مجرم ناپاک باغی۔ اور ہر طرح سے خراب بیان کیا۔

اس سال ۱۸۹۶ء کے ستمبر مین ہین مذہب کے مخالف انجمن کلیسا کی فراہم کی ہوئی مجلس کا جلسہ مقام ٹرینٹ پر ہوا تہا۔ ۷۰۰ پادریون کے قریب اسمین شریک ہوے تہے۔ اسکا پریسیڈینٹ کارونیل ایگلپارڈی تہا۔

فریمسن مذہب پر جو مختصر الزام اسقف نے لگائے تہے اُسیکا مصالح پریسیڈینٹ کے پاس تہا یہ تمام کارروائی اُس جلسہ کی نقل تہی جو پہلی فروری ۱۸۶۲ء مین ہوا تہا۔ پادریون نے بڑی سنجیدگی سے بحث کی مگر اُنہون نے معاملہ کو مشتبہ چھوڑ دیا۔

ڈاکٹر بٹیل نے ایک کتاب موسومہ اُنیسوین صدی مین شیطان۔ تصنیف کی جو بڑی بہاری باطل اعتقادی کا نمونہ ہے ایک شخص کا ویٹ ایچ سی نے بعد کو اُس کا ایک جواب چہپوا کر تحقیر سے دیا تہا جسمین وہ تاسف کے ساتہہ بیان کرتا ہے کہ بہت سے ذی مرتبہ اشخاص خصوصاً پادری لوگ اسطرح دہوکہ مین آگئے ہین۔
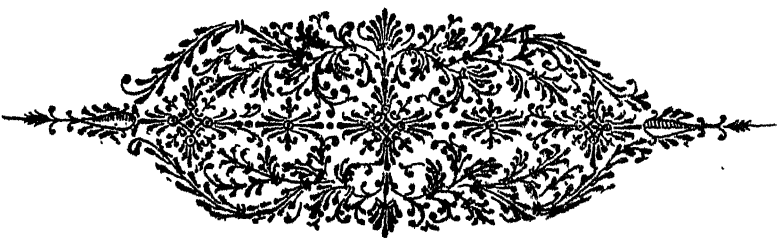
فریمسن مذہب کا زوال

جسقدر فریمسن مذہب کا حال مطالعہ ہوا وسیقدر اُسکی بہانہ بازیون سے پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔ وہ آسانی اور کثرت جس سے ناکارہ چال وچلن کے لوگ اس فرقہ مین لیے جاتے ہین۔ وہ طریقہ جس سے تمام قوانین سے بے اتفاقی کی جاتی ہے وہ نفرت جس سے ہر ایک بھائی کو جو اصلاح پر اصرار کرتا ہے باقی لوگ دیکھتے ہین۔

موذی ممبرون کو باہر خارج کرنے کے وقت بہت سی کاذب رسوم کا جاری ہونا اور خود رسوم کا دہوکہ بازطرز۔ جسکا منشاء اوسکو سیراب کرنے کے بغیر شوق کو تحریک دیتا ہی علامتون کی طفلانہ حالت۔ بھیدون کی بے قدری جسوقت مرید پر ظاہر کی جاتی ہی اور اُسکی بُری طرح سے چھپائی ہوئی کراہت۔ جب وہ آخر کار (سین) پردہ کے پیچھے پہنچ جاتا ہے اور اُسکو سڑے ہوئے ٹاٹ مین کچھ نظر نہین آتا۔ جس کے مقابل خوشنما منظر بنا ہواتھا۔ ان باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لاج نے فریمسن مذہب کو خیرباد کہدیا۔ اس قسم کے فقرا یا دلاورون کے مذہب کی اب ضرورت باقی نہین رہی جب نہ کوئی ملکی اقتدار ہے نہ ملکی خواہش ہے۔ یا جب اوس کی کوئی ایسی خواہش ہوتی ہے تو اوسکو مجنونانہ بے اعتدالی سے ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً نپولین سوم کی ہین عدالت کے روبرو طلبی۔ یا شہنشاہ جرمنی۔ شاہزادہ ولیعہد پوپ اور مارشل بیرم کا فرانس۔ اٹلی۔ اور اسپین کے بینون سے علیحدہ علیحدہ طلب کیا جانا اور روڑا ماکیطرح جہوٹی تحقیقات کے بعد اسطرح طلب کیے ہوئے ملزم کو جس نے سفینہ پر توجہ نہ کی ہو سزائے موت یا سیدہی صاف انگریزی مین سزا کا حکم دے دینا ایک جرم ہے جو مارشل بیرم کی ذات خاص پر کیا گیا۔

اب یہہ کسیطرح خفیہ انجمن نہین رہی کیونکہ وہ انجمن جو گورنمنٹ سی منظور ہوچکی ہے خفیہ انجمن نہین کہلائی جاسکتی۔ جب انکا کوئی دار القرار جسمانی یا دماغی

محنت کا نہین ہے تو ضرور ہے کہ آخر کار غلو ئ معدہ سے ہلاک ہو جاویگی- اسکی زندگی دراز ہو سکتی ہے بشرطیکہ تمام طریق و رسوم سے علٰحدہ ہو جاوے - جو نہ سادے ہین اور نہ شاندار - اور نہ کسی معتبر تصنیف یا اشارہ نما معنی پر مبنی ہین -
اور اسرارون حماقت آمیز بہانون کو چھوڑ دے - اپنے ذمہ دارانہ اصول سکھلانے مین مصروف ہو - صرف یہی ایک دلیل ہے جسپر فریمین مذہب اپنی زندگی کے پٹہ کا دعوے کر سکتا ہے -

سن لوگون کی راے مین مذہب کی بابت | مین لوگ ان بیانات سے خفا ہون گے لیکن اس فرقہ کے ایماندار آدمی جانتے ہین اور کبھی کبھی تسلیم کرتے ہین کہ بیان مذکورہ حق بجانب ہے -

۱۸۹۵ع مین ایک مین نے ایک ماہوار رسالہ مین لکھا تھا کہ زمیندار (جو ہمیشہ بھائی ہوتا ہے) شام کے لذیذ کھانے اور شراب مہیا کرکے اتحاد بڑہاتا ہے - جسکا نتیجہ زیادہ رات گذرنے تک بیداری و میخواری ہے - زمانہ حال کی دو ثلث کے قریب لاجین ایسی ہین جنمین اس قسم کا اتحاد ہوتا ہے -
لکھا ہے کہ ہیگارتھ اس فرقہ کا ممبر تھا - اوسنے گرینڈ اسٹوارڈ کے عہدہ کا کام ۱۷۳۵ع مین ٹھیک ٹھیک انجام دیا تاہم اوسکی کتاب موسومہ شب کی تصویر مین عجیب بات یہہ ہے کہ ایک لاج کے ماسٹر کو اوس کی مخمور حالت مین ایک کپڑے سازنے پہونچایا -
یہ مصنف ناکارہ ممبرون کے آسانی سے مین مین داخل ہو جانے پر بہت تاسف کرتا ہے مثلاً (فریمیس ۱۸۷۵ع) برادر جان مارکر اپنی کتاب زمانہ قدیم کے مذہب و سائنس کے متعلق اسرار کی تفسیر (ہاگ ۱۸۷۲ع)
ایک بڑا پرجوش مین کہتا ہے - چونکہ مین فرقہ کا اب انتظام ہوتا جاتا ہے - یہہ

فرقہ جلد بان دیوانٹ کا فردوس۔ اُن سخی ریاکارون کا فردوس جو خیرات سے کے زیورون سے اپنے زیور و کو زینت دیتے ہین۔
بیقدر بین زیور کا کاریگر وہ حرامزادہ سیکڑون سوداگرون بلکہ ہزارون کو دہوکہ دیتا ہی اُن معدودے چند نرم طبیعتون کیطرف رجوع کرکے جو اپنے روپئے کا خیال کرتے ہین اور دوسرے ہم طبیعت جو امیری کے دعوون سے روپیہ یا اختیار حاصل کرتے ہین جنکو اُنہون نے ہمارے فرقے کیساتھہ شامل کرلیا ہے۔
یہ باتین میرے خیال مین اِس امر کے ثبوت کے لیے کافی ہین کہ میرے الزام ٹھیک بناپر ہین۔
مینون کا علم الانشا مینون کے علم انشا کے بارہ مین کچھہ بیان کرنا لغو بات ہی یہ فی الحقیقت ہے ہی نہین۔ سوائے۔ اولائیور۔ میسکے۔ فنڈل اور رنگین کی لکھی ہوئی کتابون کے کوئی ایسی کتاب نہین جو فریمین مذہب کی قابل مطالعہ ہو اور جو فریمین کی تصنیف سے ہو۔ جو فریمین بہائیون نے بیشمار لیکچر دیئے ہین محض سادہ اور خالی از لطف ہین۔ اس ملک مین اُسکا ماہوار علم انشا ہرحال مین بالضرور گرب اسٹریٹ کی قسم کا ہے جسمین صرف تجارتی اشتہار ہین۔ مشیخت مآب سوداگر اور خودنما اہلکار اوسکی تائید کرنے والے ہین۔ جو اپنی لاج کی کارروائی کی منادی اسی وضع سے کرایا چاہتے ہین جس سے گاہ گاہ کمزوری مترشح ہوتی ہے۔ تعلیمیافتہ اشخاص کو مین مذہب مین بہت کم لطف آتا ہے کیونکہ ذہنی اعتبار سے جب نظر کیجاوے تو اُس کے اندر اُن کے لئے کچھہ نہین ہے وہ مین بہی جو فرقہ کے ہر ایک نی پلس الٹرا مدارج پر پہونچ گئے ہین اُن کی اصلیت و معنی کی بابت کچھہ نہین جانتے۔

جدید مین مذہب کی حالت | فریمین مذہب کے اس ضروری بیان کے بعد جو گذشتہ و حال سے متعلق ہے۔ یہہ سوال قدرتی طور سے خود بخود پیدا ہوتا ہے۔

(س) اُسکا موجودہ فائدہ کیا ہے۔ کیا اُسکا دعوی بے بنیاد نہین ہے۔ کیا وہ ایسا فرقہ نہین ہے جو اپنے بنیاد کی منشا سے زیادہ عرصہ تک قایم رہا ہو۔ کیا اُسکا موجودہ وجود ایک بیکار۔ فعل عبث اور غلطی نہین ہے۔ کیا یہہ تمام جو کچھہ لاجون کے اندر کہا گیا اور کیا گیا (ان بہیدون سے مطلع کر دینے کی بابت کوئی دہوکہ نہین۔ یا بچون کیطرح حلف لازمی کرنا کوئی سوانگ نہین ہے۔ ان تمام سوالات کے جواب فریمین کے حق مین مفید نہ ہونگے۔

جب مین مذہب کارگذار تہا (یعنی صرف کاریگرہی داخل ہوتے تہے) تو اُسکا فائدہ بدیہی تہا۔ جسوقت وہ خیالی ہوا یعنی پہلی قید اُٹھہ گئی اور ذہین شخص شامل ہوئے تب بہی ابتدائی مدارج مین زیادہ مفید تہا۔ کم از کم براعظم مین اور ایک واسطہ کے اعتبار سے اس ملک مین بہی۔ کیونکہ خود یا دوسری انجمنون کی شرکت سے مثلاً الومینشائی۔ اسنے ملکی جبر و تعدی کا مقابلہ کیا جو اسوقت تمام یورپ مین پہیلا ہوا تہا۔ اور پادریون کی اندہیر و ظلم سے کے انسداد کے لیے محکمہ تفتیش کا نقیض محکمہ قایم کیا۔ جسوجہ سے پروٹسٹینٹ۔ اور رومن کیتھلک حکام نے اُسکو یکسان عذاب پہنچایا

وہ تیز ترقی جو زمانہ حال مین انسانیت و بےتعصبی سے حاصل ہوئی بلا شک اُس میلان طبع کیوجہ سے ہے جو خیال مین فرقہ کو بعد مین پیدا ہوا تہا۔ ملکی کارگذاری کیوجہ سے بہی اس صدی مین تمام ملکون مین سوا انگلستان اوس زمانہ مین قایم ہوئی تہی جبکہ مذہبی علم و سائینس تحصیل کرنا صرف معدودے چند کا حصہ تہا۔ اس نے اُس علم کی جو اُس زمانہ مین فقط ایک چہوٹا سا چشمہ تہا غفلت و باطل اعتقادی کی گہاس کو جڑ سے اُکہاڑنے مین حفاظت کی۔ لیکن آج کل وہ

چھوٹا سا چشمہ۔ زمانۂ حال کے سائنس کے بے انتہا اور ہر روز ترقی کرنے والے سمندر سے ملگیا۔ جو اپنی تحقیقاتون کو بہادری کے ساتھہ تمام دنیا مین مشتہر کرسکتا ہے۔

پس وہ جماعت جو معدودے چند کے لیے علم رکہنے کا دعوے کرے وہ تنزل پذیر فرقہ ہے۔ فیلو نے ۱۸۷۰ء کے قریب انگریزی مین کی جیسا کہ وہ اُسوقت مین تہا اور جیسا مناسب ہوسکا ہے یون تعریف کی ہے۔

لاجین بلاتمیز ممبرون کو داخل کرلیتی ہین۔ رسومات ادا کرنے مین مصروف بہیدون کو بغیر سمجھے دکہلانا۔ خوب کہانا پینا و ہضم کرنا۔ اور جسطرح کے باقاعدہ انگریزی للج ہین۔ کبھی کبھی خیرات بہی دیتے ہین۔

مین رسوم کی خود نمائی ہزارون عمدہ آدمی ایسے بہی ہین جنہون نے اندر سے لاج کی صورت اچھی طرح نہین دیکھی پھربہی اصلی فریمیسن ہین۔ سچی دل۔ مہذب جو قدرت اور نوع انسان کی ترقی کے مطالعہ مین مصروف خواہ اخلاقی ہو یا ذہنی۔ ایسے اصحاب جو ملکی و مذہبی تعصبات سے بری۔ ایسے بہی ہزارون ہین جو مین مذہب کے ہر ایک درجہ مین گذرے ہوئے تاہم میسن نہین۔ وہ لوگ جنہون نے مجاز کو حقیقت کی جگہہ ذریعہ کو نتیجہ کی جگہہ رسومات کو فریمیسن مذہب کی جگہہ سمجہہ رکہا ہی لیکن لاج مع اپنی تمام علامات کے میسن خیال کی فقط صورت ہے۔ مگر زمانہ موجودہ مین یہ صورت مناسب کیا۔ بلکہ اُس زمانہ مین عین ضرورت تہی جسوقت جاری ہوئی تہی اب تو غلط تاریخ ہوگئی۔ بعض رازون کی بناوٹ۔ بچون کے موافق صفر کمزوری ہے جس منشا کی پیروی آج کل کے میسن اصحاب ظاہر کرتے ہین برادرانہ محبت۔ بنی نوع انسان کی امداد اور راستی ہے۔ یقیناً مفید مقاصد کی پیروی کے لیے کسی حصّہ رسوم۔ روایات اور تکلفات کی ضرورت

نہین - باوجود اُس بڑی نمایش کے جو مین رسالون مین اس فرقہ محترم کے مخصوص علم و سائینس کے متعلق کی جاتی ہے کون سے نئی حالات یا اصول متعلقہ سائینس ایسے ہین جن کی بابت اہل مین دعوی کر سکتے ہین کہ یہ بطور خفیہ راز کی ہین جو عرصہٗ دراز سے قایم ہین - جو لاجون کے اندر مطالعہ و غور کا منشار قرار دیے گئے ہین -

(ج) اِس قسم کی کوئی بات نہین - شہنشاہ فریڈرک سوم کے عمدہ خصائل و صفات نے جو لڑکپن مین فریمین مرید کیا گیا تھا - گرینڈ ماسٹر کے عہدہ سے استعفا دلایا جو صبر و محنت کی تحقیقات کے بعد جسمین اعلیٰ رتبہ ہونے کی وجہ سے اُسکو غیر معمولی سہولت مل گئی تھی مین لوگون کے بے اصل و خود نما ہونے سے سیر ہو گیا تھا -

مین مذہب سے علم کی اشاعت نہین ہوئی - ہم کو بحیثیت مین ہونے کے سائینس و علم کچھہ حاصل نہین ہوتا - یہہ فرقہ اس ملک مین ملکی و مذہبی بحث سے حلفاً انکار کرتا ہے اور پھر بھی اُسکا دعوے ہے کہ نوع انسان ترقی کے بارہ مین میرے زیر بار احسان ہین - اگر وہ موقوف ہو جاوے تو دہنی تاریکی تمام دنیا مین پھیل جاوے - لیکن اس ترقی کا نتیجہ کسطرح سے عمل مین آئیگا - اگر اُس کہنہ مرض مین دست اندازی نہ کی جاوے جو مذہبی و ملکی طریق مین موجود ہے -

اسکی مثال یہہ ہے جیسے کوئی فرقہ علم کی ترقی کے واسطے علم کیمیا و جر ثقیل کے مسائل سے حلفاً انکار کرے اور سائینس مین فوائد پہنچانے کی شیخی مارے - یہہ وہ ہملٹ ہے جسکا ایک حصّہ فرو گذاشت کر دیا گیا ہے -

اگر مین مذہب آیندہ رہنے کی خواہش کرتا ہے تو اُسمین تعلیمیافتہ لوگون کی زیادہ لاجین بنّی ضرور ہین اور صرف عام اشخاص اور سوداگر جنہون نے آج کل لاجون کو اپنے اسباب کی منڈی بنا رکھا ہے کم ہو جانے چاہئین -

فریمیسن مذہب زمانہ حال اٹلی

زمانۂ حال مین مین لاج اٹلی کا نیا انتظام ہوا ہے۔ اُس کا اشتہار قابل توجہ ہے جسمین اُن اصلاحون کو بتلایا ہے جس کی ضرورت نہ صرف اٹلی مین ہے بلکہ ہر جگہہ ہے جہان فریمیسن مذہب موجود ہو اُسکا منشا فریمیسن مذہبی یہہ ہے کہ بنی نوع انسان سے عالمگیر محبت کو اعلی پیمانہ پر بڑہایا جائے قومون مین خود مختاری واتحاد کے اصول کو ترقی دیجاوے۔ ایک دوسرے کے ساتھہ برادرانہ واسطہ قایم ہو ہر مذہب مین بے تعصبی وعبادت مین مساوات ہو مخلوق کے تمام گروہون مین اخلاقی وجسمانی ترقی ہو۔

علاوہ برین وہ اپنے آپ کو ہر ایک حکومت سے آزاد بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اٹلی کا فریمیسن مذہب روئے زمین پر کسی دوسری بادشاہ کی قوت کو تسلیم نہ کرے گا۔ بلکہ سچی دلیل اور عام ایمانداری کو تسلیم کریگا۔

اُسکا بیان جو خاص توجہ کا محتاج ہے وہ یہہ ہے کہ فریمیسن مذہب اِسلیئے نہین ہے کہ پوشیدہ علامات۔ مغرور رسوم وبے ٹھکانہ خواہشون مین محدود ہو جس سے یہہ فرقہ حقارت مین دبا جاتا ہے۔ چونکہ فریمیسن تمام انسانون کا مذہب عام ہے اِسلیے وہ گورنمنٹ کی صورت مین مصروف نہین ہوتا۔ بلکہ وہ ایسے خیالات مین مصروف ہوتا ہے جو مستقل وعام ہین۔

برادرانہ اصلاح مین مطلق قیاس سے جو سربستہ خواہشون پر مبنی ہے پرہیز کرنا چاہیۓ۔ محنت کا معاوضہ مہذب برادری مین بہت ضروری ہے۔ فریمیسن مذہب مجہولی (کاہلی) کے خلاف ہے +

مذہبی سوالات فریمیسن مذہب کی حد سے باہر ہین۔ ایمان انسان۔ بذاتہ خلاف ورزی کے قابل نہین ہے۔ اُسکو مطلق کسی مذہب سے کوئی واسطہ نہین ہے مگر اپنے جوہر مین خود مذہب کو ظاہر کرتا ہے۔ برادری کے اصول پر جان دادہ ہوکر

وہ عام بے تعصبی کا وعظ فرماتا ہے۔ اُس کے فقہ مین مختلف مذاہب کی بہت سی علامتین شامل ہین۔ مختلف مذاہب کے مختلف اصول مین سے وہ خالص سچ کو انتخاب کرلیتا ہے۔ اُسکا مذہب و منشا ذات معبود کی پرستش ہے جس کا اعلیٰ درجہ کا ہر ایک پادری کے معاملہ سے علیحدہ ہو کر دنیا کے بڑے معمار کے معاملہ کیطرف ہے۔

ایمانداری و انسانیت مین دنیا مین معبود کا مجرّد مفسّر ہے۔ عبادت کے ظاہری طریقون کے بابت یہہ ہے کہ فریمیسن مذہب نہ تو کسی طریقہ کو قایم کرتا اور نہ کسی کی تائید کرتا ہے۔

اوسنے ہر شخص کو اُسکی خود مختار پسند پر اُس روز تک چھوڑ رکھا ہے جو شاید دور نہین ہے جبکہ تمام آدمی بغیر درمیانی واسطون اور بیرونی صورتون کے حقانیت کی پرستش کرنے لگینگے۔

جسوقت انسان اپنے خفیہ تعلقات مین غیر محدود ذات کے ساتھہ مذہبی خیالات کو بارآور کرتا ہے وہ دنیا کے ساتھہ تعلقات مین سائنس کے خیال کو بارآور کرتا ہے۔ سائنس حق ہے اور فریمیسن مذہب کا نہایت قدیم شعار ہے۔

مفرد انسان کے تعلقات اُسکے ہمعصرون کے ساتھہ مخصوص کرنے مین فریمیسن مذہب اس امر کی تائید کرنے کے لیے پابند نہین کرتا۔ کہ دوسرون کے ساتھہ وہ کیا جاوے جو کچھہ ہم چاہتے ہین۔ کہ دوسرے ہمارے ساتھہ کرین بلکہ نیکی کرنا برائی کی مخالفت کرنا۔ ظلم کو تسلیم نہ کرنا۔ خواہ وہ کسی صورت مین پیش آوین سکھلاتا ہے۔

فریمیسن مذہب اُس روز کا منتظر ہے جبکہ مانیٹر۔ اور میریمک کے لوہے کی چادرین کٹکر دخانی پُل بنجاوینگی۔ جب انسان۔ آزادی و سائنس سے نجات

پاکر ذہانت کی خالص خوشی کا لطف اُٹھاویگا۔ جبکہ صلح اُس دولت و طاقت سے زرخیز ہوکر جو اسوقت جنگ مین مصروف ہو رہی ہے درخت زندگی کا نہایت خوبصورت پھل لاویگی۔

مطلوبہ اصلاح — اسلئیے میسن کی رسوم مین طفلان مکتب کا سا کھیل ہونے پر بہت افسوس کیا جاتا ہے جو کہ ایک فرقہ کو زمان ماضیہ کیطرف پھر کھینچکر لے جاتا ہے۔ جو زمانہ آیندہ مین آگے دیکھنا چاہیئے۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ اب فریمیسن اس حالت مین قایم نہین رہ سکتا۔ اسکی اصلاح ضروری ہے اور چونکہ ڈی کاسٹرو جس سے مضمون بالا لیا گیا ہے یہ خیال کرتا ہے کہ اسمین اٹلی کی عزت ہوگی کہ ایسی اصلاح مین پیشوا بنجاوے اور ہر ملک کی ایمن عزت ہی جو اُسکی ابتدا کرے فریمیسن مذہب مجروحون کے لیجانیکی گاڑی نہین بلکہ مقدمہ لشکر ہونا چاہیے۔

زمانہ حال کا فریمیسن مذہب — گذشتہ صدی کے شروع مین کہتے ہین کہ میسن مذہب کا کام کرنیوالا زمانہ ختم ہوگیا۔

۱۷۱۶ء مین فقط چار لاج لنڈن مین موجود تہین۔ ایک تجویز باتفاق پاس ہوئی کہ میسن مذہب کے استحقاق صرف کارکن معمارون پر آیندہ سے محدود نہین بلکہ مختلف پیشون کے آدمیون کے لیے وسیع کردیے جاوین۔ بشرطیکہ وہ باقاعدہ اس فرقہ مین شامل کیے جاوین۔

موجودہ سنہ میسن مذہب کا اسطرح شروع ہوا۔ اصلی قواعد۔ قدیمی نشانات علامات اور رسوم قایم رہین۔ اس انجمن نے برادرانہ محبت۔ مدد۔ اور صداقت کو اپنا رہنما۔ اصول مشتہر کرکے اپنی کارروائی کے لیے ایک وسیع میدان حاصل کرلیا۔ اُن کے طریق کارگذاری نے کہانے پینے مین ظرافت تک وسعت پیدا کردی۔

اس ملک مین جدید مین مذہب کی تاریخ مین کوئی ایسی بات نہین جو قابل تحریر ہو - لاج اور فرقہ کے درمیان چھوٹے چھوٹے جھگڑون سے مین - اخبارون کے پُر کرنے مین مدد ملتی ہے - لیکن عام دنیا کے لیے اُس سے کوئی فائدہ نہین - اور کسی مفید علم کی نسبت جو اہل مین سے پیدا ہو سکے یہ تو صریح دہوکہ ہے -

تاہم یہہ بات خیال کر کے اس فرقہ کے ممبرون کی تعداد لاکھون ہے موجودہ حالت اور آیندہ کی امیدین کسیقدر خیال کرنے کے قابل ہین -

یہہ بات مسلّم ہے کہ اُس کی سخاوتین انگلستان مین کسیقدر وسیع پیمانہ پر کی جاتی ہین - اسکی وجہ باعزت پیشیون کے سبب سے ہے - یہین لوگ خصوصاً فرانس کے مین اپنے جرگہ کو فیاض انجمن کہلانے سے بہت اعتراض کرتے ہین -

۱۸۶۱ء مین اُنہون نے بیان کیا تہا کہ ہماری سخاوتین ہمارے جلسے کا نتیجہ ہین - اسکا انتشار نہین -

کوایٹور کارونیٹی لاج مین مذہب کے علمی نقص جو بخیال حق الامر و بحیثیت بلا لوث مورخ کے مجبوراً بیان کر دیے ہین - سمجھدار لوگ خوب جانتے ہین - اور اسی واقفیت سے ۱۸۸۶ء مین کانوٹر کارونیٹی لاج کی بُنیاد پڑی -

اس مین شریک ہونے کے لیے ممبرون مین علمی یا صنعتی لیاقت ہونی چاہیے - یہہ امر بذات خاص قابل امتیاز ہے - جیسا کہ خیال گذرتا ہے یہ لاج مشہور مین مورخون اور علماے علوم قدیمہ سے بنی ہے - اس وجہ سے اس کی حیثیت اور مین لاجون سے بالکل جداگانہ ہے -

اس کے مقاصد یہہ ہین کہ مین علم کو کاغذات پڑہے جاے اور لاج کے اندر اُن پر بحث ہونے سے ترقی ہو۔ کارروائیون کو شایع کیا جاوے۔

فریمین مذہب کے متعلق جو کمیاب اور قیمتی کتابین ہین۔ مثلاً قلمی کتب جو فریمین مذہب سے متعلق ہین سیبو کوک کی ہارلین اور لیسڈون کی قلمی کتابین۔ یا چھاپہ کی کتابین۔ مثلاً اینڈرسن کا ضابطۂ قانون ۱۷۲۳ء یا میسنون کے سارٹیفکٹ کی تجدید۔

ان امور کو اس لاج نے اُن مجلدون مین شایع کیا ہے جو ارس کو اٹیٹور کارونیٹورم کے نام سے موسوم ہین۔

یہہ مجلد مشرح نہایت عمدہ چھپی ہے۔ لاج سے متعلق ایک خط و کتابت کا محکمہ ہے جسکے ممبر دنیا کے تمام حصون مین رہتے ہین وہ گویا میسنون کی علمی انجمن ہے۔ جسکا منشا ہر فرقہ کو ترقی دیتا ہے۔ ترقی سے مراد صرف مین مذہب کی اشاعت سے ہے۔

دو بارہ کی نا لیقین اپنی بیش بہا انشا و فاضلانہ شرح سے جو اُن کے ساتھ ہین۔ مین مذہب کی ایک حد تک وقعت بڑہاتی ہین جس سے انسانون کی ذہانت اُسکی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے۔ جو اب تک نہین ہوتی تہی۔ اِس وجہ سے کواٹیور کارونیٹورم کی محنت اس قابل ہے کہ فرقہ اُس کی دل سے امداد کرے۔

نہایت باوقعت ایشیا کے مین لاجین ہندوستان مین ہین۔ وہ انگلستان و اِسکاٹ لینڈ کی گرینڈ لاجون کے ماتحت ہین۔

کرۂ ارض کے مختلف حصون مین نوی گرینڈ لاج اور قریب بارہ ہزار کے لاج ہین ممبرون کی تعداد (۱۲۵۰۰۰۰) ہے۔ مستعد ممبرون کی تعداد جو ہمیشہ

لاج مین حاضر ہوتے اور چندہ دیتے ہین اسکی نصف تعداد ہوگی۔ انگلینڈ جرمنی۔ فرانس۔ اسپین۔ پرتگال۔ روس
سوئٹزرلینڈ۔ سوئیڈن۔ پولینڈ۔ ترکی۔ افریقہ۔ اوشینیا۔ امریکہ۔ وغیرہ سب ہی جگہہ تو لاجین ہین۔
فریمیسن ہو یا کوئی اور خفیہ انجمن۔ ہمیشہ زمانہ شور وشغب مین جبکہ فرمانرواسے
عمل اختلاف کو برداشت نہین کرسکتے وجود مین آیا کرتی ہے اسلیے ایسے
جلسون کی ضرورت سمجھی گئی کہ نیک طبیعت و دانشمند لوگ جو شورشون کو ناپسند
کرتے ہین ایک جگہہ جمع ہو کر آپس مین اپنی رسم و اتحاد کو بڑھائین۔ ملک و قوم
کو نفع پہونچائین۔

حال مین ایک مخفی انجمن ایران مین قایم ہوئی تھی جسمین علماء۔ امراء۔ اور تاجر
شریک ہوئے اور جسکا نتیجہ اصلاح ملک اور تقرر پارلیمنٹ ہے۔

کسی وقت مین روحانی قوتون سے بھی کام لیا جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ مرور دہور سے
وہ روحانی قوتین تو باقی نہ رہین فریمیسن مین بھی ربط و اتحاد کے اصول باقی رہ
گئے ہین۔

فریمیسن مین اسلام کے خلاف کوئی بات نہین

فریمیسن کی نسبت جو شبہات عوام مین پھیلے ہوئے
ہین اسکا بڑا سبب یہی ہے کہ واقعی حال غیرون پر کھلنے
نہین پاتا۔ بے تحقیق جسنے جو چاہا سمجھہ لیا۔ یہہ نام یہہ انجمن اور اس کے
تمام متعلقات شبہ کی نگاہ سے دیکھے اور بدگمانی سے سُنے جاتے ہین
لاج کو طلسم کدہ خیال کر رکھا ہے۔ عوام حتّٰی کہ ملازمان لاج تک اس کو
جادو گھر کہتے ہین۔ یہی سبب ہے کہ ہم کوکسیقدر صراحت سے اسکا حال انتخاب
کرنا پڑا۔ اس انجمن کا بجز اتحادی اغراض کے کوئی دوسرا پہلو خلاف ملک و
ملت اور مذہب نہین۔ ملکی و مذہبی بحیثین اسکے اصول کی رو سے قطعی خارج ہین
ملحد۔ رومن کیتھلک۔ مشرک۔ مجنون۔ فاتر العقل۔ اٹھارہ برس سے کم عمر والے اشخاص

عورتین اس انجمن کی ممبر نہین ہو سکتے۔
قانون مین ایسے لوگون کو جو وحدانیت کے منکر یا ناقابل ہین اپنے فرقہ مین شامل کرنے کا سخت مخالف ہے۔ اسیطرح پولیٹیکل و مذہب کی بحث کا مانع ہے۔ مثلاً ایک ممبر انگلینڈ کا۔ دوسرا روس کا۔ تیسرا جاپان کا۔ چوتہا ترکی کا رہنے والا ہے تو یہہ ناممکن ہے کہ ان ممبران مین سے کوئی شخص ایک گورنمنٹ پر نکتہ چینی یا دوسرے کی تعریف کرے۔ یا میلتاً و صراحتاً۔ کوئی مذہبی تذکرہ چھیڑے۔
جرمنی کے مشہور مصنف لیسٹنگ کا قول ہے۔ اسکے مین بنائے جانے کے بعد یہہ بیان کیا تہا۔ جسوقت ماسٹر نے یہہ امید ظاہر کی کہ لیسٹنگ نے کوئی چیز خلاف سلطنت و مذہب واخلاق کے اس فرقہ مین نہ پائی ہوگی تو لیسٹنگ نے جواب دیا۔ نہین۔ مجھے کوئی ایسی چیز نہین ملی۔
جب ملکی و مذہبی تذکرون سے یہہ انجمن پاک ہے تو صرف اخلاقی و اتحادی جلسہ رہ گیا۔
ہر شریک کو حلف اٹھانا پڑتا ہے مگر اُس کی پابندی ممبر کیواسطے بجز اسکے اور کچہہ نہین ہوتی کہ اخفا رکھے اور خاص اخلاقی فرائض کو پورا کرے اخلاقی فرائض کے اخفا مین اہتمام بلیغ کا کیا جانا تعجب سے خالی نہین۔ خیر یہہ ایک معاہدہ کی پابندی ہے لیکن یہہ امر وثوق کے ساتہہ کہا جاتا ہے کہ اسلام کے خلاف کوئی بات فریمسن مین نہین ہے۔ ہمارے دوستون مین چند پاک نفوس ایسے اس مین شریک ہین جو بندگان خدا کے خیر اندیش و فرائض پنجگانہ کے سختی کے ساتہہ پابند۔ تلاوت گذار۔ بزرگان دین کے معتقد۔ اسلامی بہی خواہ راست کردار مسلمان ہین۔

اور ایسے بہی ہونگے جو خود غرضانہ پالیسی کی بناء پر ہم قوموں ہم مذہبوں حتےٰ کہ دوستون وعزیزون کی ایذا دہی مین بدنام پائے جائینگے۔ جو اپنے مذہب اسلام کی بیخکنی کو اپنا ذریعہ شہرت سمجھتے ہونگے۔ اور ایسے بہی ہین جو کسی اعتبار سے درجۂ امتیاز نہین رکھتے۔

کوئی مثال ہمارے علم مین اس زمانہ کی ایسی نہین ہے کہ فریمسن نے انسانی ہمدردی کی بنا پر یا اخلاقی لحاظ سے ظالمون کے سزا دلانے یا مظلومون کی دادرسی مین سعی کی ہو۔ ممکن ہے کہ عام ہمدردی اس کے اصولون مین شامل نہ ہو۔ صرف ممبرون تک محدود ہو جو ہمپر ظاہر نہین ہوسکتی ہے۔

ہندوستانیون کی شرکت زیادہ تراس بناء پر سُنی گئی کہ بڑے بڑے معزز یورپین سے برابری کی ملاقاتین ہون گی۔ لارڈ۔ ڈیوک حتےٰ۔ کہ قیصر تک کے مسن برادر کہلائین گے۔

ہمنے خود اپنے ایک شناسا کو کہتے ہوئے سُنا جبکہ وہ لندن جارہے تہے کہ قیصر ایڈورڈ ہفتم ہمارے مین برادر ہین۔ اُنسے بے تکلف ملنا ہو گا۔ یہہ ایک نمائی عزت اضافی اہل ہند کو اس جانب مایل کرتی ہے۔

خوبی تقدیر سے اب ہندوستانیون کے لاج علحدہ کردیے گئے وہ امتیاز بہی باقی نرہا رہی یہہ بات کہ ان خوش صحبتون مین منہات شرعی کا استعمال ہوتا ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ جو چیزین آزاد قوم مین مستعمل ہین اُنکا وہان ہونا خلاف عقل نہین۔ مگر یہہ فعل اختیاری ہے۔ اس کو مین کے قواعد سے کوئی تعلق نہین۔ اگر عادت ناجائز اشیاء کے استعمال کی ہے تو بغیر مسن کے کون مانع ہے ہان یہہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ جلسۂ احباب کے لحاظ سے سوسائٹی کے رنگ مین ڈہونا زیادہ آسان ہے۔

ہماری رائے مین مسلمانون کے لیے شرکت مین کوئی محمود چیز نہین - علاوہ بدگمانیون کے وہان کے اخراجات کا بار اوسط آمدنی کا شخص بخوشی برداشت نہین کرسکتا - اس کے سوا کوئی کیساہی باوقار ہو اوسکو اوّل ایک ادنے ممبر لاج سے اپنے آپ کو کمتر درجہ مین تسلیم کرنا ہوگا کیونکہ لاج مین بتدریج ڈگریان - درجے عطا ہوتے ہین - جب تک ایک زمانہ نہ گذرلے وہ کوئی درجہ امتیازی حاصل نہین کرسکتا -
لہذا کسی بڑے مرتبے والے کے لیے یہ کسقدر ننگ کی بات ہے کہ وہ معمولی آدمیون کا ماتحت بنکر رہے - اور پھر اوس انجمن مین جہان دینی یا دنیوی یا ملکی نفع کی آیندہ امید نہین -

ہمارے رہبر کامل سیدالمرسلین فخر عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی اخوت وہ قایم فرمادی ہے کہ مسلمان جسقدر چاہین اور جہان چاہین علانیہ بلاخوف مذہبی لاج عمدہ سے عمدہ قایم کرسکتے ہین اور قایم کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے - ہماری ہر عبادت گاہ مسجد وخانقاہ بنے بنای لاج ہین جسمین تھوڑے سے اتفاق و اصلاح کی حاجت ہے -
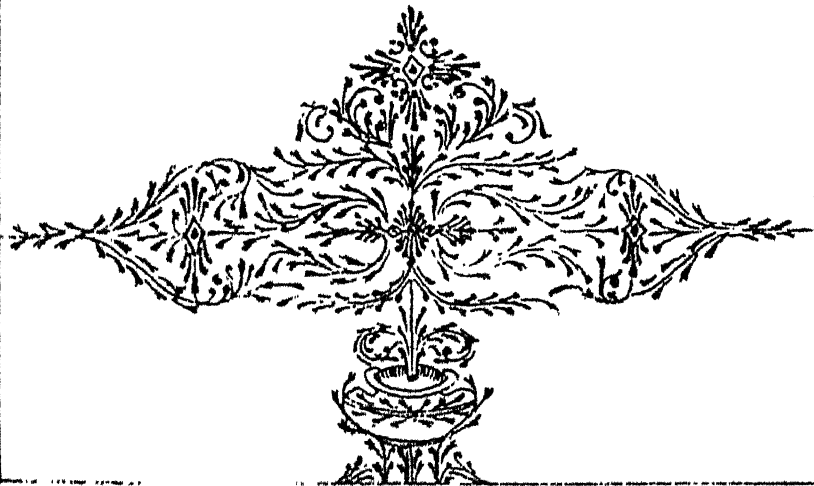
ہمارے بانی مذہب یا اُن کے مقدس جانشینون نے جو ملک گیری جہانداری۔ اُلو العزمی۔ علوشان اور پاکیزہ اخلاق کے جلوے دنیا کو دکھای وہ کارنامے آج آئینہ کیطرح تاریخی صفحون پر ہمارے ہاتھہ مین ہین۔ اُن کے علاوہ بڑے بڑے جلیل القدر اسلامی فرمانرواؤن کے تذکرون سی ہمارے دل وگوش بے خبر نہین۔

مگر آج ہم اپنے قومی حکمرانون کا مرتبہ ایسے دائرہ مین محدود کرنا چاہتے ہین جو کسی متبرک امام مسجد یا کسی خانقاہ کے اہل سجادہ کے لیے زیادہ موزون ہے۔ جن کی صحبت مین سواے حال وقال کے دوسرا ذکر نہین ہونے پاتا۔ یا معتقدین الدّنیا جیفۃٌ وطالبھا کلابٌ کا زمزمہ سُناتے رہتے ہین۔ یہ حالتین بھی بجائے خود بشرطیکہ ریای نہون بیحد قابل قدر ہین مگر ہمارے طبقہ اوّل کے اسلامی فرمانرواؤن اور سلسل اُن کے جانشینون کے حالات سے کسیقدر بیگانہ ہین۔ اگر وہ تنہا گوشہ مین بیٹھکر سبحہ گردانی کرتے یا خانقاہ مین توجہ دیتے رہتے تو آج دنیا کی تاریخ مین مسلمانونکا نام جو سنہری اور جلی حرفون مین دوسری قومون کو نمایان نظر آتا ہے وہ کہان دکھائی دیتا۔

ہمارے مذہبی قانون کلام پاک کی تعلیم۔ ہمارے ہادی برحق کی تلقین۔ اُس کے مقدس جانشینون کی تقلید ہم کو صاف ہدایت کر رہی ہے کہ لارہبانیۃ فی الاسلام۔

دیگر پابند ان مذہب ترک دنیا کے بعد زہد حاصل کرتے ہین۔ لیکن مذہب اسلام کے پیرو دنیا مین رہکر لذّات دنیوی پیش نظر رکھکر نیکی کے ساتھہ دنیا کو برتتے ہین۔ اور زاہد ہوتے ہین۔

حکماے یونان مین ایک نامور حکیم کا طرز تعلیم یہ تہا کہ برُائی سے بہلائی نکالنی - پارسائی کی تعلیم کے لیے اپنے شاگردون کو فسق و فجور کے مقامون مین لے جاتا - علم و فضل کی ہدایت کے واسطے جاہل اور ناشایستہ لوگون کی صحبت دکہاتا - بالضد علاج بہی ایک طریقہ ہے -

اہل فقر مین بہی دو گروہ ہین - ایک فارغ مشغول - جس کے حالات تارک الدنیا لوگون سے مشابہ ہین - جو دنیا سے فراغت حاصل کرکے تنہائی مین عبادات الٰہی بجالاتے ہین -

دوسرے مشغول فارغ - جو باوصف محرکات دنیاوی اپنے نفس پر پوری قدرت رکہتے ہین - اور جادۂ اعتدال سے باہر نہین ہوتے یہہ مشکل مرتبہ ہے اسلام زیادہ تر اسی طریقۂ تعلیم پر اصرار کرتا ہے - اور امیر اسکے مصداق ہین -

جہان تک ہماری یاد ہم کو مدد دیتی ہے ہمنے کسی تاریخی کتاب مین دیکہا ہے امیر تیمور صاحبقران ایک بزرگ صاحب نسبت کی خدمت مین حاضر ہوئے - جب اُن سے ملے تو اُن کی قوت روحانیت نے ایسا بے اختیار کیا کہ کمر سے تلوار کہولکر اُن بزرگ کے سامنے رکہدی اور استدعا کی کہ مجہہ کو حلقۂ مریدی مین لیکر تعلیم درویشی فرمائیے -

وہ بزرگ مسکرائے اور فرمایا کہ آپ کی خواہش کا کل جواب دیا جائیگا شب کو عالم رویا مین امیر تیمور نے دیکہا کہ دربار حضور سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم منعقد ہے جس مین ہزارہا متبرک صورتین حاضر ہین - وہ بزرگ بہی جن سے امیر نے استدعار بعیت کی تہی موجود

ہین۔ وہ بزرگ امیر تیمور کو لیکر پیشگاہ حضورؐ مین باادب حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہہ شخص سلطنت چھوڑ کر درویشی کا مستمنّی ہے۔

حضور اقدسؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے امیر تیمور سلطنت انعام الٰہی ہے۔ تم کو تلوار اس لیے عطا ہوئی ہے کہ دین الٰہی کی مدد کرو۔ بندگان خدا کی حاجتین برلاؤ۔ یہی تمھاری ولایت و درویشی ہے۔

یہہ واقعہ اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ایک منصف باخدا عادل۔ رعیت پرور بادشاہ کا مرتبہ ہرگز کسی صاحب روحانیت بزرگ سے کم نہین۔

بادشاہ کی ایک ساعت کا انصاف عبادت صدسالہ کی برابر ہے

ھز مجسٹی امیر افغانستان کے حالات خود اس امر کے شاہد ہین کہ اُن کا عہد حکومت۔ کیسا مبارک۔ اور باانصاف دَور ہے۔ اُن کو اپنی جہانبانی کے ذمہ دارانہ فرائض ادا کرنے مین کس درجہ انہماک ہے۔

پھر اون مین ایک تارک الدّنیا امام۔ یاگوشہ نشین صاحب سجادہ کے خصایل کی جستجو یا انسانی دائرہ سے بڑھا کر کسی فرشتہ کی خو بو تلاش کرنے حدود دانش سے بالکل علحدہ ہے۔

تمدن یافیشن | کلام الملوک ملوک الکلام۔ یہہ مقولہ ہر سلطنت کے خزاین معقولات کی کلید مستحکہ مین سے ہے۔ فن معاشرت مین یہہ بات بدیہات سے قرار دی گئی ہے کہ کسی قوم کی مجموعی قابلیت اُسکی سلطنت کی شکل مین عمل کرتی ہے۔ یا یون کہنا چاہیے ہر سلطنت مین افراد قومی کی قابلیت کا نمونہ اُسکی سلطنت ہوتی ہے۔ آئین خواہ کلام۔ خواہ وضع۔ خواہ لباس شمار کرلیا جاوے۔ اسی بنا پر مدبران وقت کی اجازت نہین کہ عامہ خلایق رموز سلطنت سے متفحص ہو۔

کسی مضمون پر بحث کرنے کے لیے ضرور ہے کہ بحث کرنے والا اُس فن کی تفصیل اور موضوعات سے واقف ہو۔ چہ جائیکہ بحث مضمون سلطنت سے ہو اُسکے مراتب اُس کی رفعت اور اُسکا جلال ہمیشہ معمولی علم سے خارج اور معمولی نگاہون کو خیرہ کرتا ہے۔

ہم نہین چاہتے تہے کہ ایسی بلند ہواؤن کی آمد و رفت سے بحث کرین۔ چونکہ یہ بحث زبان زد خاص و عام ہو چکی ہے لہذا ضرور ہوا کہ اسکے مالہٗ و ما علیہ پر ایک نظر سرسری ڈالی جائے۔

بادشاہون و سلاطین پر جو اعتراضات ہوتے ہین اُن کا مجیب ہمیشہ الزام تملق کے خطر مین رہتا ہے۔ مگر اس ڈر سے اپنے منصبی فرض کو ترک کرنا صرف دلیل کمزوری و جبن ہے بلکہ اُس حق کا خون ہے جو ہر مورخ کی گردن پر اُن فرمانروایان عالم کا ہے جو اپنی زندگی ملک و قوم کی صلاح و فلاح مین صرف کرتے ہین

ناعاقبت اندیشان و گوشہ نشینان ضرور ہز مجسٹی امیر افغانستان پر یہ اعتراض بہی کرتے ہین کہ سیاحت ہند مین اعلیحضرت نے ما لی حُسن نظم و تتبع لباس ایسا نیب کیا۔ سب سے پہلے ہم کو وہی معذرت پیش کرنا ہے جسکا ذکر اجمالاً اوپر آئے ہین یعنی مع

رموز مملکت خویش خسروان دانند

اُس کے بعد یہہ کہنا ہے کہ جہان تک ہم کو علم ہے اعلیحضرت امیر کے اخراجات
اس سیاحت ہند مین تین قسم سے خالی نہ تھے۔
اوّل امور مفید عام کی اعانت۔ دوسری خیرات۔ تیسری تحفظ شان جو سلاطین کے شایان ہی
اوّل قسم مین وہ عطیات خسروانہ ہین جو آپ نے علی گڈہ کالج وحمایت الاسلام
لاہور وغیرہ کے لیے مبذول کیے۔ دوسری نذرات جو زیارت ومجاورون پر
ارزانی فرمائے یا غیر مذاہب کے معابد ومنادر کو عطا کیئے اسی قبیل سے
اُن کے وہ اصراف ہین جو فینسی فیر وغیرہ مین محتاجون کیلئے کیے گئے فینسی فیر
اہل مغرب کے یہان وہ خاص موقعے ہین جہان میلے کے طور پر نفیس نفیس چیزین
دولتمندون کی لیڈیان تاجرانہ شکل مین امراء کے سامنے پیش کرتی ہین۔ اور
اُن کے محاصل سے حاجتمند وغربا کی مدد کیجاتی ہے۔
ایسے موقعون پر خرید فروخت نہ تجارت کی غرض سی ہوتی ہے نہ نمائش کے خیالسے بلکہ محض
امدادی اغراض وکار خیر کی بناء پر۔
تیسرے وہ صرف جو اپنی تحفظ شان ومرتبہ یا ضرورت ملک کیلحاظ کیے گئے مثلاً
ایک بادشاہ جسکی قوم سپہگری کے لیے نام آور ہو غیر ملک کی تجار کے یہان
گھوڑے یا دیگر اسباب حرب دیکھے تو نہ صرف بلحاظ تہذیب بلکہ باعتبار ضرورت
اُس کو کچھہ خریدنا لازمی ہوجاتا ہے۔
اسیطرح ضروریات لباس جو ایک ملک مین نہ ہوتی ہون اور دوسرے ملک کے
اثناء سیاحت مین پیش آئین تو اُن کا خرید کرنا ایک امر ضروری خیال کیا جاتا ہے
معترضین سے ہم کو فقط اتنا پوچھنا ہے کہ اعلیحضرت کے مصارف عالیہ مین سی
کوئی جز ان اغراض مناسبہ کے مخالف یا منافی ہوا ہے۔ اگر نہین ہے تو
اُن کی مقدس ذات پر حرف گیری کرنا ایک بڑا گناہ اپنے ذمہ لینا ہے۔ اگر کوئی

جزو اس سے خارج ہے تو ہم امید کرتے ہین کہ جو طریقہ ممکن ہو اُس طریقہ سے وہ صرف خاص خود
اعلیحضرت متروک فرمائین جبتک مالی حالت ملک کی اجازت نہ دے اُس صرف کو جیسنر
التوّا مین رکھین۔

اسباب معیشت مین لطافت وحُسن جسقدر دلکش امر ہے اُسیقدر یہ ضروری ہی کہ
اخراجات کسی حالت مین اندازۂ امکان معقول سے باہر نہ جانے پائین۔ یہہ بات
ایک حدتک تسلیم کرنے کے قابل ہی کہ ترقی یافتہ ملکون کا جس جانب میلان
اور حکمران و دولتمند قومون کا جسطرف رجحان ہوتا ہے ہر ترقی کرنیوالی قوم کی توجہ
اُس پر مبذول ہو جاتی ہے یہی موقع مآل کار سوچنے اور اعتدال ملحوظ رکھنے کا ہے۔

عرب[۵] نے تمدن مین نمایان ترقی کی تہی۔ اسلام نے عرب کی طاقت کو متفق کر دیا تہا مدینہ طیبہ
اس متفقہ طاقت کا مرکز تہا۔ جزیرہ نما عرب کا وہ حصہ جسے حجاز کہتے ہین اور جہان مدینہ منورہ
واقع ہے خشک زمین مین ہے۔ بنی امیہ نے دمشق کو دار الحکومت قرار دیا دمشق نے
اہل عرب کو ایک زرخیز و نہایت سرسبز وشاداب ملک مین جمع کیا اونہین دیگر
اقوام سے ملایا۔ اس میل جول نے کچھہ اور ہی گل کھلایا بنی امیہ کے بعد حکومت نے پہلو بدلا
اور بنی عباسؓ کی نوبت آئی۔ بغداد دار الخلافہ قرار پایا۔ تمدن اپنا کام کر رہا تہا عرب نے نہایت تیزی
کیساتھہ اسکو انتہائی درجہ پر پہنچنے کے لیے قدم بڑہایا جو کچھہ اثر اسلام نے اُن کی طبائع پر کیا وہ
اُن کے تمدن پر غالب رہا۔ اسکے ساتھہ وہ بہی سب قومون پر غالب رہے لیکن جون جون تہذیبی رنگ
اُڑتا گیا وہ تمدن مین حیرت انگیز ترقی کرتے گئے یہی وہ زمانہ ہے جب
اُن کا زوال شروع ہوا۔

تمدن جسکا اظہار فخر کے ساتھہ کیا جاتا ہے اسلام اُس کو اعتدال سے زیادہ
نہین پسند کرتا۔ چاندی سونے اور جواہرات کا زیورات کی طرح استعمال ریشمی کپڑون
اور رنگت نما لباس۔ مصوری۔ بُت تراشی کی ممانعت ہے اور یہی اسباب ہین جنپر ہم

[۵] ماخوذ از رسالہ بغداد از خواجہ محمد عباد اللہ اختر بی۔ اے شاہمی

ایک قوم کا تمدن نازک کرتا ہے ! اور یہی سامان جب اعتدال سے بڑہتے ہین تو زوال کا باعث ہین
عرب نے جسقدر تمدن مین ترقی کی اُسیقدر اُن مین زوال آتا گیا وہ سادہ تمدن جسکو
قایم رکہنے کے لیے اسلام نے اصول و قواعد باندہ رکہے ہین اُنکا دستور العمل رہا
اور جسوقت اُس سے تجاوز کیا وہ حقیقی ترقی کے زینہ سے نیچے آرہے اگرچہ وہ
خود اور تمام دنیا خیال کرتی تہی کہ وہ عروج کر رہے ہین - خلفاء راشدین رضؓ کا
خلفاء بنی اُمیّہ و بنی عباس رضؓ سے مقابلہ کیا جاوے اور مدینہ و دمشق و بغداد کی شہرت پر
غور ہو تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوگا - خلفاء کے قصر کا تو ذکر کیا صرف مساجد
کی تعمیر مین مختلف زمانو نمین جو کچہہ تغیر واقع ہوا اُس سے اس امر کی تائید ہوتی ہے
کہ عرب سادگی کو چہوڑ کر نمایشی تمدن کو ترقی دے رہا تہا - صدر اسلام مین مساجد
صرف اس غرض سے تعمیر ہوتی تہین کہ لوگ ایک جگہہ جمع ہو کر نماز پڑہین اور
اس لیے ہر ایک شہر مین ضرورت سے زیادہ مسجدین کبہی تعمیر نہ ہوئین نہ اُنکے
محراب و ممبر نقش و نگار سے آراستہ تہے - اسلام نے ہر ایک امر مین اتفاق
کو مدنظر رکہا ہے - لہذا نماز باجماعت کی تاکید ہے اور اسی لیے مساجد تعمیر ہوئین
ورنہ بعض حالتون مین تو اسکی بہی کچہہ ضرورت نہین - تمام زمین پر ہر ایک مسلمان
جس جگہہ چاہے نماز پڑہہ سکتا ہے اپنا آپ امام اور آپ مقتدی - عبادت کے لیے کسی
معابد و گرجا کی ضرورت نہین - احکم الحاکمین کے حضور فرش خاک پر سجدہ کرنا
حقیقی خشوع و خضوع پیدا کرتا ہے - قالین یا ریشمین مصلّے دل کو نرم نہین بنا سکتے
پتہر کا فرش سنگدلون کو موم نہین کر سکتا -

تاریخ عالم موجود ہے اگر ہم اُن اسباب پر غور کرین جو مختلف اقوام کی ترقی کا باعث
ہوئے اور اُن اسباب پر فکر کرین جو اُن کے تنزل کے وجوہ ہین تو ہم یقیناً
اُس نتیجہ پر پہنچ جائینگے کہ کسی قوم کی حالت مین تغیر واقع نہین ہوتا جبتک کہ جادہ

اعتدال سے تجاوز نہین کرتی۔ وہ تمدن مین ترقی کرتی ہے تو اوس کے تنزل کا آغاز ہوجاتا ہے۔

کوئی مذہب ہمین اس تنزل سے بچنے کے وسائل نہین بتاتا کوئی دین وہ ترقی کے اسباب نہین سکھاتا۔ مگر اسلام مین یہہ خوبی ہے کہ اُن برائیون سے باز رہنے کی ہدایت کرتا ہے جو ادبار۔ ذلت اور مسکنت کے باعث ہین۔ اور ساتھہی اُن اوصاف حسنہ کی تعلیم کرتا ہے جو ترقی کا زینہ ہے۔ کسی مذہبی کتاب مین تنزل و ترقی کے اسباب اسطرح صاف صاف الفاظ مین بیان نہین کیے گئے جسطرح قرآن پاک مین بنی اسرائیل کی نسبت مذکور ہے۔

پ سورۂ بقرہ

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ الخ

اور جب تمنے کہا اے موسیٰؑ ہم ہرگز ایک کھانے پر قناعت نکرینگے پس آپ اپنے پروردگار سے دعا کیجیے ہمارے لیے وہ چیزین نکالے جو زمین اُگاتی ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا کیا تم بہتر چیز کو ادنےٰ چیز سے بدلتے ہو۔ شہر مین اُترو تم نے جو مانگا ہے ملیگا۔

بنی اسرائیل شہری زندگی سے واقف تھے۔ حضرت موسیٰؑ اُنہین مصر سے نکالکر لائے تھے۔ وہ جنگلون مین خانہ بدوشی کا زمانہ بھی بسر کر چکے تھے۔ حضرت موسیٰ پر اُن کی خواہش کا اظہار ہوا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ اُن کا تمدن تقاضہ کرتا ہے کہ شہریت مین ترقی کرین۔

حضرت موسیٰؑ نے بہت سمجھایا مگر وہ نہ سمجھے۔ آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ شہری زندگی مین ترقی کرنے لگے مگر فی الحقیقت وہ تنزل کر رہے تھے۔ اگر وہ حد سے تجاوز نہ کرتے اور تمدن کے ساتھہ اعتدال کو قایم رکھتے تو اُن سے حرکات بیجا سرزد نہوتین۔

مثیل موسیٰؑ کے لیے ضرور تھا کہ اپنی امت کو بنی اسرائیل کی مثال بیان کرکے اُن خرابیون کو ظاہر فرمائے جو ذلت و مسکنت کا موجب اور غضب خدا کا نتیجہ ہین دوسرے

الفاظ مین جو اعتدال سے تجاوز کرنا ہے۔
کلام پاک مین جہان اعتدال کی خوبی بیان کیگئی ہے ساتھہ ہی تجاوز کرنے اور برائیون کا اظہار ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

لوگو زمین مین جو چیز حلال طیب ہے اُس مین سے (جو چاہو بے تامل) کھاؤ۔ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہین بدی اور بیحیائی ہی (کے کام کرنے) کو کہیگا۔ اور یہہ (چاہیگا) کہ (اپنی طرف سے) بے سمجھے بوجھے خدا پر بہتان باندھو۔

"اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ"

اس مین شک نہین جو لوگ (دل کے) سوجہہ رکھتے ہین اون کے لیے اس (واقعہ) مین عبرت ہے۔ لوگون کو مرغوب چیزون یعنی عورتون اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیرون اور عمدہ عمدہ گھوڑون و مویشیون و کھیتی کے ساتھہ دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے حالانکہ یہہ دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) فائدے ہین۔ اور اچھا ٹھکانہ تو اُسی (اللہ) کے ہان ہے۔ (اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ مین تمکو ان سے بہتر چیز بتاؤن۔

قرآن مجید مین مذکورۂ بالا آیات کے علاوہ بہت سی آیتین گذشتہ زمانہ کے

اقوام کی تمدنی ترقی اور نمود و شان و شوکت و اُن کے تنزل و بربادی کے اسباب بین بیان کی گئی ہین۔

احکام الٰہی سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کی ممانعت نہین کی۔ رزق حلال وطیب کی اجازت ہے۔ گر خواہشات نفسانی کے پیچھے جانیکی ممانعت ہے ہماری خواہشین تو یہی ہین کہ خوشحال عورتون کا ہجوم۔ اولاد۔ روپیہ پیسہ۔ مویشی صرف ظاہری نمود کے لیے ہون اور زراعت ہی ہو۔ یہی تمدن کے اسباب ہین

مسلمان جب حد اعتدال سے گزر کر عیش و عشرت کیطرف مائل۔ اور ظاہری آرایش و نمایش بے سود۔ نمود کی جانب راغب ہو گئے اور اُس سادہ تمدن کو بھول گئے جو انہین سکھایا گیا تہا۔ اور جسکی وجہ سے اُنہین غلبہ حاصل ہوا تہا تو اُن کو ذلت و مسکنت مین مبتلا ہونا ہی ضرور تہا اور وہی انجام ہوا جو مسرفین کا ہوا کرتا ہے۔

حالانکہ اُن سے پیشتر مُسرف و جادۂ اعتدال سے تجاوز کرنے والی قومون کو اللہ تعالےٰ نے حد سے بڑہجانے کے باعث فنا کر دیا تہا۔ باوجود اسکے اہل اللہ اِن کو قومون کی تباہی کا حال سُنا سُنا کر ڈراتے اور سمجھاتے رہے کہ اصراف سے باز آؤ۔ دیکھو رومیون کا کیا حال ہوا۔ ایرانیون پر کیا تباہی آئی۔

پہر اللہ تعالیٰ نے تمہین اُن پر مسلط کر کے خلیفہ بنایا تاکہ تم دنیا کو عدل و انصاف سے بہر دو اور گذشتہ قومون کی تباہی سے عبرت پکڑو۔

الہامی کتاب مین ہدایت ہے کہ سونے چاندی کا بطور زیورات کے استعمال ترک کرو۔ بے فائدہ روپیہ جمع نہ کرو۔ اگر روپیہ جمع ہو تو قومی کام مین لگاؤ۔ ایسا لباس جو ظاہری آرائش سے ہے ناپسند کرو۔ اسراف سے باز آؤ۔ اگر ایثار نہین کر سکتے تو خیرات مین حصہ لیا جاوے۔ اور یہ بہی نہ ہو سکے

تو زکوٰۃ تو فرض ہے مگر یہ تمدنی اسراف وہ عدوی جانی ہے جس کی موجودگی
مین نہ کسی قوی دشمن کی ضرورت۔ نہ زبردست مخالف کی حاجت۔ تنہا
حد اعتدال سے بڑہا ہوا تمدن بربادی کے لیے کافی ہے۔ جسکو یہہ چہو گیا
وہ عمر بہر نہ پنپا۔
تاریخ افغانستان اس امر کا فیصلہ بین کر دینے والی ہے کہ وہ ولایت
جہان اور خرابیون سے مبرا ہے۔ مرض اسراف سے بہی اِسی
طور پر وہان کی رعایا۔ و سلاطین پاک ہین یہہ برأت
خواہ ملک کی مالی تمدن کا نتیجہ یا وہان کے باشندون کی روشن
خیالی یا صحیح دماغی کا سبب یا اسلامی خوبیون کی برکت ہو۔
ضیاء الملت والدین مرحوم فیشن کے مخالف تہے پرنس نصر اللہ خان
واعتماد الدولہ۔ سردار عبد القدوس خان امیر مرحوم کے قدم
بقدم ہین۔
اعلیحضرت ہز مجسٹی امیر افغانستان جیسے روشن دماغ۔ باخبر
اور وقت و مرتبہ شناس کے روبرو سلطان عبد العزیز خان
شہنشاہ ترکی کی معزولی کے اسباب وحکومت و جان کا جانا۔
شاہ ناصر الدین قاچار کے دل مین نئے تمدن کی اُمنگون کا آنا۔ اور
خزانہ کا خالی کر دینا۔ شاہ مظفر الدین قاچار کا دولت ملک کہو کر
قرضدار بن جانا*
عبرت کے لیے یہ حال کی مثالین پیش کرنا۔ خالی از سوء ادبی نہین ہے۔
تمام دنیا کی سیاستی و تمدنی خرابیون کا استقرا اگر
کیا جاوے تو بڑا حصہ ہر شخص کی پریشانی کا اُس کے اسراف کے سبب

سے پایا جائیگا۔ ایشیا کا تجربہ کار اور فلاسفر اس مضمون کو چھ سو برس پہلے کیا خوب فرمایا گیا ہے۔ ؎

براحوال آنکس بباید گریست
کہ دخلش بود نوزدہ چرخ بیست
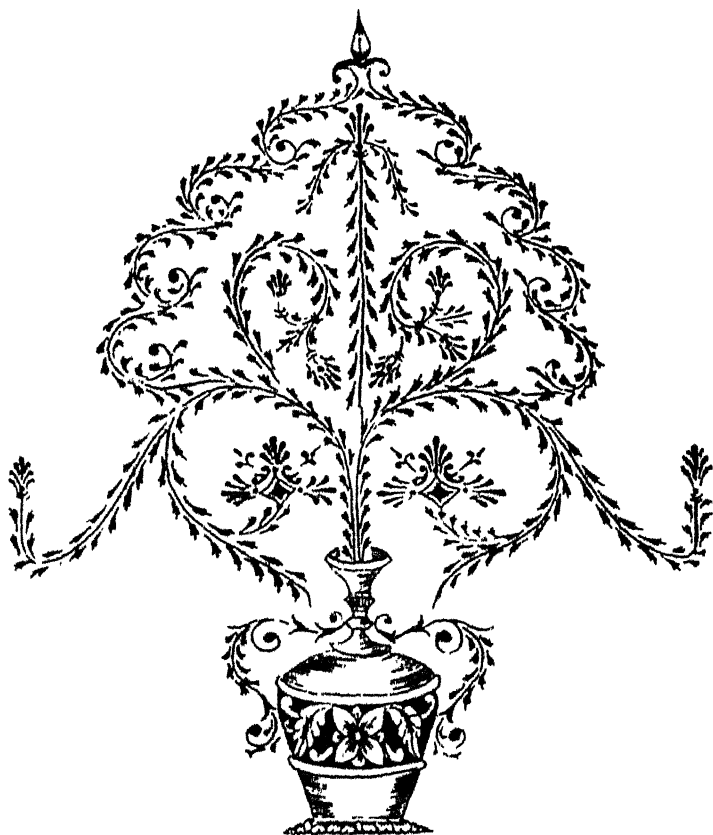
تصویر سخن ہمیشہ نیم رخ رہتی ہے۔ اگر محض مہمان کے حالات پر اکتفا کیا جاوے اور میزبان یا قایم مقام منتظم میزبان کا حال فروگذاشت کر دیا جاوے۔ تقاضائے تکمیل بیان ہے کہ ہم مختصر حالات اپنے معزز میزبان لارڈ منٹو وایسرائے کشور ہند زیب قلم کرین یہ نامور وایسراے کریم ابن کریم ہے۔ برخلاف اُن کامیاب وایسرایون کے جن کو حُسن کارگذاری یا محض حُسن اتفاق نے اس مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچایا۔ اسلیے ضرور ہے کہ ان جیسے دو قسم کے حکمرانون مین گو اصول سلطنت ایک ہون مگر طریقہ عمل مین فرق ہوگا۔

لارڈ کرزن باوجود تمام قابلیتون اور کامیابیون کے اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان کی شرف مہمانداری سے محروم و مایوس رہے۔ لارڈ منٹو کے اخلاق شاہانہ کا یہہ آسان نتیجہ تھا۔ اور کیون نہ ہو۔ اقتدار ان کا ترکۂ خاندانی ہے ان کے جد امجد سنہ ۱۸۰۷ء مین گورنر جنرل ہند تھے۔ اور سنہ ۱۹۰۷ء مین ٹھیک ایک صدی کے بعد اب وایسرائے حال اُسی منصب و مسند پر متمکن ہین جو اس امر کی دلیل واضح ہے کہ فضل و عظمت اس خاندان مین کوئی امر اتفاقی نہین بلکہ ایک عنصر کیطرح ہر ایک ممبر خاندان مین سرایت کیے ہوئے اور مسلسل بات ہے۔

یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ مسند حکومت اُن کی آبائی اور اجدادی عظمتون سے صد گونہ فیضیاب ہے جس آسانی اور فراخ حوصلگی سے رسوم مہمانداری ادا کی گئین اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراسم شاہانہ سے کسقدر وقوف ہے۔ اعلیحضرت کے دلپر جو اثر اس کشادہ دلی اور خلوص اخلاق اور مہمانداری کا ہوا وہ اُس وداعی تقریر سے

ثابت ہوتا ہے جو ہز مجسٹی نے جمرود پر کی تھی جسکا لب لباب یہہ ہے کہ اگر
مین مہمان بنکر ہندمین نہ آتا تو مجھے اس خلوص اور یکجہتی گورنمنٹ برٹش کا صحیح اندازہ
ہونا محال تہا۔ یہ ایک اعجاز قانون میزبانی ہے۔ گو عوام نہ سمجھین مگر استحکام کا یہ
بنیادی پتھر ہے۔

سرحد کے قلعون کے سلسلے۔ لشکرون کے ہجوم اور معاہدون کے شرائط
ہرگز یہ استحکام پیدا نہ کرسکتے تھے جو لارڈ منٹو کے اس اخلاق مہمانداری نے پیدا کیے

ہندوستان کے مسلمانون پر جو بہترین معنوی اثر ایسے حسن مراسم سے پڑا ہی
وہ ایسی چیز نہین جو کسی بیان مین آسکے۔ صرف مسلمانون کے دل جانتے ہین
اور مسلمان ہی اُس کو پہچانتے ہین۔

اگر ہمارے مضمون کی حد سے باہر نہ ہوتا۔ یا۔ ہمکو حدود پالٹیکس مین مداخلت بیجا کا
احتمال نہ ہوتا تو ہم ضرور اُس محفوظ و مستحکم پالیسی کی بہی تشریح بیان کرتے
جس کی وجہہ سے قابل وایسرائے حال نے قرنون کی کجرو رفتار ترقی کے
بُرے اثرون کو حد خاص سے آگے بڑہنے نہ دیا۔ اور اپنے وقار۔ رائے
اور جذبون کے عزم سے ترازوئے سلطنت مین پلہ جات متقابل
کو اعتدال سے ہٹنے نہ دیا۔

ہز اکسلینسی مین وقار خاندانی کے ساتھہ علم و فضل۔ متانت و تہذیب
اخلاق و تدبیر کے جوہر موجود ہین۔

وہ مختلف جنگون مین شریک ہوے اور ولایت کے مختلف رسالون مین علمی
مضامین اُن کے قلم سے نکلے وہ اہل قلم بہی ہین اور اہل سیف بہی۔ ہز مجسٹی شاہ
افغانستان سے محترم مہمان کا لارڈ منٹو سا معزز میزبان ہونا چاہیے تہا۔ ہم ہز اکسلینسی
لارڈ منٹو کے علم و فضل کے معترف اُن کے احسانون کے مشکور ہین۔

نقشہ ملک افغانستان

سرداران ہمراہی
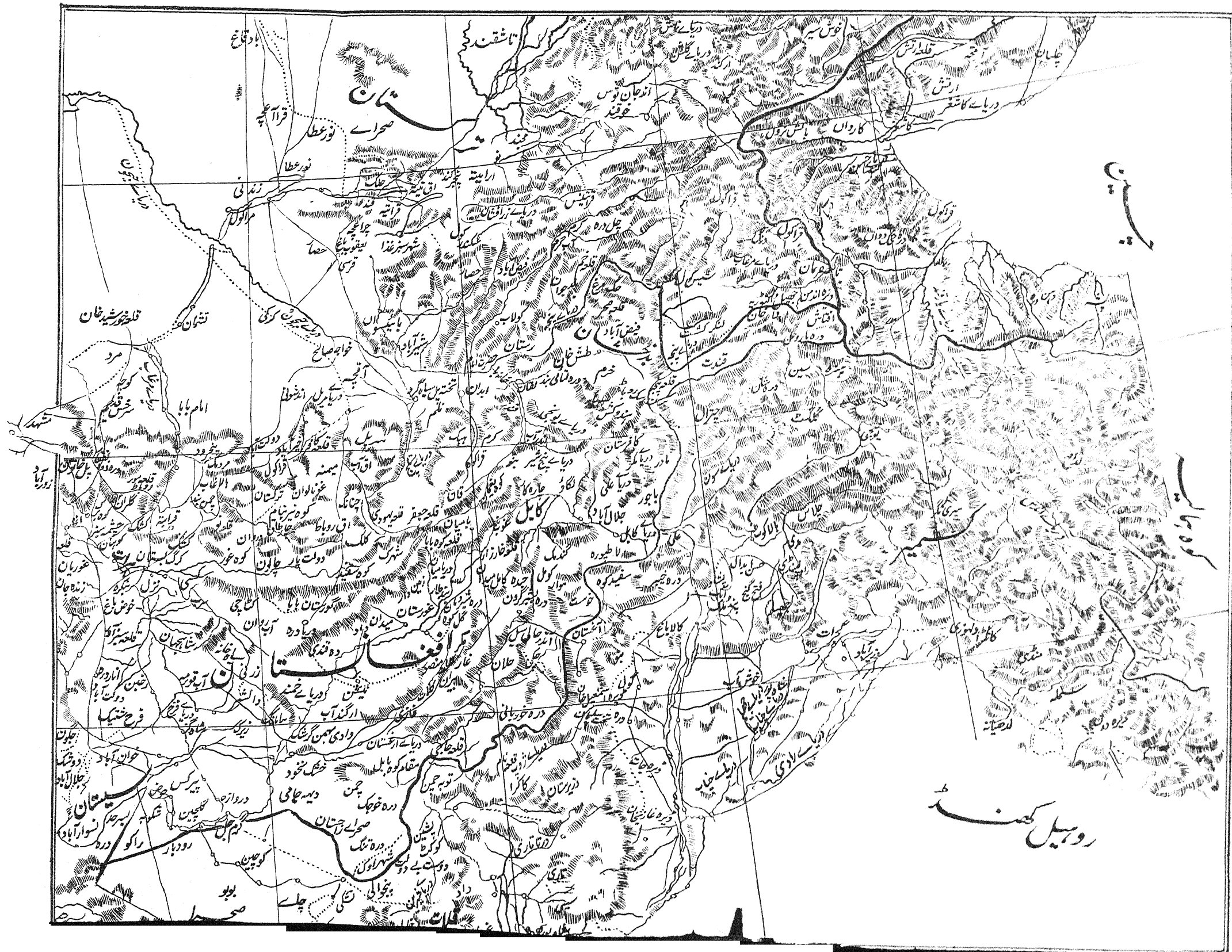
اعلیٰحضرت ہزمجسٹی کے ہمرکاب اکیس ۲۱ سو آدمیون کی خبر تہی اور اسی تعداد کے لحاظ سے انتظامات کیے گئے تہے۔ لیکن گیارہ ۱۱ سو آدمی آئے۔ جنمین پندرہ اعلیٰ سردار۔ چالیس سرداران و افسر درجہ دوم۔ اسی جوانان معتمد باڈی گارڈ۔ باقی فوج و شاگرد پیشہ اشخاص ستہے۔ ہم سرداران اعلیٰ وذی مراتب کا حال لکھتے ہین۔

سردار یوسف خان ۱
سردار آصف خان ۲

یہہ دونون بزرگوار حقیقی بہائی مصاحب خاص و مقرب اعلیٰحضرت کے ہین آپ کے پدر عالی مرتبہ سردار یحییٰ خان خلف سردار سلطان محمد خان طلائی[1] برادر امیر دوست محمد خان تہے۔ سردار یحییٰ خان مدت تک ہندوستان مین بمقام ڈیرہ دون گورنمنٹ انگریزی کے وظیفہ خوار رہے۔ جب وہ ہندوستان آئے تو گورنمنٹ ہند نے اُن کو احترام سے لیا۔ اور سولہ ۱۶۰۰ سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر فرمایا۔ یہہ دونون سردار بہی اپنے پدر عالیقدر کے ساتہ تہے۔

سردار آصف خان بعہد امیر یعقوب خان گورنر لغمان تہے۔ ان کی حقیقی ہمشیرہ امیر یعقوب خان کی خاتون ہین۔ سردار یوسف خان ہزمجسٹی امیر کے خسر ہین ضیاء الملۃ والدین امیر مرحوم نے سردار یحییٰ خان کو بڑی محبت و آرزو سے بلایا اور اُس اعزاز سے جو گورنمنٹ انگریزی مین تہا بڑہکر اعزاز فرمایا۔ علی آباد مین جو کابل سے تین میل فاصلہ پر ہے ایک نفیس عالی شان کوٹہی رہنے کو عنایت کی۔

اب ہزمجسٹی امیر بہی ان اپنے عزیز مصاحبون کی بدرجہ غایت عزت فرماتے ہین چونکہ

[1] افغانستان اُمین سے ظرف العصر [illegible] کابل مین وہ بہ لقب طلائی مشہور ہے۔ اس کا سبب یہہ تہا کہ وہ اپنا لباس اور اپنے گہوڑے کا تمام ساز و سامان طلائی رکہتے تہے ۱۲

یہہ شورائے دولت ہین اس لحاظ سے خاص کابل مین جرنیل غلام حیدرخان چرخی
سپہ سالار مرحوم کا عالیشان مکان ایک لاکہہ روپیہ کو خرید فرماکر انہین عنایت کیا گیا
ہے۔ علاوہ تنخواہون کے ہمیشہ عطیہ وہدایۂ شاہی سے یہ سرفراز کیے جاتے ہین۔
بمبئی مین بہی ایک رقم معقول مرحمت کی تہی۔
انصاف یہہ ہے کہ ان دونون سرداروں کی جو کچہہ عظمت وعزت کیجاوے۔ وہ
اسکے مستحق بہی ہین۔ نہایت سنجیدہ۔ متین۔ ستودہ خصال صاحب اخلاق انسان ہین

سردار سلیمان خان | یہہ شاہ غاسی نظامی یعنی ملٹری سکرٹری سردار آصف خان کے
فرزند رشید ہین حلیم۔ خوش خلق۔ قابل شخص ہین۔ عموماً اہل افغانستان کو انسے
خوش پایا۔ یہ بہی اعلیحضرات کے ہمیشہ مورد لطف وعنایت رہتے ہین۔ ان کے
نائب محمد عزیز خان آپ کے بہائی ہین۔ جنمین اُن کی خاندانی خوبیان سب پائی جاتی

سردار محمد نادر خان | بریگیڈ حضوری۔ سردار یوسف خان کے فرزند دلبند ہین۔ آٹہہ ہزار
سالانہ تنخواہ پاتے ہین۔ ہز مجسٹی امیر کو ان سے خاص محبت ہے۔ سپاہ ان سے بجید رضامند
ہی انکا برتاؤ فوج کیساتہہ برادرانہ ہے۔ سپاہ مین ہر دلعزیزی کے وجوہ ان کی ذاتی۔
اوصاف ہین۔

علی احمد جان | شاہ غاسی ملکی۔ یعنی سکرٹری مال۔ سردار خوشدل خان مخاطب بہ لوی ناب
کے صاحبزادہ ہین۔ آدمی قابل انگریزی دان ہین۔ ان کی پہوپی اعلیحضرت کی خاتونون
مین بڑے پایہ کی بی بی ہین۔ سراج الخواتین جنکا لقب ہے۔ ان کے نائب محمد عالم خان
سردارزادہ نہایت لایق وسمجہدار آدمی ہین

سردار فتح محمد خان | امین العسس۔ یعنی کمشنر پولیس ہین یہہ سردار محمد زکریا خان بہائی

سردار محمد یحییٰ خان کے خلف رشید ہین۔ آدمی مستعد منتظم۔ باخبر ہین۔ انتظام پولیس ان کی وجہ سے عمدہ حالت مین ہے عام طور پر لوگ ان کے ثناخوان ہین۔

محمد[۸] رفیق خان | امین المقابلہ کی خدمت پر مامور ہین۔ مدت تک ہندوستان مین اپنے نانا سردار ولی محمد خان کے ساتھہ بمقام امرت سر رہے۔ خان قلات میر خداداد خان جواب گورنمنٹ کی زیر حفاظت ہین ان کے بہنوئی ہین۔ اہل کابل کو ان کا مداح نہ پایا۔ ہمنے جہان تک دیکھا آدمی ذہین۔ خوشمزاج قابل معلوم ہوئے

---

[۹] کرنیل ڈاکٹر غلام نبی خان | یہہ بزرگوار پنجاب کے رئیس ہین۔ عرصہ سے اعلیحضرت ہز مجسٹی کے مشیر طبی ہونے کی ان کو عزت حاصل ہے۔ ہز مجسٹی آپ کا اعزاز فرماتے ہین لاہور کے جلسہ مین بہی خود دولت نے انہین پائین دیکہکر اپنے قریب بالا بلایا جس سے حاضرین نے ان کو بہت وقعت کی نگاہ سے دیکہا۔ آدمی ملنسار و معقول ہین۔

منشی[۱۰] عظیم اللہ خان ترجمان یعنی انٹرپریٹر۔ آدمی قابل اور اپنے کام مین عمدہ مہارت رکھتے ہین۔

محمد[۱۱] زمان خان۔ خازن کتب ذی فہم شخص ہین۔

سردار زادہ شاہ[۱۲] محمود خان و شاہ ولی[۱۳] خان و شاہ دل[۱۴] خان و احمد[۱۵] شاہ خان۔ سردار[۱۶] زادہ محمد ہاشم خان خلف سردار یوسف خان۔ سردار زادی افسران باڈیگارڈ مقربان اعلیحضرت سے ہین۔ سب کے سب گو نوعمر ہین مگر مہذب۔ اپنے خاندانی اوصاف سے متصف ہین اور اردو نہایت صاف و فصیح بولتے ہین۔

سر[۱۷] دش یعنی باڈی گارڈ۔ اسمین خوانین زادے مقرر کیے جاتے ہین۔

غلام بچہ گان۔ ان کی دو تفریق ہین۔ ایک غلام بچہ گان حضوری۔ یہہ سب خوانین زادے۔ تعلیم و تربیت یافتہ مزاج شناس اعلیحضرت کے ہین۔

دوسرے غلام بچہ گان ہمرکابی۔ یہ سب نوجوان جدید الاسلام ہین جو ملک مفتوحہ سے لائے گئے۔ اعلیحضرت ہز مجسٹی نے اپنے عہد سلطنت مین ان کا رسالہ ترتیب دیا ہے۔ یہ لوگ پابند ارکان مذہب خوش عقیدہ خوش اخلاق مسلمان ہین۔

غرضکہ ہمراہیون مین کیا مصاحبین کیا مقربین۔ کیا افسران۔ کیا سپاہ نہایت نیک طینت نیک کردار منکسر المزاج ایسے خوش عقیدہ ہین جن پر مسلمانون کو فخر کرنا چاہیئے۔ بشیتر مقام پر فوج کو کہانا ناوقت ملا۔ سردارون کو خلاف وقت و بدیر بہیجا گیا مگر نہ وہ حرف شکوہ زبان پر لائے اور نہ اپنی ایذا و نارضامندی کا اظہار فرمایا۔ اگر وہ ایسا کرتے تو اُن کی حق بجانب تہا۔ مگر نہین۔ اُنھون نے اپنے شریفانہ اخلاق کا پورا ثبوت دیا۔ یہہ اُنہین کی نیکیون کا نتیجہ تہا کہ منتظمین مہمانداری ہر شکایت سے محفوظ رہے۔ ورنہ مہمانون و نیز برٹش افسران کے لیے شکایتون کے پہلو خارج از بیان تہے۔

ہز ایکسیلنسی سردار محمد اسمٰعیل خان سفیر دولت خداداد افغانستان

یہہ سردار امیر دوست محمد خان کے بھتیجے سردار سلطان محمد خان کے خلف الرشید اعتماد الدولہ سردار عبد القدوس خان موجودہ پریم منسٹر کابل کے بھائی ہین۔

اول مرتبہ ۱۸۸۰ء مین ہندوستان آئے۔ چودہ برس تک رہے۔ ۱۸۹۴ء مین کابل واپس گئے۔ پانچ برس تک ضیاء الملّت والدّین امیر مغفور کی حضوری کا شرف حاصل رہا۔

اگست ۱۹۰۰ء مین امیر مرحوم و مغفور نے عہدۂ سفارت ہندوستان پر ممتاز کیا تقرری کے وقت فرمایا کہ ہمنے سفارت ہند کے لیے اُس سردار کو منتخب کیا ہے جو اس ذمّہ وارانہ عہدۂ جلیلہ کے لیے ہر طرح موزون ہے۔

کارنامے امیر مرحوم ممدوح نے جن مصلحتون کو مدّنظر رکھکر خدمت سفارت تفویض فرمائی تھی اُس کے وہ اہل ثابت ہوئے۔

سرداران و قبائل فراری و منحرف کو مطیع و منقاد بنا کر تخت کابل کو اطمینان و تقویت دینا ان کی خدمات مین وقیع خدمت ہے۔ سردار یحییٰ خان اور ان کے صاحبزادگان سردار آصف خان و سردار یوسف خان۔ اور سردار محمد عظیم خان ولد امیر دوست محمد خان و سردار محمد امان خان نواسۂ امیر دوست محمد خان۔ و سردار احمد خان ولد سردار سلطان محمّد خان۔ و شاہ غاسی محمد اکبر خان ولد شاہ غاسی عطاء اللہ خان ولوی ناب سردار خوشدل خان۔ و سید محمود بادشاہ مع جمعیت کلان۔ و میر بچّہ خان کوہستانی جو ۱۸۸۰ء مین لارڈ رابرٹس سے برسرپیکار و جہانداد خان احمد زئی جو بعد وفات ضیاء الملت والدین مغفور مرتکب بغاوت ہوئے ان کی جمعیت سات ہزار افغانون کی تھی۔ یہہ سب رضامند و فرمانبردار بنا کر کابل روانہ کیے گئے وقت وفات امیر عبد الرحمان خان مرحوم پشاور مین بکثرت با اثر فراریان

کابل مقیم تھے اُن کی نگرانی خاص طور سے کرائی۔
ان خدمات کے صلہ مین نشان (تمغہ) صداقت اعلیحضرت سراج الملت والدین
نے مرحمت فرمایا۔
حمایت الاسلام لاہور مین چھہ ہزار سالانہ کا عطیہ جسکو اس سیاحت مین ہز مجسٹی
نے المضاعف فرمادیا۔ شہزادہ عنایت اللہ خان کا ہندوستان مین تشریف لانا۔
ہندوستان کی سیاحت شاہ افغانستان اور علی گڈہ مین مہمان بننا۔ ایک رقم کثیر
دوامی ولکیشت عطا فرمانا۔ یہہ انھین کے زمانۂ سفارت کی باوقار یادگارین ہین۔
ان یادگارون کا ان کو محرک یا موید اگر نہ کہا جاوے تو انصاف کا خون کرنا اور واقعات
سے بے خبری کی دلیل ہے۔
وہ مہمان نواز۔ خوش اخلاق۔ بامروت۔ یار و اغیار سے خندہ جبینی و مدارات
سے پیش آنے والے شخص ہین۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء مین جو ڈپوٹیشن معززین اہل اسلام
کا وایسراے کے حضور مین بمقام شملہ پیش ہوا تھا اُسکے تمام ممبران کی دعوت
جس فراخ حوصلگی سے کی گئی وہ اُن کی فیاضانہ مہمان نوازی کا بین ثبوت ہے۔
ان سے پہلے جو جو بزرگوار منصب سفارت ہندوستان مین رہے
اُن مین کسیکو یہہ دعوی نہین ہو سکتا کہ ہند و افغانستان کی سلطنتون مین
ایسا عمدہ اتحاد قایم ہوا جیسا کہ اب ہے۔
جنرل میر احمد خان جو سب سے پہلے سفیر افغانستان کی حیثیت سے یہان آئے
اُنہون نے شملہ مین قضا کی اور سرہند مین دفن ہوئے۔ ضیاء الملۃ والدین
اُن کی بیحد عزت کرتے تھے اور اُن مین بہت سی خوبیان تھین۔ مگر جو صحیح دماغ
قدرت سے کرنیل سردار محمد اسمعیل خان کو ملا ہے۔ اُسپر خود بھی جسقدر شکر و ناز کرین
بجا ہے جس خوش اسلوبی سے اتحاد ہر دو سلطنتون کے یہہ باعث ہوئے وہ

ان کا خاص حصہ ہے۔

اکثر مقدس بزرگواران کی آزاد حالت و بے تکلفانہ رنگ سے نارضامند ہین۔ اُن کے زندہ دل۔ رنگین مزاج۔ خوش مذاق طبیعت دار ہونیکا ہمکو بھی اعتراف ہے۔ انسان کی ریائی حالت سے یہہ رنگ بدرجہا بہتر ہوا کرتا ہے۔ اس سے کسی کو دہوکہ نہین ہوتا۔ ہم بھی پبلک کے سامنے فرشتہ کی شان یا مجتہد کی حیثیت سے اُن کو پیش کرنا نہین چاہتے۔ وہ انسان ہین اور بہ حیثیت انسان اُن پر اس قسم کے اعتراض ہونے آسان ہین۔ مگر اُن کے خوش عقیدہ مسلمان ہونے مین کسیطرح ہمکو شک نہین ؎

لب پر صنم ہے دلمین خدا ہے	وضع صفی نہ پوچھو اک رند پارسا ہے

وہ با اقبال۔ صاحب تدبیر۔ خوش نصیب ہین۔ مگر اپنے احباب کی طرف سے خوش قسمت نہین۔ اور تعجب یہہ ہے کہ جسقدر زیادہ جس شخص سے اُنکا واسطہ خصوصیت ہوتا ہے اُتنا ہی زیادہ اُس سے وہ مایوس ہوتے ہین۔ اس موقع پر بھی اُن کو خاص احباب سے شکایت کا پہلو ہاتھ آیا اور اُن کے احباب مین سے کسی نے خبر اُڑائی کہ ہز مجسٹی امیر اپنے سفیر سے نارضامند ہین۔ کسی نے مشہور کیا کہ وہ اس عہدہ پر اب قایم نہین رہ سکتے کسی نے شہرت دی کہ جوابدہی کے لیے قابل طلب ہونگے۔ غرضکہ بہت سی افواہین اُڑائین۔ مگر ۳۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو بمقام لاہور ہز مجسٹی امیر نے اپنے سفیر سے برٹش افسران کی موجودگی مین فرمایا۔

"لوگون نے یہہ خبر غلط مشہور کی ہے کہ مابدولت آپ سے ناخوش ہین۔ آپ کو معلوم ہے کہ کون اس کا باعث ہے"

سفیر نے گزارش کیا کہ جب اپنے ملازم پر نظر عنایت بادشاہ ہوتی ہے اُس کے ہزارون حاسد ہوجاتے ہین۔ مین کس کا نام عرض کرون۔"

البتہ ہمنے یہہ ضرور سُنا کہ سفیر صاحب براے چندے یادوامی اپنی خدمات

سے سبکدوشی چاہتے تھے۔ مگر اعلیحضرت ہز مجسٹی نے اُسوقت اُن کی استدعا کو نامنظور فرمایا۔ اسپر اُنھون نے کوئی عرضداشت مصاحبان اعلیحضرت کے سپرد کی جسکے مضمون و نتیجہ سے اب تک ہم لاعلم ہین۔

اُن کے احباب مین صرف ایک حکیم حافظ محمد اجمل خان رئیس دہلی سچے خیر اندیش ہین۔ مگر حکیم صاحب فطرتاً اس قسم کے انسان ہین جو اپنے مخالفون کے بھی بدخواہ نہین ہوتے۔

سفیر صاحب مین بھی یہہ خاص صفت ہے کہ وہ تمام اپنے احباب سے یکسان برتاؤ فرماتے ہین۔
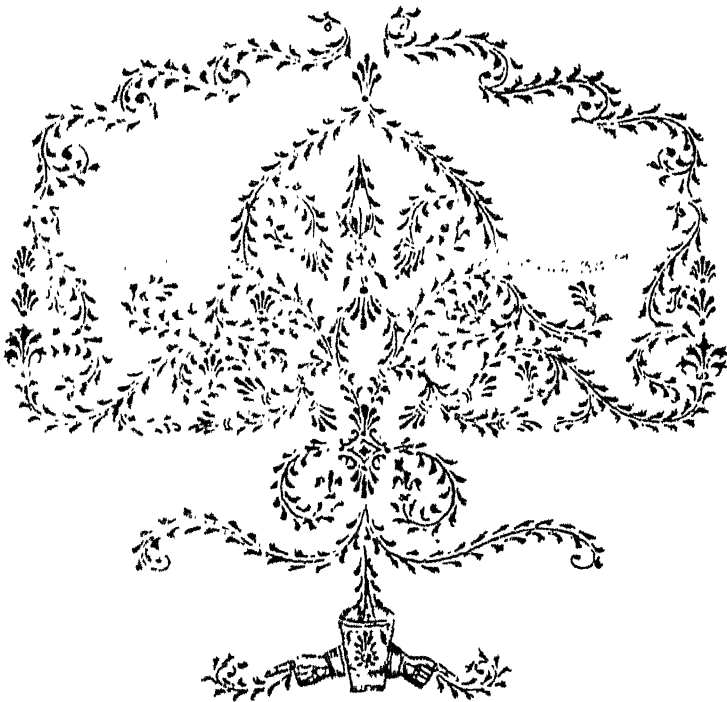
معمولی طور پر کمیٹی مہمانداران ایسی چیز نہین جس کو ضروری جزو کتاب کیا جاوے۔ اُسکا اثر نہ ملک کے پالیٹکس پر پڑتا ہے۔ نہ سوسائٹی کے متعلقات سے سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر اس خاص صورت مین ہم اُس کو ایک نہایت ضروری امر سمجھتے ہین کہ اُس کے ارکان ہین سلطنت کابل و برٹش انڈیا کے ملازم و افسران مقررہ اور چند اُن ہندوستانیون کا تعلق ہے جو ملازمت سے الگ ہین۔

ایسے مجموعہ مختلف القابلیت کی خدمات پر نظر ڈالنا اور مصالح ترکیبی سے بحث کرنا قرین مصلحت سمجھا۔ اور یہہ دکہلانا مناسب معلوم ہوا کہ کسی مجموعہ کی ناموزون ترکیب مقاصد اصلیہ کو کسطرح نقصان پہونچاتی ہے۔ اور خاص نامناسب طریقہ کے اثر کسطرح منجر بہ نتائج عام ہو جاتے ہین۔ جس سے ایک قوم یا ملک کے باشندون کی نیکنامی و بدنامی پر اثر پڑتا ہے۔ اور سب سے زیادہ یہہ دکہلانا مقصود ہے کہ قدرتی اخلاقی بڑہائی کس طرح سے ہجوم کشاکش مین آخر کار ممیز دادفق ہوتی ہے۔

اس کمیٹی مین تین قسم کے ارکان تھے۔ ایک یورپین ملازمان برٹش گورنمنٹ دوسرے سفیر افغانستان۔ تیسرے ہندوستانی جنمین قریب قریب سب اہل پنجاب تھے۔

انگلش پارٹی یورپین جماعت مین سر ہنری میکموہن چیف کمشنر بلوچستان۔ مسٹر ڈابس ڈپٹی فارن سکرٹری۔ ڈاکٹر میجر برڈ۔ میجر ڈیوک۔ میجر بروک کپٹن ریمزی

کیپٹن ڈرمینڈ تھے۔ ان مین ہر ایک افسر اپنے فرائض و ذمہ داری سے آگاہ۔ خدمات مفوضہ کی بجا آوری مین مجسم اہل اور قابلیت مہمان نوازی کی بنا پر انتخاب تھا۔

سر ہنری میکموہن بلحاظ حکمران صوبہ سرحدی مہمانون کی طرز معاشرت سے باخبر۔ پشتو و فارسی کے زباندان۔ فطرتی و ذاتی قابلیت کے اعتبار سے مستثین۔ دوراندیش۔ مستعد۔ جفاکش۔ جن کی باتون مین نرمی اخلاق مین خلداداد تہذیب ہے۔ انتظام مہمانداری مین جس اعلیٰ مرتبہ پر وہ تھے اُسی لحاظ سے اپنے فرائض کے بجالانے مین اُنھین انہماک تھا۔

مسٹر ڈابس۔ بربنا شرکت ڈین مشین اہل افغانستان کے اخلاق سے واقف اور فارسی کے ماہر۔ رموز تہذیب سے آشنا۔ نہایت سنجیدہ۔ جفاکشی و باخبری مین شاید ہی کسی کو ان کی ہمسری کا دعویٰ ہو۔

میجر برڈ۔ ان کو شاہ افغانستان کے معالج ہونے کا شرف حاصل ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ہز مجسٹی امیر کے علاج کیغرض سے آپ افغانستان بھیجے گئے تھے۔ ان کے حسن خلق۔ خوش مزاجی۔ اور قابلیت کا وہ شخص صحیح اندازہ کرسکتا ہے جو ان سے ایک دفعہ بھی مل لیا ہو۔

میجر ڈیوک۔ میجر بروک۔ کیپٹن رمیزی۔ کیپٹن ڈرمینڈ۔ ان مین ایک سے ایک بہتر عادات و اطوار مین شریف الخصال۔ خوبی انتظام و حُسن مہمانداری مین اپنی آپ مثال ہے۔

حق یہہ ہے کہ خداوند عالم جس زمانہ مین جس قوم کو زمین کا وارث بناتا ہے اور جس کے ہاتھہ مین عنان سلطنت دیتا ہے اُس قوم کے اطوار۔ افعال اور اقوال معاملات اخلاق بحیثیت مجموعی عام طبقون مین برتر و ممیّز ہوجایا کرتے ہین۔

یورپین حکام نے ابتداے سفر سے تا اختتام سفر ہز مجسٹی امیر کے راحت و آرام پہونچانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ذرا ذراسی بات کا خیال رکھا۔ جس امر مین اعلیحضرت امیر کی ناپسندیدگی کا شبہ گذرا۔ اُسی نہو نے دیا جس چیز کی ضرورت محسوس ہوئی وہی حاضر جس شئے کی حاجت پیش آتی معلوم ہوئی وہ طلب سے پہلے موجود۔ اپنی تمام آسایشین فراموش۔ رات دن اسی دُھن مین رہے کہ کوئی پہلو ناخوشی یا بے لطفی کا نہ نکل آئے۔ شبانہ روز کی راحتین قربان کردین۔ مگر ہز مجسٹی امیر کی طبیعت پر گرانی نہ آنے دی۔ باتین کین وہ جس سے فرحت ہو۔ سامان بہم پہونچائے تو ایسے جن سے راحت ملے پورا پورا اتباع صاحبان موصوف الصدر کا تمام مقامی برٹش افسران نے بہی کیا۔

انگلش پارٹی عموماً اور سر ہنری میکموہن و مسٹر ڈابس خصوصاً مراسم مہمانداری بجالانے۔ فرائض مدارات ادا کرنے کے صلہ مین بیحد مستحق تحسین و آفرین ہین وہ ہر موقع پر ایک رفیق مزاجدان و مصاحب دلسوز کیطرح ساتھہ رہے جس خوبی و خوبصورتی سے اُنہون نے یہہ ڈیوٹی انجام دی وہ خارج از توصیف ہے۔

بعد مراجعت ہز مجسٹی امیر کے بمقام پشاور ۷ مارچ ۱۹۰۷ء کو سر ہنری میکموہن نے فرمایا کہ مجھے تمام زمانہ سیاحت مین صرف ۵ گھنٹے دن رات مین ملتے تھے۔ جن مین کچھہ آرام کرسکتا تہا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جب حضور وایسرائے نے سفر بعافیت ختم ہونے و صحت و تندرستی کی دعا پر اظہار مسرت کا آخر تار ہز مجسٹی امیر کو دیا تو اُس کے جواب مین اعلیحضرت شاہ افغانستان شکریہ کے ساتھہ اس اظہار پر مجبور ہوئے کہ یور اکسیلنسی نے سر ہنری میکموہن ایسے لایق افسر کو میرا مہماندار مقرر کیا اور سر ہنری نے جو انتظام کیا اور مدد دی اُس سے مین غایت درجہ خوشنود ہوا۔

اس سے زیادہ ہمارے بیان کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہین۔

دوم کرنیل سردار محمد اسمٰعیل خان سفیر دولت خداداد افغانستان نگران کمیٹی تھے جن کی خدمات وحالات کسیقدر صراحت سے جداگانہ بیان ہوچکے ہین بیان اعادہ کی ضرورت نہین۔

ہندوستانی جماعت | تیسرے ہندوستانی۔ اس طبقہ کی ترکیب یون تھی +

فقیر سید افتخار الدین صاحب ممبر ٹال ٹونک۔ سید مراتب علی شاہ داماد فقیر صاحب موصوف سید مراتب علی شاہ ہموطن فقیر صاحب - غلام جیلانی خانصاحب زمیندار منٹگمری مرزا محمد اکبر علیخان[۵] صاحب دہلوی - غلام قادر[۱] صاحب پشاوری ممبران

و مرزا محمد منظور علی خان صاحب سکرٹری

ان کا انتخاب سفیر صاحب کابل کی رائے سے ہوا۔ فقیر سید افتخار الدین اس کمیٹی کے میر مجلس بلحاظ ملازمت گورنمنٹ قرار پائے۔

یورپین جماعت کی حسن خدمات سے جو اچھے نتائج پیدا ہوے وہ ایک امر بدیہی ہے اور ان کی پوری قدر و توصیف برٹش گورنمنٹ یا دولت افغانستان کرسکتی ہے۔

اہل ہند کا اس سلسلۂ نظم مین اندراج پبلک کی نگاہ مین ابتداسی باستثنای مرزا محمد اکبر علی خان[۲] و مرزا محمد منظور علیخان نامناسب سمجھا جاتا تھا (اور تعجب یہہ تھا کہ خطۂ پنجاب جہان ہر قسم کے قابل۔ منتظم باثر ذی وقعت صاحب ثروت احباب

---

۱ غلام قادر کا نام ضرور رہا مگر کام نہین لیا گیا۔

۲ اس سے پہلے مرزا محمد اکبر علی خان صاحب بوقت تشریف آوری شہزادہ عنایت اللہ خان کلکتہ مین خدمت مہمانداری بجا لاچکے تھے مرزا محمد منظور علی خان کچھہ زمانہ تک کابل مین قیام کی عزت لے دربار اعلیٰحضرت کے حضور مین باریابی کا شرف حاصل کرچکے تھے علاوہ ازین خاندانی اعتبار و ذاتی لیاقت و وجاہت کے لحاظ سے بھی وہ درجۂ امتیاز رکھتے ہین۔

بکثرت موجود ہون اور وہان سے ایسا انتخاب) پس جسقدر اچھا یا بُرا وقوع مین آیا
اُسپر استعجاب کا موقع نہین - اسلیے کہ ایسے عظیم الشان موقعون پر جہان اسقدر
عالی اخلاق و تربیت کی ضرورت ہوا ورصرف خطیر ہاتھون مین رہے - ضرور ہے
کہ بے جانچے ہوئے اخلاق قابلیت و مقاصد کے ممبران سے کے ہاتھہ مین وہ نتائج
نہ پیدا کرے جو مہمان یا میزبان کے دل و دماغ مین ہون -

ان ہندوستانی اصحاب کی حالت وہ تھی جسکو حالت محتملہ کہتے ہین - یہہ نہ
اُس مرتبہ پر تھے جن کے اخلاق و قابلیت کی جانچ ہو چکی ہو - نہ اُن مسلّم الثبوت
طبقہ مین سے ہین جن کو شروع سے تربیت کا موقع ملتا ہے - اور اکتساب
دنیا کو جنا دم آبرو سمجھتے ہین - ایسے اشخاص کسی خدمت کو خواہ اچھی طرح ادا
کرین یا برعکس نگر نگاہ خلایق مین ہمیشہ اشتباہ سے دیکھے جاتے ہین اور اُن
کے افعال اگر حد معقول تک محمود نہون تو ہمیشہ طرح طرح کی بدگمانیون اور غلط نتیجون
کا موقع ملتا ہے اُن کی بدنامی اُس قوم اور ملک سے منسوب کیجا سکتی ہے جس
ملک و قوم مین وہ ہون - ہم کسی شہادت تفصیلی کی بنا پر کوئی حتمی رائے نہین
قایم کر سکتے - کہ اُن کی خدمات خاطر خواہ تہین یا نہین -

مگر قیاس و افواہ داعی ہے کہ اغلباً خالی از اعتراض نہ ہون - خاصکر اُن معاملات
مین جن مین منافع ذاتی کا احتمال ہے اگر کوئی صورت اس قسم کی پیش آئی یا آئے
وہ بڑی افسوسناک بات ہے -

اوّلاً اسلیئے کہ اس مجلس کے سرگروہ ایک معزز ملازم سرکار فقیر سید افتخار الدین
تھے جنکا فرض منصبی تھا کہ خود احتیاط سے کام کرتے اور ایسے لوگون کی قابلیت
کا اندازہ کرنے کے بعد سب حالات اپنے یورپین افسران کی اطلاع مین لائے
اور صحیح خبرین پہونچاتے اور ذاتی قرابتون و دوستانہ تعلقون کی پرواہ نہ کرکے

پبلک خدمات کا حق ادا کرتے۔

دوسری بڑی خرابی یہہ ہے کہ مثلاً ایسے موقع پر جہان برٹش گورنمنٹ نے ایسی فراخ حوصلگی سے سامان مہمان داری کیا ہو۔ اور ایسے محترم مہمان کی مہمان داری ہو۔ وہان کیسی شرمناک و تعجب خیز بات ہے۔

اگر کسیکی زبان پر یہہ آئے کہ اُس شخص کے مطالبہ مین انصاف نہین ہوا یا اُس شخص کو معاوضہ اُس کی چیزون کا نہین ملا۔ یا خدمات کے بدل سے وہ محروم رہا۔ یا برٹش گورنمنٹ کا روپیہ جو بعد مناسب اخراجات[۱] کے بچنا چاہیئے تہا نہ بچا کیا بیجا ہے۔

اگر برٹش حکام ایسی شکایتون کے بعد یہہ گمان کرین کہ ایشیائی قابلیت۔ یا دیانت کبہی قابل اعتبار نہین۔ ایسی صورت مین ملک کا خون ان حضرات کی گردن پر قیامت تک رہیگا۔ یا پبلک جو نازک فرقون مین بہت کم امتیاز کرتی ہے۔ یہہ کہہ بیٹہے کہ برٹش گورنمنٹ کے فلان معزز میزبان کی مہمانداری مین جو مطالبات جسطرح ادا ہونا چاہیئن تہے ادا نہین ہوئے۔ ایسے محتمل

---

۱ گورنمنٹ کی فیاضانہ منظور شدہ رقم کے ساڑہے سات لاکہہ روپیہ اکتیس[۲] سو مہمانون کیلیئے تہی مگر مہمان گیارہ سو آئے پہر وہ نقشہ جات و گوشوارے اخراجات جو کمیٹی نے تیار کیئے تہے۔ اور جنپر میان کریم بخش سیٹہہ پشاور نے اعتراض کیا تہا۔

اُن کا مقابلہ گورنمنٹ کی عطیہ رقم سے کیا جاوے۔ اِسکے ساتہہ ہی خود وہ طالبعلم علیگڈہ کالج جنہون نے داناپور مین اہتمام مہمان داری کیا تہا اور اپنے پاس سے کچہہ رقم خرچ کردی ہے۔ ان سے دریافت کیا جاوے کہ اُن کے حق مین کیا انصاف ہوا۔ اُسوقت حقیقت کہلے اور بیجا تعجب ہو۔

اور اُن کی اُس اخلاقی وعقلی عظمت کا نتیجہ تھا جسنے اُن کو فرمانروائے وسیع السلطنت بنایا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

خدا ہندوستان کی قسمت مین ایسے مبارک موقع مہانداری کے پھر لائے اور ہماری یہہ استدعا برٹش گورنمنٹ کے پایۂ قبول تک پہونچائے کہ ایسی کمیٹیون کی ترکیب مین خاص توجہ مبذول رہی مسلم الثبوت خاندان و اعلیٰ طبقہ و مراتب کے ممتاز لوگ جو دل کے سخی ہون انتخاب کیے جائین۔ اگر سب ہندوستانی منتظم ایسی قابلیت کے ہوتے جیسے مرزا محمد منظور علی خان و مرزا محمد مسرور علی خان خلف مرزا محمد اکبر علی خان ہین تو خدمات مہانداری بہت زیادہ فروغ و فراغ سے انجام پاتین۔ آگرہ و کلکتہ کے انتظام اسکے شاہد ہین۔

جن لوگون یا قومون مین آثار ترقی پائے جائین مان لینا چاہیئے کہ اُن کی نیت کا پھل اور راستی معاملہ کا ثمرہ ہے۔ اور جو لوگ بُرائی مین نفع حاصل کرنیکا نام خوش تدبیری رکھین۔ اپنی خطاؤن کو عزیز جانین۔ عیبون کو ہنر سمجھین۔ غلطیون پر فخر کرین گو اُن کو اپنی کامیابی پر ناز ہو۔ مگر اطمینان قلبی نہین ہوتا۔ اُن کا کانشنس خود اُن پر ملامت کرتا ہے۔ پھر یہ خیال سخت معیوب و خطرناک ہے۔ بُرائی۔ یا بدعہدی کی سزا۔ خداوند عالم کے حضور سے بہی جلد یا بدیر ضرور ملتی ہے اور جو بدنما داغ جبین ناموری پر لگ جاتا ہے۔ اُسکو ہفت قلزم بہی نہین دہو سکتی ہے۔ ارشاد رسول کریم ہے کہ تم بندگان خدا کا فرض ادا کرنے مین سچے رہو۔ کیونکہ جس شخص کو لوگون کا کام سپرد کیا جاتا ہے اور وہ اُس فرض کو راستبازی سے ادا نہین کرتا تو خدا اُسپر بہشت حرام کردیتا ہے۔

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ اعلیٰ برٹش منتظم۔ رفیق سفر کو تمام زمانۂ سیاحت مین کسی دن پانچ گھنٹے سے زیادہ آرام کرنیکا وقت نہ مل سکا۔ اب اِدھر کیحالت دیکھیئے

بعد نماز صبح بیدار ہوئے۔ اتفاق کی بات دوسری ہے ورنہ ٹھیک وقت یہی تھا۔ حوائج ضروری سے فارغ ہو کر غسل فرمایا۔ چاء آئی۔ اُسکے ساتھ ہر قسم کی مٹھائیان۔ کیک۔ بسکٹ۔ میوہ جات۔ اب چاء کے بنانے مین چاء کے پینے کو وقت چاہیے۔ پھر کیک وغیرہ کھانے ہین۔ اچھا گھنٹہ سوا گھنٹے صرف ہوا۔ اس کے بعد تبدیل لباس کیا۔ انگریزی فیشن ایبل سوٹ برش کے ساتھ جس کا پہننا ہندوستانی کپڑون کیطرح آسان نہین لباس پہنا۔ ٹائی کالر کو آئینہ مین دیکھا سواری صبح سے تیار کھڑی تھی سوار ہوئے۔ جو راہ مین ملا اُس سے اپنی عدیم الفرصتی کا اعلان۔ تکالیف ومحنت کی منادی کرتے ہوئے یورپین پارٹی مین حاضر ہوئے اِدہر اُدہر کی باتین کین۔ غمگین صورت بنا کر دبے لہجہ مین۔ اپنی حالت۔ سفیر کی کیفیت پر سوز پڑہے۔ تھوڑی سی رقت ہوئی اپنے دل کا بخار نکل گیا۔ دوسرے کا خیال بدل گیا۔ پھر افغان پارٹی مین پہنچے۔ یہان بھی اپنی کم فرصتی اور مشکلات کی شکایت کی۔ ایک بڑے فرض سے نجات پائی۔ اتنے مین بریک فاسٹ کا وقت آیا۔ ہارے تھکے قیامگاہ پر پہنچے۔ کپڑے اُتارے خدا کی رزاقی کے قربان جائیے (ان اللّٰہ یرزق من یّشاء بغیر حساب) جو پشتون کے لئے جسکو چاہتا ہے رزق عطا فرماتا ہے۔ خوان پر خوان آنے شروع ہوئے۔ جو کھانے مہمانون کو فرمایش پر ملنے دشوار[۱] وہ یہان بے طلب موجود نہ موجود ہونے کی وجہ۔ تمام عزیز واقارب ایجنٹ میکائیل بنے ہوئے متعدد اقسام کی لذیذ کھانے۔ بھوک کھلی ہوئی کسیقدر اشتہا سے زیادہ کھایا۔ اب دسترخوان سے اُٹھے یا اُٹھائے گئے۔ تو بیٹھنا دشوار۔ دہم سے پلنگ پر اور آنکھ بند

۱؎ نشست محمد اکبر خان اٹیچی نے اس امتیاز طعام کو محسوس کر کے اسکی شکایت کی تھی دیگر اٹیچون کو بھی اسکا تماشا کی پایا
مہمانون مین بھی اکثر کو یہ بات معلوم ہوئی مگر وہ اپنی کریم النفسی سے کوئی شکایت زبان پر نہین لائے ✦

۵ کثرتِ آب و غذا سے واقعی آتی ہے نیند۔

بمشکل تمام بعد عصر آنکھ کھلی۔ تو ٹفن کا وقت حاضر۔ اِس سے فرصت پائی۔ کپڑے پہنے۔ سیر و تفریح کو روانہ ہوے۔ نہ جائین تو بنے کیسے۔ رفع تکان و انشراح طبیعت کے لیے بہی وقت نکالنا ضروری بات۔ راہ مین کوئی بے تکلف سُننا سا ملگیا تو زیادہ سیر کی۔ ورنہ پہر پھر اکے صورت پر کارمرکز پر آئے۔ اتنے مین ڈنر کا وقت آگیا مگر بادل ناخواستہ کہایا۔ کچہہ سوء ہضمی کی بہی شکایت زبان پر آئی۔ یہہ خدا نے معدہ ہی ایسا قوی عنایت فرمایا تہا ورنہ اس کثرتِ غذا پر تو تخمہ کا خوف تہا۔ سوء ہضمی کیسی جبکہ کسی قسم کی محنت و ورزش نہو تو یہہ خوف بیجا نہ تہا۔

اب وہ وقت آیا جو آزاد طبیعتون کے لیے آل کار شادمانی ہے۔ یہان ہم سکوت سے کام لیتے ہین کسیکا صاف صاف حال لکھنا مشکلات سے خالی نہین۔ بہلائی مین تملق کا اندیشہ اسکے عکس مین دل شکنی کے الزام کا خطرہ گو دونون سچے ہی کیون نہون۔ پہر ذاتیات سے بحث کرنا ہمارے مقصد سے خارج ہے۔ صرف یہہ سوال یہان پیدا ہوتا ہے کہ جسکو عمدہ اور مقوی غذائین میسر آئین۔ ہواے خوش طبیعت مین فرحت پیدا کرے اور استفراغ طبیعت نہ ہو تو دماغ پر گرانی کا احتمال ہے اور یہہ حالت منجر بجنون ہو جائے تو تعجب انگیز نہین۔ اس صورت مین خداوندعالم کی خاص رحمت افغان جہانون اور یورپین منتظمون پر خیال کرنا چاہیے کہ باوصف قوت و اختیارات کسی مشغلۂ شباب کیطرف بہولے سے بہی رغبت نہ فرماتے تہے۔

علاوہ مذکورہ بالا شغلون کے دوست و احباب کی ملاقاتین۔ آئے گئے کی مدارات اہل وطن و عزیز و اقارب کی فرمائشات کی تعمیلات۔ ذاتی خرید و فروخت خط و کتابت غرضکہ کہانا ضروریات زندگی۔ سونا صحت کے لحاظ سے واجب۔ احباب و دوستون سے ملنا۔ اخلاقی فرض۔ ذوالقربی و ہمسایہ کے ساتھہ احسان کرنا تعمیل احکام الٰہی

یورپین حکام کے یہان حاضری موجودہ وآیندہ کے خیال سے تمام فرایض سے بڑہکر افغان مہمانون کی خدمت مین جانا کار منصبی۔ رہگئے اشغال سیر و تفریح۔ یہہ بہی زندگی کے لوازمات سے بیگانہ نہین ہین۔ اس تفریق اوقات پر غائر نظر ڈالی جاے تو کسی وقت کی نماز تک ادا نہ ہوتی تہی ۔ ع

سر سرکش نہین سجدہ سے واقف	اگر اہی ہون تو قبلہ کے مخالف
نماز صبح رخ کسدن قضا کی	تراویح شب گیسو ادا کی
گلابی ہے مرے تقوے کا جامہ	ردائے دختر رز ہے عمامہ

اس سے شاید بمشکل انکار ہوسکے کہ جسقدر رندی ظلمت و اسلامی رنگ دلمین ہوگا اسیقدر خوف خدا اور اسی پایہ کی اخلاقی حالت ہوگی۔ منتظمان کمیٹی کے مسلمان ہونے مین کسی کافر کو شک ہوسکتا ہے۔ مگر مسلمان کے لئے مایۂ فخر ہونے مین کلام ہو تو چندان عجب نہین۔ ع

عجب ہے کہ جو قوم ہو سب سے اعلی	اسی سے کے ہون افسوس اطوار بیجا
مجہے یاد آتی ہے اک نقل زیبا	کسی نے یہہ کہتے ہین سعدی سے پوچہا

کہ سید اگر ہو شرابی جواری
تو احکام کیا اسپہ ہوتے ہین جاری

لکہا شیخ نے ایک قطعہ جوابی	کہین مینے دیکہی نہین یہ خرابی
بنی فاطمہ ہاشمی۔ بو ترابی	غضب ہے کہ ہو وین جواری شرابی

خدا نے کیا ہے انہین نور طاہر
طہارت ہے قرآن سے ان کی ظاہر

اور ایسا اگر ہے تو اے وائے قسمت	قیامت ہین امت پہ ٹوٹی مصیبت
انہین سے پیمبر کو کب ہوگی فرحت	کہ آئیگی اپنی شفاعت کی نوبت

اُنہین کے بکھیڑون مین وہ دن توسارا
نکل جائیگا کون ہے پھر ہمارا

اس عنوان پر اگر ہم تفصیلی لکھنا چاہین تو دفتر ہوجائے اور داستان ختم نہو ہمنے
ہندوستانی کمیٹی کا ایک ادہورا ناتمام اور اجمالی خاکہ دکھلایا ہے۔ اگر اصلی صورت مع خط
وخال پیش کی جائے تو پبلک کو عجیب و غریب جلوے نظر آئین۔
اسکا ہم کو اعتراف ہے کہ فقیر صاحب کے خوش تدبیر۔ ہوشیار۔ صاحب
نصیب ہونے مین شک نہین۔ بخت واتفاق نے جس چھوٹی ملازمت سے
اُنہین اس ترقی کے زینہ پر پہنچایا یہہ اُنہین کا حصہ ہے۔ ممبری مال
ٹونک مین جو بات اُنہون نے چند دنون مین حاصل کی لوگون کو پشتون
مین جاکر نصیب نہین ہوتی۔ تمام ریاست مین دخل اختیار عزل ونصب سب
اپنے ہاتہہ مین۔ سید اقبال علی شاہ حقیقی بہائی سید مراتب علی شاہ لاہوری اپنے
ہموطن کو یکبارگی ناظم ریاست بنادینا تہوڑے اختیار کی بات نہین۔
انٹرٹینمنٹ کمیٹی کی سپرینٹنڈنٹی نے بڑے بڑے حصول مراتب کے ذرایع بخشے
اعلیٰ برٹش حکام وافغانی سردارون سے بے تکلف ملاقاتین۔ کہانے کا انتظام
اچھے اچھے ناموراُمرا کی حاضری۔ اور آخر مین برٹش ایجنٹی کابل۔ یہہ وہ قابلِ
رشک باتین ہین جن کی تمنا امرا و روسا کو ہو۔ تو نازیبا نہین۔
مانا کہ برٹش ایجنٹ مقرر ہونے کے وقت آپ بخوشی نہین گئے۔ آپ نے اپنی
ضعیفہ ماں سے علیحدگی اور اپنی خانگی ضرورتون کے عذرات پیش کیے۔ گھر
مین اس تقرر پر کہرام تہا۔ ایسے جلیل القدر عہدہ ملنے پر بہی جس گھر مین ماتم
ہو تو شگون نیک نہین اسلیے ضرورت سے زیادہ احتیاط کی حاجت ہی
ورنہ بعض اوقات اختیار و مرتبہ اعلیٰ بخت عاشق کیطرح اُلٹا پڑتا ہی

ٹکمیٹی مہمانداری کا ایک جزو اٹیچیان کو بھی خیال کرنا چاہیے۔ بارہ اٹیچی مع چند اسسٹنٹ اٹیچیون کے مامور ہوئے تھے۔ جنمین خان بہادر میر شمس شاہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر صوبہ سرحدی۔ و سردار محراب خان رئیس کوئٹہ بلوچستان جن کی سرپرستی میں کمیٹی بہت خاص عزت فرماتے تھے اور بلوچستان مین پہلے تعلیمیافتہ سردار ہین۔ دونون موصوف الصدر اصحاب مہذب اور با اخلاق ہین۔ لفٹیننٹ آنریبل ملک عمر حیات خان ٹوانہ سی۔ آئی۔ ای۔ و لیفٹننٹ محمد اکبر خان رئیس ہوتی مردان۔ دونون جوان خوش طبع۔ رنگین مزاج۔ بامذاق و خوش خلق ہین۔ باقی دیگر اٹیچیان مختلف العمر و مختلف المزاج مگر سب کے سب قابل و انتخاب تھے۔

ان حضرات کے ذمہ کہین مہمانون کا اسباب اُتروانا و لدوانا۔ کہین کرایہ کی گاڑیون کا اہتمام۔ کہین اسباب کی گاڑیون کو مہمانون کے قیامگاہ پر پہنچوایا کبھی غلام بچہ گان حضوری کی نگرانی۔ باقی اسپیشل ٹرینون مین ہمراہی مہمانون کے سفر۔ یونیفارم مین اسٹیشنون پر نزول اجلال اور سیر و تفریح۔

اسسٹنٹ اٹیچیون مین محمد حیات ڈپٹی انسپکٹر پولیس ڈیرہ اسمٰعیلخان نے بڑی سرگرمی و محنت سے اپنا کام متعلقہ انجام دیا۔

البتہ خان بہادر شیخ مولا بخش جو مستقل فارن اٹیچی گورنمنٹ آف انڈیا ہین۔ ان کے ذمہ نازک و ذمہ دارانہ خدمات تھین۔ ہز مجسٹی شاہ افغانستان کے حضور مین ان ہی کو باریابی کا شرف حاصل ہوتا تھا اِس متین۔ بے شر۔ مجسم اہل۔ بے مثل۔ قابل بزرگ نے

جس شایستگی وحُسن لیاقت سے اپنی خدمات مفوضہ انجام دین وہ فی الحقیقت قابل تحسین وتعریف ہے۔

اِن کی قدر دان خود اِن کی گورنمنٹ ہے وہ اِن کے حُسن خدمات کے صلہ مین ضرور خاص توجہ مبذول فرمائے گی۔ ❊

خاتمہ

افغانستان برٹش گورنمنٹ کا سیدہا بازو ہے۔ برٹش گورنمنٹ سے اتحاد افغانستان کے لیے ترقی کا سیدہا راستہ ہے

بیسوین صدی کے مورخ یا بحث کرنیوالے کو اس امر کی ضرورت باقی نہین رہی کہ وہ اتفاق و اختلاف شخصی یا سلطنتی کے مقابلہ مین تضیع وقت کرکر یہ امر علوم متعارفہ مدبران وقت کا ہوچکا ہے۔ تاوقتیکہ کسی سلطنت کا فنا کردینا ایک مادۂ فاسد کی طرح قرین مصلحت یا ضرورت حالت نہو اختلافات سلطنتی بدتر سے بدتر خرابیون کیطرف منجر ہوتا ہے۔ اور یہہ خرابیان صرف کمزوری سلطنت کے متعلق نہین ہوتین بلکہ قوی سلطنت کو بہی متزلزل کرتی ہین۔ اور زیادتی قوت جو نفسانیت کے لیے کمزور قوت کے مقابل عداوتا کام مین لائی جاتی ہے۔ اُسکا مواخذہ نہ صرف خداوند عالم کے سامنے ہوتا ہے۔ بلکہ زیادتی کرنے والون اور اُسکی نسلون کے سامنے آگے پیچہے آتا ہی جب زبردست فریق کو اپنی نفسانی غرضون کی وجہہ سے اپنی۔ زیادتیون کا خمیازہ اُٹھانا پڑتا ہے۔ تو ضرور ہے کہ کمزور فریق کو بطریق اولے اپنی جہالت و کمزوری کا نتیجہ بہگتنا پڑے۔

سلطنت کی مصلحتین بہی قریب قریب اُنہین اصولون پر مبنی ہین جو شخصی زندگی کے لیے مہتم بالشان ہین۔ مثلاً کسی شخص کے دو پڑوسی ہون تو ضرور ہے کہ ان تینون کے حالات معاشرت و تمدن مین۔ خواہ باعتبار دولت خواہ باعتبار علم۔ خواہ باعتبار قوت جسمانی فرق ہوگا۔ ان مین سے زبردست سے زبردست یا دولتمند سے دولتمند یہہ نہین کہہ سکتا کہ مجہہ کو اپنے ہمسایہ کی ضرورت نہین۔ اسیطرح اضعف مین کوئی یہہ خیال نہین کرسکتا کہ وہ

اسپنے اعلیٰ پڑوسی کی مدد سے مستغنی ہے یا اُسکو مشتعل کرکے اپنے کو بری از خطر سمجھے۔ یہ قیاس پوری قوت سے امور سلطنتہائے متقاربین سے تعلق رکھتا ہے بڑی سے بڑی سلطنت یہ نہ سمجھے کہ اُسکو خواہ ابقائے سلطنت مین یا اقوی سلطنت کے معاملات مین اپنے غیر مساوی ہمسایہ اور اقرب سلطنت کی ضرورت نہ پڑے گی۔ چہ جائیکہ سلطنت متوسط کو جسے جانبین کی دو سلطنت اُس سے قوی تر اور غیر موافق الاصول سے واسطہ ہو ایسی صورت مین سلطنت متوسط کو کسقدر ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ اپنے جانبین کی اقوی سلطنتون مین امتیاز کرتا رہے کہ کسکی شرکت قابل اعتبار اور اُسکے ملک کی صلاح و فلاح کے لیے انسب واولیٰ ہے۔

اسیطرح ہر سلطنت اعلیٰ اس امر کی حاجتمند ہے کہ جس سلطنت کو وہ اپنا معاون بنائے اُس کے ساتھہ روابط و مراسم مین کسدرجہ خلوص کام مین لانا چاہیئے۔ ہمکو اُن مدبرون کے ساتھہ ہرگز اتفاق نہین جو غیر ملکون کے ساتھہ برتاؤ مین محض خودغرضی ملحوظ خاطر رکھتے ہین۔ اور تمام تعلقات و معاملات کو ایک امر سرسری صرف مشکلات موجودہ کے حل کرنیکے لئے قرار دیتے ہین۔ دنیا کے تمام اصول جن پر بقائے صلاح و فلاح عالم ہے۔ صدق و راستی پر مبنی ہین تلمیع معاملت گو اہل معاملت کے لیے تھوڑی دیر کے واسطے ایک کو کامیاب اور دوسرے فریق کو خاسر بنائے۔ مگر یہہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ کتاب مین ایک باب یا چیپٹر کے غلط ہونے سے تمام کتاب غلط ہو جاتی ہے۔ اور باعتبار اصول اخلاق جس طرح گلاب کے حوض مین ایک قطرہ نجاست پڑنے سے تمام حوض ناپاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قوم کی زندگی مین کسی قرن مین مدبران سلطنت سے خودغرض پالیسی کیوجہ سے کوئی غلطی عمداً یا ارادتاً

کی جاتی ہے۔ تو گو بظاہر عارضی طور پر کامیابی سمجھی جائے۔ یا اُس خاص مدبر کے لیئے تھوڑی دیر کو مایہ افتخار ہو۔ مگر اُس قوم کی حیات مجموعی مین وہ ایسا ناپاک وہیہ اخلاقاً سمجھا جاتا ہے جو ابدالآباد تک حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بغرض خیال کرنے والے کیلئے یہ بحث ایک عجیب ودلکش مناظرہ ہے کہ افغانستان وہند کی سلطنتون مین کس قسم کے روابط واتحاد رہنا چاہیئن خاصکر ایسی حالت مین کہ روس کے اغراض۔ سلطنت ہند کے موافق نہون۔ اس مین شک نہین کہ گورنمنٹ ہند ایک نہایت باوقار۔ اور حدّ کمال تک پہونچی ہوئی سلطنت ہے۔ مگر کیا کوئی شخص اس کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ اُسکو افغانستان جیسے ہمسایہ سے اتحاد کی ضرورت باقی نہین رہی۔ کسی مرتبہ کا زبردست صاحب علم یا صاحب ثروت آقا ہو مگر کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ کسی وقت مین ایک ادنیٰ ملازم اُس کو نقصان نہین پہونچا سکتا۔ مثلاً بیماری۔ یا تنہائی کی حالت مین ڈاکٹر یا دوسرے معاونون کی مدد میسّر آنا بھی اسی ادنیٰ نوکر کی معاونت پر منحصر ہوتا ہے۔

سلطنت کسی مرتبہ کمال یا استحکام پر ہو مگر یہہ نہین کہا جاسکتا کہ خود اُس کی رعیت سے کیا خطرے پیش آسکتے ہین یا دوسرے سلطنت گو اُس درجہ کی نہ ہو اُسکو کسقدر نفع یا نقصان پہونچا سکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہہ کہہ لیجئے کہ سلطنت قوی تر کو سلطنت اضعف سے اُتنے موقع ہراس و معاونت کی نہین پڑتی۔ جتنے سلطنت ضعیف تر کو مگر جب ایک تیسری قوت برابر کی رقیب ہو رہی ہو تو اُس قوت کا جو حد مشترک کے طور پر فیما بین سلطنتین واقع ہے۔ اندازہ اُس کی قوت اصلی سے نہین کرنا چاہیئے۔ بلکہ اُس قوت سے اندازہ کرنا چاہئے۔ جو اُس کو ایک قوت سے ملکر دوسرے فریق مخالف کے مقابل مین حاصل

ہوسکتی ہے۔ مثلاً دو مخالف قوتین برابر کی ہین۔ اور ایک قوت ان سے کم
توصاف ظاہر ہے کہ جسطرف اس کم قوت کا میلان ہوگا۔ اُس کا مجموعہ
دوسری قوت مخالف منفردہ سے بہت زیادہ ہوجائیگا۔ اسلیے وسیع النظر
مدبران سلطنت ہند کا فرض ہے کہ وہ کابل جیسی قوت کو اپنی سلطنت کے
بقاو ترقی کی خاطر ایک فیکٹر یا جزو اتحادی سمجھین۔
دونون سلطنتون کے ہوا خواہون کو مبارکباد کا مقام ہے کہ سلطنت
ہند کی عنان جن ہاتھون مین ہے۔ اُن کا طرز عمل اسی اصول پر مبنی ہے۔ اور
اُنھون نے قدمی درمی سخنی اس باب مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا۔ اور ایک
مبارک علامت ہے کہ حال کے فرمان روائے افغانستان ایسے روشن خیال
ترقی پسند ہین جنھون نے باوجود ملکی دقتون کے ایسے موقعون سے بڑے مردانہ
طور پر فائدہ اُٹھایا۔
ایشیا کی تاریخ مین شاید یہ پہلی مثال ہے کہ ایک ایشیائی بادشاہ ایک
یورپ کی سلطنت کا اس طور پر مہمان ہوا اور جانبین سے اس طور پر روابط اتحاد
و مرافقت مستحکم ہون۔ نظر غائرین سے پوشیدہ نہین رہ سکتا کہ اس قسم کے
روابط بڑھانے سے اعلیحضرت اس امر کی ضرورت سمجھتے ہین کہ افغانستان کی
آیندہ ترقی کسقدر سلطنت ہند کی دوستی پر منحصر ہے۔
سچّا بیان اور خاصکر کسی کمی یا ضعف کے متعلق ایک امر ناگوار سا ہوتا ہے۔
الحق مُرٌّ ایک متفق علیہ مثل ہے۔ جو شخص افغانستان کا سچا خیر خواہ ہے اُسکو
اس امر کے اصرار کرنے کی ضرورت ہے کہ افغانستان مین جہان بہترین جواہر
عقل و دانش۔ قوت و بینش کے بالقوی موجود ہین۔ اوسی کے ساتھ اون مین
فعلیت کی ضرورت ہے۔ گویا مرتبہ امکان سے مرتبہ عمل مین آنا باقی ہے

جسکے لیئے بہترین مواقع درکار ہین - کوئی قوت اپنا عمل پورے طور پر نہین کرسکتی
جب تک اسکو وسعت مقامی حاصل نہ ہو - اسی لیئے تمام عالم کی تاریخ دیکھنے سے
معلوم ہوسکتا ہے کہ کسی قوم نے مدارج ترقی طے نہ کیئے - جب تک اُس کو
بہترین مواقع اطراف خارجیہ سے حاصل نہوئے -

للہ الحمد افغانستان جو قدرتی اوصاف مین اس قدر نام آور ہے -
اور اتفاق سے ابھی تک پوری ترقی کا اُسے موقع نہین ملا - اعلیٰحضرت جیسے
وسیع الخیال فرمانروا کی فرمان روائی مین ہے - موقع ٔین ویسا موجود ہین -
اعلیٰحضرت کو اس امر کی سچے طور پر اپنے دل مین تصفیہ کی ضرورت ہے - کہ کام
مین لانے کے لیئے سلطنت بینہ یا سلطنت بسرہ انسب و اوفق ہے -

اس کہنے کی ضرورت نہین کہ ہر سلطنت کو اپنی حفاظت کے لیئے ایک
خاص احتیاط کی ضرورت ہے اور اپنی قوت پر خاص حد تک منحصر رہنا چاہیئے
جسطرح حد سے زیادہ عدوان ومخالفت منفاد وجود صحیح ہے - اوسی طرح
انحصار لاینبغی مورث ضعف ورکاکت ہے - اور کبھی خالی از خطر نہین اس
حد اعتدال کو نظر مین رکھنے کے بعد ایک ترقی کرنے والے افغانستان
جیسے ملک کو حاجت ہے کہ اپنی تجارت - تعلیم - صنایع - استعمال معدنیات
طب - تمدن - سامان و آلات حرب - دولت ملک کے لیئے کسی متحد الاغراض
مغربی سلطنت سے مستفید ہو - اور اس استفادہ کے لیئے صرف دو سلطنتین
روس - برٹش اُسکے قریب ہین - ہم کو سلطنتی تعلقات سے بحث کرنے کی
ضرورت نہین - اتنا لکھنا کافی ہے کہ روس بجائے خود وحشت کی حالت مین ہے
اور گو کیسی ہی وسیع سلطنت ہو مگر اُس کے اصول سلطنت ہر گز اس قابل نہین
کہ دوسرے اُن سے نفع اُٹھائین - وہ اصول خود نظم سلطنت قایم رکھنے کے لیئے

کافی نہین تزلزل موجودہ اُسکی حالت بحران نامحمود کی سی بنائے ہوئے ہے
صرف برٹش سلطنت اس قابل معلوم ہوتی ہے کہ اُس سے نفع اُٹھایا جائے
نہ صرف اس لیے کہ دونون ہند و افغانستان متفق الاغراض ملک ہین۔ بلکہ
اس بنیاد پر کہ برٹش گورمنٹ کی تہذیب دنیا کی اوّل تہذیبون مین سے ہے اور
جو نفع افغانستان کو پہونچ سکتا ہے وہ آسان سے آسان طریقہ سے برٹش
گورمنٹ ہی سے حاصل ہوسکتا ہے۔
اس امر مین تہذیب انگلستان کا کسی قسم کا خودغرضانہ بخل اوتنا ہی
افسوسناک ہوگا جتنا کہ افغانستان کا کسی تنگ خیالی سے انگلستان کی تہذیب
و اتحاد سے نفع نہ اُٹھانا۔
برٹش گورمنٹ کی یہہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ افغانستان اُس کی سلطنت کا
سیدھا بازو ہے۔ اُس کی قوت سے اس سلطنت کی قوت اور اُسکے ضعف سے
برٹش سلطنت کا ضعف ہے۔ اور افغانستان کے لیے برٹش گورمنٹ سے اتحاد
سب سے سیدھا راستہ اُسکی ترقی اور آیندہ صلاح و فلاح کا ہے۔ افغانستان
کی ہرطرح بہتری اس مین ہے کہ وہ برٹش سلطنت کی دوستی کو غنیمت جانے
مدبران سلطنت برطانیہ کا دلی منشا رہے کہ عملداری افغانستان مستحکم ہوکر اُسکے
اور روس کے درمیان حائل رہے۔ روس برخلاف اس کے ہمیشہ یہہ چاہتا
ہے کہ افغانستان سدّ راہ ہے درمیان سے اُٹھہ جائے۔
امیر دوست محمد خان مرحوم ہندوستان مین بحیثیت نظربند کے کچھہ زمانہ
رہے۔ یہ حالت ایسی ہے کہ انسان کو چندان تجربہ نہین حاصل ہونے دیتی
تاہم امیر موصوف جنگ افغانستان کے خاتمہ پر جب کابل جارہے تھے
تو اُنھون نے رخصت ہوتے وقت گورنر جنرل سے بیان کیا تھا کہ ہندوستان

مین جب سے آیا ہون آپ کے علاقہ کو دیکھ رہا ہون۔ آپ کے قلعے۔ آپ کے سلح خانے۔ آپ کے جہاز قابل تعریف ہین۔ آپ کی تجارت آپ کی ٹکسال نے مجھے حیرت مین ڈال دیا۔ تعجب انگیز بات یہہ ہی کہ انگریزسی صاحب دانش ودولتمند قوم کابل جیسے ملک پر جہان پتھرون وچٹانون کے سوا کچھہ نہین ہے۔ قبضہ کرنے کی آرزومند ہو۔

امیر دوست محمد خان نے ہندوستان سے جاکر کچھہ اصلاحین کین۔ اوّل یہ کہ جو ورک شاپ اسلحہ جنگ بنانے کے سلطنت افغانستان مین جاری ہین اُن کی بنیاد پہلے پہل امیر مرحوم موصوف نے اپنے لایق فرزند امیر محمد افضل خان کے زیرنگرانی بلخ مین ڈالی۔ اُن کارخانون کا ذکر امیر عبدالرحمن خان مرحوم کی سوانح عمری مین مذکور ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہین کہ اپنی طفولیت مین تعلیم مدرسہ چھوڑ کر کارخانہ مین لوہارون کے ساتھہ بندوق سازی سیکھا کرتے تھے دوم باقاعدہ تو بخانہ۔ ترتیب رسالہ پلٹنون کے انتظام کی بنیاد۔ امیر مرحوم ممدوح نے ہی ہندوستان کی واپسی پر رکھی۔ وہ اس کو ضروری سمجھتے تھے کہ اپنی فوج کو انگریزی طریقۂ جنگ کی تعلیم دلائین۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لیے افسران فوج جو غدر ۱۸۵۷ء مین بھاگ کر افغانستان چلے گئے تھے ملازم رکھہ لیا اور ترکستان۔ بخارا کی فوج مین مامور کردیا۔ اس سے ثابت ہی کہ اگر امیر موصوف ہندوستان تشریف نہ لائے ہوتے تو اُن کی توجہ اس ضروری اصلاح کی جانب ہرگز مائل نہ ہوتی۔

اعلیٰحضرت ہزمجسٹی امیر نے تمام شاہان افغانستان سے زیادہ ہندوستان کی سیر کی۔ امیر شیر علی خان انبالہ۔ اور آپ کے پدر عالی قدر راولپنڈی تک آئے کسی نے جانا۔ کسی نے نہ جانا۔ مگر ہزمجسٹی نے قریب قریب تمام

ہندوستان کی سیاحت فرمائی۔ آزادانہ پھر کر ہر چیز کو نظر غائر سے دیکھا
اُن کے اطوار۔ اقوال نے ثابت کر دیا کہ وہ ایک باخبر۔ بیدار مغز حکمران
ہوشمند انسان اور راست کردار مسلمان ہین۔ اُن کا قول ہے کہ مین سپاہی
مُلا۔ اور بادشاہ۔ ہون۔ اور یہہ بالکل سچ ہے۔ اگر افغانستان کا حکمران
ان ہر سہ صفات سے متصف نہین تو کچھہ بادشاہ نہین۔

وہ یہان ملک گیری اور فاتح کی حیثیت سے نہین آئے تھے
مگر اُنھون نے فتح پائی۔ بلا امتیاز مذہب وملت وبلا استثناء قومیت
وذات سب کو اپنے حُسن اخلاق سے مسخر کیا۔ لوگون کے دلون پر اپنی محبت
کا سکہ بٹھایا۔

زورِ حکومت انسان کے جسمون کو مسخر کرتا ہے لیکن یہہ شرف صرف
اخلاق و بے تعصبی کو حاصل ہے جو انسان کے دلون پر قبضہ کرتا ہے جسکو
نہ کوئی قوت ہٹا سکتی ہے۔ نہ مدت بُھلا سکتی ہے۔ نہ جبر دوری کا اثر پڑ سکتا
ہے۔ آپ کی باخبری و روشن خیالی سے امید ہے کہ جو بصیرت یہان
کی سیاحت سے حاصل کی ہے اوسکو اپنی بہبودی ملک کے کام مین
لائینگے۔ اپنے مفید خیالات کا اظہار عملاً فرمائینگے۔

ہندوستان کو زرخیز ملک۔ رعایا کو بظاہر خوشحال۔ لوگون کی جان و
مال کو محفوظ۔ ہر جگہہ امن وامان پایا۔ اس اثر سے آپ متاثر ہوئے ہونگے
اور اپنی سلطنت مین اس کی طرف توجہ مبذول فرمائینگے۔ ناواقف و
نادانون کا یہ گمان تھا کہ ہز مجسٹی کو فن سپہگری کے متعلق اعلیٰ پایہ کی
شاید واقفیت نہ ہو۔ مگر انگریزی فوج کی حالت دیکھہ کر جو دلچسپی ظاہر
کی اُس سے اس خیال کی تردید ہو گئی۔ جو خیال انگریزی سپاہ دیکھکر

قایم ہوا ہوگا اُسکا تقاضا ہے کہ اپنی بہادر قوم کو تربیت یافتہ اُسی پایہ کا بنائین جو موجودہ زمانہ کے لشکرون کی مدافعت مین سپر کا کام دے۔

انبالہ مین امیر شیر علی خان نے فوج کا ریویو دیکھکر جو رائے ظاہر کی تہی ہز مجسٹی نے اُسکے برعکس رائے قایم فرمائی۔ امیر شیر علی خان نے قواعد فوج انگریزی کو سُنا ہے کہ ایک طفلانہ کھیل کہا۔ مگر ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان نے اُسپر غائر نظر ڈالی۔ فوج کی آراستگی۔ فوج کی شائستگی۔ فوج کی تربیت۔ فوج کی قواعد دیکھکر بے ساختہ تعریف کی اپنے سرداران کو مخاطب کرکے فوج کی خوبیون کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اعلیحضرت فنون جنگ مغربی سے وقوف تام رکھتے ہین۔ یہہ واقعہ کابل کے دو فرمان رواؤن کے اخلاق وسابق وحال کی تہذیب پر ایک حدتک روشنی ڈالتا ہے۔

سیاحت اعلیحضرت پولیٹکل غرض سے نہ تھی مگر پولیٹکل امور پر اسکا اثر پڑا

گو سفر ہز مجسٹی دوستانہ دعوت کی غرض سے اور اُن کا تشریف لانا بطور سیر وتفریح تہا لیکن غیر ممکن ہے۔ اس دوستانہ ملاقات ومحبت کا اثر پولیٹکل امورات پہ نہ پڑا ہو۔ ایک امر تو یہی بیان کیا جاتا ہے کہ زکا خیل آفریدی جو سرحدی اقوام مین ایک جرگہ ہے اور جن کا دوستانہ واسطہ گورنمنٹ انگریزی سے نہین ہے۔ جب اُنہون نے ملاقات چاہی تو ہز مجسٹی امیر نے اُن کے ملنے سے انکار کردیا۔

یہان ایک واقعہ عہد ضیاء الملۃ والدین مرحوم کے بیان کی ضرورت

معلوم ہوتی ہے۔ جس زمانہ مین سرحدی جنگ ہو رہی تھی اوسوقت مہتر باجور و دیگر سرحدی اقوام ناکام ہو کر جلال آباد مین ہوپنچے۔ امیر مرحوم نے گورنر جلال آباد کو حکم بھیجا کہ ان لوگون کو تاحکم ثانی کابل آنے سے روکو لیکن اونکو بطور ایک مسافر مہمان ٹھیراؤ۔

سنا گیا کہ گورنمنٹ ہند کو جب یہ خبر ملی تو امیر مرحوم سے اسبارہ مین استفسار کیا گیا۔ مرحوم مغفور نے لکھا کہ مین نے کوئی بات خلاف عہد نہین کی۔ میرے اور آپکے معاہدہ مین کوئی ایسی شرط نہین ہے کہ مین اپنے بھائی مسلمانون کو جو میرے ملک مین بحالت تباہی کسیطرح ہوپنچ جائین۔ مین اونکو ایک وقت کے کھانا دینے سے مجبور سمجھا جاون گا۔ البتہ مجھپر یہ ضرور فرض ہے کہ آپکے مخالفون کو مدد فوجی یا امداد مالی نہ دی جاوے اسکا مین سختی کے ساتھ پابند ہون۔

اب اسکا ثبوت بھی لیجئے۔ ملا ہڈا کا ایک نائب جو شورش جاہلانہ مین ٹرا محرک تھا ایک دفعہ اوسکے مقام سکونت پر حملہ ہوا۔ اوس مقام کے باشندے بھاگ گئے تھے۔ گانون مین آگ لگا دی گئی لیکن قبل لگانے آگ کے سردار قبیلہ کے گھر کی تلاشی لی گئی۔ جسمین سے ایک فرمان دستخطی امیر مرحوم نکلا جو طلب امداد کے جواب مین تھا۔ فرمان مین تحریر تھا کہ مین جس گورنمنٹ سے معاہدہ کر چکا ہون اوسکے خلاف کوئی امر کرنا مذہباً و اخلاقاً بُرا جانتا ہون۔ اگر عہد کے خلاف ورزی کرون تو خدا اور رسول کے روبرو گنہگار ٹھیرون تم لوگون نے جو شورش برپا کر رکھی ہے مین اسکو بھی مذہب کے خلاف جانتا ہون جنگ اسلامی کے شرائط تمام مفقود ہین تمکو اس باغیانہ طریقہ سے باز آنا چاہیئے۔

ناظرین یہ ہے راستبازی اور عہد کی پابندی جسکی اسلام تاکید کرتا ہے ہز مجسٹی نے سرحدی قوم سے ملنے مین ناحق مضایقہ فرمایا۔ یہ امر بظاہر پولیٹیکل حیثیت سے کوئی برا نہ تھا اگر اون لوگون سے ملتے اور بہ نرمی اپنے عادت و خصلت کی رو سے اون لوگون کے تالیف قلوب فرماتے تو کچھ عجب نہین کہ اونکے ذریعہ سے وہ گروہ ہماری گورنمنٹ کا مطیع

ومنقاد ہوجاتا۔ اور اوس گروہ کو بھی نفع پہونچتا۔

اخبارات کی راے سفر و سیاحت کے متعلق

ڈیلی اکسپرس۔ افغانی و انگریزی تعلقات مستقل طور پر اطمینان بخش طریقہ سے قایم ہوجائینگے لطف آمیز پالیسی حسب خواہش نتایج پیدا کرنے مین کامیاب ثابت ہوگی۔

سٹنڈرڈ۔ افغانستان کی ترقی اور ازادی سرحدی استحکامات کی تجاویز کا ایک لازمی جزو ہے

مارننگ پوسٹ۔ اس سیاحت امیر سے پبلک پر یہ اثر ہوا کہ دو ہمسایہ سلطنتون مین دوستانہ تعلقات ہین۔

دہلی میل۔ رقم کرتا ہے چونکہ امیر صاحب ہمارے دوست ہین اونکی مدارات نہایت تپاک سے کرین اونکی سیاحت موجودہ دوستانہ تعلقات اور بھی زیادہ مضبوط ہوجائینگے

نصائح امیر عبد الرحمن خان مغفور

امیر مرحوم نے جو نصیحتین اپنے جانشینون کو نہایت مفید و بیش بہا کین اونمین سے حسب ذیل یہان لکھی جاتی ہین۔

(۱) بااعتبار رعایت لوگون کو جو ملازمت اختیار کرین یا ملک مین آکر سکونت پذیر ہون مساوی حقوق عطا کرین اور انکو بلا امتیاز قوم و ملت اپنی رعایا کی مانند سمجھین۔

(۲) اپنے خاص لوگون اور عزیزون کو الاونس وغیرہ سے مدد دیکر کام کی طرف راغب کرین مگر جو کچھہ انہیں دیا جاے اوسکے مطابق کام بھی اون سے اوتنا ہی لیا جائے۔

(۳) برطانیہ اعظم کی محض مدد پر بھروسہ کرکے غافل نہون ممکن ہے کہ وہ روابط سلطنت جو اسوقت افغانستان کے ساتھہ ہین بدل دے یا کسی وقت افغانستان کو مدد دینا اپنی مصلحت کے خلاف سمجھین۔

(۴) ہمیشہ اوس سچے حکمت عملی کی پیروی کرنا چاہیئے جو ہمارے مذہب نے ہمکو سکھائی ہے یعنی ہر دشواری کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہو اور خدا پر بھروسہ کرو۔

(۵) کوئی یورپین ملک مین آباد ہونے نہ پائے جس وقت کوئی یورپین ملازم یا کاریگر یا معلم اپنا کام ختم کر چکے اور اہل ملک کو بخوبی کام آجاوے اور وہ اوسکی تعلیم کے محتاج نہ رہین تب اوسکو ہدایت ہو کہ پھر وہ اپنے ملک کو واپس جائے۔

(۶) اگر افغانستان کو ایک عظیم الشان سلطنت بنانا چاہتے ہین تو اتفاق کی قدر کرین کل شاہی خاندان۔ امرا اور رعایا سب یک دل یک رائے ہمخیال۔ متفق الاغراض ہوکر اپنے گھر کی حفاظت کرین۔

(۷) اگر باوجود عہد نامون کے انگریز میرے خاندان کے دشمنون کو مدد دین تو اوس حالت مین بہادرون کی طرح لڑکر فیصلہ کرلین اپنے دشمن کو ملک سے نکال دین اگر خود شکست کھائین تو انگریزون کے خلاف کسی دوسری سلطنت کی حمایت مین جا رہین۔

(۸) بمقابلہ متوسلین برطانیہ کے روس کے متوسلین سے زیادہ ہوشیار رہین۔

(۹) میرے بیٹے کو چاہیئے کہ قوم پر ثابت کردے کہ وہ ایک مستقل مزاج۔ صائب الرائے جفاکش اور محب وطن بادشاہ ہے۔

(۱۰) اس درجہ خودرائے ہو کہ کبھی اپنے مشیرون سے مشورہ نہ لے اور نہ کوئی مشیر اسکے مزاج مین اتنا دخیل ہو کہ اسے موم کی ناک بنالے۔

(۱۱) ملک مین ہر شخص امیر سے لیکر فقیر تک اسبات کا مجاز ہو کہ کسی معاملہ مین اگر وہ بادشاہ کو اطلاع دینا چاہے تو براہ راست خط و کتابت کرسکے۔

(۱۲) علاوہ روزانہ فرائض کے اپنا علم و معلومات بڑہانے کیلئے کوئی وقت مقرر کرین۔

(۱۳) سلطنت کے استحکام کے لئے فوج کی جانب توجہ اور اوسکا نو ایجاد اسلحہ سے مسلح ہونا جدید فنون جنگ کی کتابین پڑہنا نہایت ضروری ہے۔

(۱۴) غلے کے انبار خانے اور سلح خانے ہمیشہ بھرے رکھین۔

(۱۵) محکمون کے قوانین اور ملکی عدالتون کی توسیع کرین ملک کی ترقی و تہذیب کے لحاظ سے قانون مین اصلاح کرتے جائین۔

(۱۶) نئی سڑکین بنوائین مگر ریل و تار کا بنوانا اوسوقت تک ملتوی رکھین جب تک ہمارے پاس ملک کی حفاظت کے لیے کافی فوج جمع نہ ہو جاے۔

(۱۷) محکمہ مخبری و خفیہ پولیس کو ہمیشہ اچھی حالت مین رکھین۔

(۱۸) معدنیات و دیگر ذرایع دولت سے فائدہ اوٹھائین۔

(۱۹) کبھی غیر ملک والے کو ریل یا معدنیات کا ٹھیکہ نہ دین بلکہ خود ریل بنائین اور کانین کھودین اگر غیر ملک والون کو اجارہ دینے کی ضرورت و مصلحت ہو تو کم کم اجارے دیے جائین۔ اور اون اقوام کو دیے جائین جنکے ملک ہمارے ملک سے متصل نہون مثلاً اطالے۔ امریکن۔ جرمن بلکہ یورپین ملازمون کی ضرورت پیش آئے تو بھی انھین لوگون کو ترجیح دین۔

(۲۰) اپنے قول اور وعدہ پر ثابت قدم رہین۔ ہمیشہ جھوٹ و عہد شکنی سے احتراز کرین

(۲۱) جب ریل و تار نکالنے کا وقت آئے تو پہلے ملک کے اندرونی حصہ مین سرحدون سے دور بنائین۔

(۲۲) جب افغانستان کو سمندر تک رسائی ہوگی تو ملک بہت جلد دولتمند و آسودہ حال ہو جائیگا۔ افغانستان کا جنوبی و مغربی کونہ خلیج فارس و بحر ہند سے ملا ہوا ہے اور اوسی کے قریب ایک چھوٹا سا میدان قندہار۔ بلوچستان ایران اور کراچی کے درمیان واقع ہے میرے بیٹون اور جانشینون کو چاہیے کہ ہمیشہ اوس کونے کی تاک مین رہین

(۲۳) مختلف ممالک کی طرز حکومت پر غور کرین جو طریقہ زیادہ پسندیدہ ہو اور حسب حال ملک ہو اوسے اختیار کرین۔ میرے نزدیک بہترین اصول حکمرانی وہ ہے جو دنیا کے

سب سے بڑے مقنن نبی برحق محمد مصطفے صلعم نے قایم کیا تھا یہ جمہوری سلطنت کا
اصول تھا ہر شخص کو اپنی راے دینے کا حق حاصل تھا اور غلبہ آرا کی پیروی کیجاتی تھی
(۲۴) آخر مین یہ کہونگا کہ اگر خدا نے مجھے چند سال اور زندہ رکھا یا میرے بعد
افغانستان خانگی جھگڑون اور بیرونی حملون سے محفوظ رہا اور میرے بیٹے وجانشین
میری ہدایت و نصیحت کے موافق چلے تو دولت افغانستان کا انجام بہت اچھا ہوگا
اور مجھے امید ہے کہ انشا اللہ یہ دنیا مین ایک عظیم الشان سلطنت ہوگی۔

اب یہان چند تجاویز پیش کیجاتی ہین

بڑی ضرورت اسکی ہے کہ ملک مین جو جگہہ مناسب ہو ایک سالانہ اجتماع کانفرنس
کی شکل مین ہونا چاہیے جسمین بڑے بڑے سرداران قبائل عموماً اور طبقہ علما و ملا کو خصوصاً
شرکت کی تحریک کیجاے تاکہ تبادلہ خیالات کا لوگون کو موقع ملے اجنبیت دور ہوکر
یکجہتی کی بنیادین مستحکم اور خاندانی و قبایلی عداوتین رفع ہون - کانفرنس کے ساتھ ضرورت
ملک کے لحاظ سے ایک نمایش کہولی جاے اور جسقدر اشیاء ملک کی قدرتی و صنعتی
بہم ہوسکتی ہین وہ وہان لائے جائین۔ اسکے علاوہ جن ضرورتون کو ملک نہین پورا
کرتا ہے اور جو اشیاء ممالک غیر سے منگوائی جاتی ہین وہ بھی اس نمایش مین فراہم
کی جاوین تاکہ اہل ملک کو اونکے بنانے کی جانب رغبت ہو اور ترغیب دی جاوے
اس ذریعہ سے ضرورت کی چیزین باسانی ایک جگہہ سالانہ مل سکین گی۔
مسلمانون کی حالت اونیس بیس[19][20] کے فرق سے ہر ایک ممالک مین یکسان ہے
لیکن ہر شخص اس قوم کا اپنے ملک سے دوسرے ملک کے مسلمانون کو اچھی حالت
مین خیال کرتا ہے اسکا بڑا سبب یہ ہے کہ تبادلہ خیالات اور ایک کو دوسرے کے
صحیح حالات کا اندازہ نہین ہوتا۔

نہایت افسوس و دلسوزی سے کہا جاتا ہے کہ آجکل مسلمانوں کی حالت کسی ملک مین ہون - اعلی ہون یا ادنی آسودہ ہون یا تنگدست یکسان تنزل پذیر ہے نہ اونمین اخلاق کا جوش نہ تہذیب کی روشنی نہ قومی فیلنگ نہ سچی مذہبی جذبات نہ خون مین گرمی نہ دلون مین غیرت اخوت و اتفاق کا شیرازہ بکھر گیا ہے -

ایک حال کا مورخ لکھتا ہے کہ اب مسلمان رعونت و پندار سے جو اونکے دماغون مین موجزن ہے یورپ کے تمام ذہنی و دماغی ترقیون کو اپنے اسلاف کے تاریخی نوشتون مین ٹٹولتے ہین - بیسوین صدی کی سویلزیشن کو قرطبہ وغرناطہ کی مسجدون مین تلاش کرتے ہین وہ یورپ کے علما کا سلسلہ شاگردی اسپین کے مسلمان علما تک پہونچاتے ہین اور اسی پر بس کرتے ہین - مکینکس (جرثقیل) کی حیرت انگیز ترقی - اسٹیم انجن بارود و آتش فشان اسلحہ جنگ کی ایجاد نے مسلمانون کی جسمانی و ذہنی ترقی کو یک لخت رد کردیا - اونکے علمی عملی حدود کو بالکل تنگ کردیا - مسلمان اس عظیم الشان انقلاب کو بے پروائی سے سرسری سمجھتے ہین - اور اب تک اونکو وہی دلفریب خواب نظر آتے ہین جو اونکے گذشتہ فتوحات کی دھندلی تصویر کھینچتے ہین - اون کا تنزل روز افزون و عالمگیر ہے وہ اسباب تنزل سے بیخبر ہین اور اسی لئے قومون کی علمی عملی دوڑ مین منزلون پیچھے رہ گئے ہین -

عیسائی مورخ کا یہ مقولہ تلخ و دل خراش ہے مگر بالکل سچ ہے - مورخ نے ہماری موجودہ حالت کی صحیح تصویر اپنے الفاظ مین کھینچی ہے - ہم اپنی قومی تاریخ کے رنگین الفاظ بار بار دہراتے ہین مگر اپنی پستی و تباہی سے بالکل بیخبر ہین کوئی آئینہ ایسا سامنے نہین جسمین ہمارے خط و خال صاف نظر آئین -

سالانہ کانفرنس ہی ایسا مفید مجمع ہوگا جو اس بڑے نقص کو رفع کرسکے گا - اور نمایش زیادہ نفع پہونچاسے گی -

---

لے ماخوذ از لکچر مولوی محمد وحید الدین سلیم پانی پتی کانفرنس شاہجہانپور -

افغانی طلباء آمدنی کا نفرنس - نمایش و نیز سلطنتی وظایف سے ہر سال یورپ امریکہ و جاپان کے دار العلومون مین تحصیل علوم و فنون کی غرض سے بھیجے جایا کرین - جو بعد تعلیم اپنے ملک مین اشاعت فنون و کمالات کے ذریعہ ہون - نوجوانون کے یورپ بھیجنے مین جو خطرات پیش آتے ہین اونکے انسداد کا خیال پہلے سے ملحوظ رکھا جاوے ورنہ نوجوانون کا وہان جانا نقصانات سے بری نہین ہوا کرتا ہے -

حبیبیہ دار العلوم کے لئے تعلیم یافتہ ملکون سے پروفیسر بلائے جائین اپنے دوستون کے ملکون سے ہم مذہب اوستاد جہان تک مل سکین اونکو ترجیح دیجاوے ورنہ دوسرے ملکون سے غیر مذہب کے علماء رکھے جاوین بڑے بڑے مرکزون مین مردم شماری کے اعتبار سے اس کالج کی شاخین ہون - تعلیم کے ساتھ ابنائے ملک کو حب الوطنی سکھلائی جاوے - دست کاری و حرفت کو ترقی دیجاوے -

افغانستان مین مطابع و اخبارات کا قانون وضع ہو کر مطابع کی توسیع کی جاوے دنیا کے مشہور اخبارات و رسالہ منگوائے جاوین اونکا ضروری و مفید انتخاب ملکی زبان مین شایع ہوتا رہے جس سے اہل ملک باخبری حاصل کرین -

ایک سر رشتہ تالیف و تراجم کا قایم کیا جاوے جسطرح آجکل یورپ مین سائنس کی کتابین ترکی زبان مین موجود ہین - فارسی مین بھی اوسی قسم کا ذخیرہ جمع ہو - اس غرض کے پورا کرنے کے لئے اگر ایران و مصر و ترکی سے کچھ اہل علم جہان تک مصلحت و زمانہ اجازت دے بلوائے جائین - طہران مین بہت سے علوم و فنون کی کتابین ترجمہ ہو کر فارسی مین طبع ہو چکی ہین - مصر مین بہت سے سائنس کی کتابون کے عربی ترجمے موجود ہین وہ منگوائے جائین حتی الامکان اپنی زبان کو زیادہ ترقی دیجاوے - بیگانہ زبان سے غیر کا ہے فایدہ سمجھے اپنا ہو سو خیریت ہے اسکے لئے یہ ہونا چاہئیے کہ جن باتون مین اس زمانہ کو ناز ہے اونکی تحقیق و تحصیل کیجاوے اور علوم جدیدہ کو اپنی زبانون لایا جاوے - ترکی زبان مدارس

مین جاری ہو۔ جو فارسی خوان و عربی دان کو چند مہینون مین بآسانی آسکتی ہے زبان ترکی مین ایک سلطنتی زبان ہونے کی وجہ سے علوم جدیدہ کے بڑے ذخیرے پائے جاتے ہین۔ اور جو علوم ایشیائی زبان مین نہ ملین وہ یورپ کی زبان مین حاصل کئے جائین۔

علوم سے خدا کی حیرت انگیز قدرت کا مطالعہ ہوتا ہے

کلام ربانی[۵۱] علوم کے سیکھنے کی ہدایت فرماتا ہے۔ اور تمامی علوم سے جنکو علوم طبیعیہ یا علوم جدیدہ یا نیچرل سائنس کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ملکوت السموات والارض کا مشاہدہ اور خدا کی عظیم الشان و حیرت انگیز قدرت کا مطالعہ ہوتا ہے۔ اسٹرانومی Astronomy (علم ہیئت) سے خدا کی لا انتہا قدرت کے عجائبات جو آسمان پر جلوہ گر ہین معلوم ہو سکتے ہین۔ جیالوجی Geology (علم الارض) منرالوجی Mineralogy (علم معدنیات) سے خدا کی تعجب خیز قانون قدرت کی نشانیان جو کرہ زمین کے اندر پوشیدہ ہین میٹیرالوجی Meteorology (علم حوادث جویّہ) کے مطالعہ سے نظرت کے وہ عجیب جلوے جو ہوا سے محیط کرہ مین نمایان ہین زوالوجی Zoology (علم الحیوان) بوٹینی Botany (علم نباتات) سے قدرت کے عمیق اسرار جو طرح طرح کے جانورون اور رنگا رنگ نباتات کی طبیعت مین ودیعت ہین ہیومن اناٹومی Human Anatomy (علم تشریح الانسان) اور ہیومن فزیالوجی Human Physiology (علم افعال اعضائے انسانی) سے خدا کی ان نشانیون کو جو اوس نے انسان کی جسمانی ترکیب و اعضا کے مختلف حرکات مین رکھے ہین دریافت کر سکتے ہین۔

علوم مین تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے۔

فی زماننا علوم مین حیرت انگیز تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے علم تاریخ کو لیجئے تو فن کتابت کے ایجاد سے زمانہ حال تک کل قومون کے حالات و واقعات پر تمدنی ہون یا اخلاقی نہایت تفصیل سے بحث

[۵۱] ماخوذ از لیکچر مولوی وحید الدین سلیم۔

ہوتی ہے - تاریخ خاص کو دیکھئے تو ایک زمانہ ایک قوم - ایک ملک - ایک سلطنت ایک شہر - ایک خاندان - ایک شخص یا ایک موضوع خاص پر بسیط بحث کیجاتی ہے -
تاریخ خاص کی بہت مثالین ہین مثلاً تاریخ تمدن جسمین کسی قوم یا ملک یا زمانہ کی تہذیب و تمدن کے مسلسل حالات بیان کئے جاتے ہین - اسیطرح علوم کی تاریخ - اخلاق صنعت حرفت - تجارت - مذہب - نظم سلطنت - فلسفہ - شاعری - زبان - ایجاد و انکشاف قانون - رسم و رواج - بحری و بری معرکے - فوجی انتظامات - ریلوے - ٹیلگراف اسٹیم و انجن - ڈاک - تجارتی کمپنیون کی تاریخ جن مین واقعات کو ترتیب دینے اور اونکے اسباب و نتائج نکالنے - ایک سلسلہ کو دوسرے سلسلہ سے مربوط کرنے پر نہایت شرح و بسط سے بحث کی گئی ہے -

اسی پر آپ علوم ریاضیہ کو قیاس کرین جسمین - علم حساب - مساحت - ہندسہ مثلث مستوی و کروی - جبر و مقابلہ - فصول - مخروطی بالھندسہ و بالجبر - حساب الکلیات حساب الجزیات - حرکت - سکون - ہیئت - موسیقی وغیرہ شامل ہین -

علوم طبیعہ جسمین علم طبعی - کیمیا - برق - مقناطیس - آواز - ہوا - آب - روشنی حرارت - حیوانات - نباتات - جمادات - افعال الاعضا - تشریح - طب - علم الارض جغرافیہ - حوادث - جویہ وغیرہ داخل ہین -

دیگر علوم جیسے فلسفۃ النفس و القوی - علم تمدن - قوانین - علم الاخلاق اقتصاد سیاسی سیاست - فلسفہ مذہب - فلسفۃ الامثال وغیرہ ہین -

علوم کے دائرہ کو روز بروز وسعت ہے - کوئی پیشہ کوئی کام کوئی فن اور کوئی ہنر نہین ہے جسمین ان علوم کی مدد سے ترقی نہوتی ہو -

مسلمانون کو مہربان مربی کی ضرورت ہے جو اونکو تجارت و صنعت و حرفت کے سامان مہیا کر دے اونکو تعلیم دلائے تاکہ اونکے دماغ شگفتہ - دل زندہ ہون ہوشیاری

وقابلیت سے وہ اپنے فرایض کو انجام دین - اور وہ مارشل اسپرٹ پیدا ہو جسکے لئے ہمارے بہادر اولوالعزم بزرگان سلف نامور ہین - مذہبی علوم مین بھی ایسی ہی ترقی کرین جیسے دنیوی علوم مین اونکو عمدہ اخلاق وتہذیب سکھانے وتربیت دینے کے لیے روحانی معلم ہون جنکے مذہبی تقدس ودینی تبحر کا مرتبہ قوم مین مسلم ہو اور وہ شایستہ اخلاق وعمدہ ترین صفات کا نمونہ ہون پہر دیکھیے مسلمان گروہ گروہ اور جوق جوق نظر آئین جو اخلاق وشرافت کے زیور سے مزین - جنکے دماغ علم کی روشنی سے منور جنکے خیالات پاکیزہ - رائین سلیم - جنمین قومی جوش اسلامی حمیت کوٹ کوٹ کر بھری ہو قوم کے پرزور عنصر - ملک کے سچے بہیخواہ - اور سلطنت کے طاقتور بازو جو قومی عزت قایم رکھنے اپنے ملک کو دشمن کے حملہ سے بچانے - اور گورنمنٹ کی اطاعت مین وفاداری ونمک حلالی کے جوہر دکہانے مین ثابت قدم ہون اونہین ایک گروہ ہو جو امریکہ ویورپ وجاپان مین اشاعت اسلام کے لئے زبان سے قلم سے سرگرمی کے ساتھہ مصروف رہے - ایک جم غفیر ہو جو تمام روے زمین پر اپنے ملک کی مصنوعی وقدرتی اشیاء کو جہازون مین بھر بھر پہنچاتا دپہیلاتا - اور بری وبحری ملکون مین اپنی تجارتی قوت کا نقشہ جماتا اور قومی دولت بڑہاتا نظر آئے - اونہین مین ایک گروہ ہو جو ایجاد واختراع سے نئے نئے صنعتین ونئی نئی چیزین پیدا کرتا اور مہذب قومون کے صناعون سے مقابلہ کرتا دکہاے دے -

ایک جماعت محققین علماء وفضلا کی ہو جنکے دماغی محنتون وذہنی سرگرمیون سے علمی دائرہ ہر روز وسیع ہوتا جائے - واعظ جدا ہون جو قوم کو خوفناک برائیون سے مطلع کرتے رہین -

کچھہ ان مین ایسے ہون جو کئی بار کرہ زمین کا چکر لگا چکے ہون - اور مختلف ملکون اور قومون کے حالات دیکھکر اپنے ملک وقوم کے حالات سے موازنہ کر چکے ہین -

اپنی سیر و سفر سے قوم کے عیوب و خرابیان پر تنبہ کر چکے ہین - غرضکہ اوسمین ہر قسم
اور ہر طبقہ کے لوگ ہون جو قوم و ملک کے سچے بہی خواہ قومی دولت قومی جاہ و حشمت
قومی عزت - قومی تہذیب کے ترقی دینے مین یکسان بے چین و یکسان مصروف
ہون اوسمین علمی سوسائٹیان - مذہبی انجمن - اخلاقی کلب - صنعت و حرفت کے
کارخانے - تجارتی کمپنیان - کتب خانے - کالج موجود ہون تاکہ ایک سرے سے
دوسرے سرے تک قوم کے اجزا متحرک و موجزن ہون اور ملک مین ایک متنفس بہی
بے شغل نہ پایا جائے -

ترقی کے لیے جغرافیے حیثیت - مقامی حالت - گورنمنٹ ہند سے اتحاد
پوری آزادی - روس و انگلستان کا متحد الاغراض ہونا - بجز انگلستان نہ کسی سلطنت
کا سفیر - نہ غیر قوم کا مشنیری - ہر طرح امن و امان زمانہ موافق - قوم قوی القوی - صحیح الدماغ
مستقل المزاج - پابند مذہب - محنتی - جفاکش اور ہر زمانہ کی ضرورتون کا اوسمین
احساس - غرضکہ سامان سب قابل اطمینان مہیا ہین - پس کچہہ وقت اور فضل خدا
درکار ہے جو ہر ترقی کرنے والے ملک و قوم کے لئے لازمی ہے -

معاہدہ روس و انگلستان جو حال مین ہوا ہے ممکن ہے کہ اسکا آیندہ افغانستان
پر کوئی اثر مترتب ہو مگر سمجہدار و قومی قوم ہر حال مین یار و اغیار سے نفع ہی اوٹہاتی ہے -

جس فرمان روا کو امیر عبد الرحمن خان جیسے دانشمند مصلحت بین - مدبر - رمز شناس
حکیمانہ خیال حکمران سے بیش بہا نصایح و تربیت حاصل ہوئی ہو - اور جو خود بہی روشن
خیال رفتار زمانہ سے آشنا - قومی ضرورتون سے باخبر ہے اوسکی ذات سے ہر طرح
امیدین بہبودی و بہتری کی ہین -

اب ہم بارگاہ صمدیت مین خلوص سے دعا کرتے ہین کہ اعلیحضرت شاہ افغانستان
ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان خلد اللہ ملکہ کی حیات مین سلطنت کابل اوج کمال کو پہنچے

اوسکے باشندے آباد اوسکے خزاین معمور۔ اوسکے قلعے مستحکم بالعساکر۔ اوسکے پہاڑ سرسبز۔ اوسکے مدارس مشحون بالعلوم۔ اوسکے کارخانے مملو۔ اوسکے جاہ وجلال کے سمندر۔ موجزن۔ اوسکے دنثارسکے آسمان باتمکین اوسکے دوست شاد! وسوقت تک رہین جب تک آفتاب بین روشنی۔ ثوابت کو قرار اور سیار کو دوار رہے۔ اسے رب العزت وزبان روائے افغانستان کو سہ

دین ودنیا مین آبرو دیجیو | دونون عالم مین سرخرو کیجیو

مصرع این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد

خاکسار

نادر علی